

قرآن مجید اور  
احادیث صحیحہ  
کی روشنی میں

# شرعی احکام کا انسائیکلو پیڈیا

تالیف  
ابن شیبہ الحسینوی

ترجمہ  
شیخ زہیر علی زئی حفظہ اللہ

تقدیم

حافظ صاحب المدینہ الرزین یوسف حفظہ اللہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربعہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# شرعی احکام کا انسائیکلو پیڈیا ( حصہ اول )

تالیف

ابن بشیر الحسینی حفظہ اللہ

فاضل مرکز الترویج الاسلامیہ، فیصل آباد  
مدرس جامعہ امام بخاری گندھیاں اوتاڑ، قصور

تقدیم

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ

ناشر

احیاء السنۃ پبلی کیشنز، قصور

0306 5094013



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب \_\_\_\_\_ شرعی احکام کا انسائیکلو پیڈیا

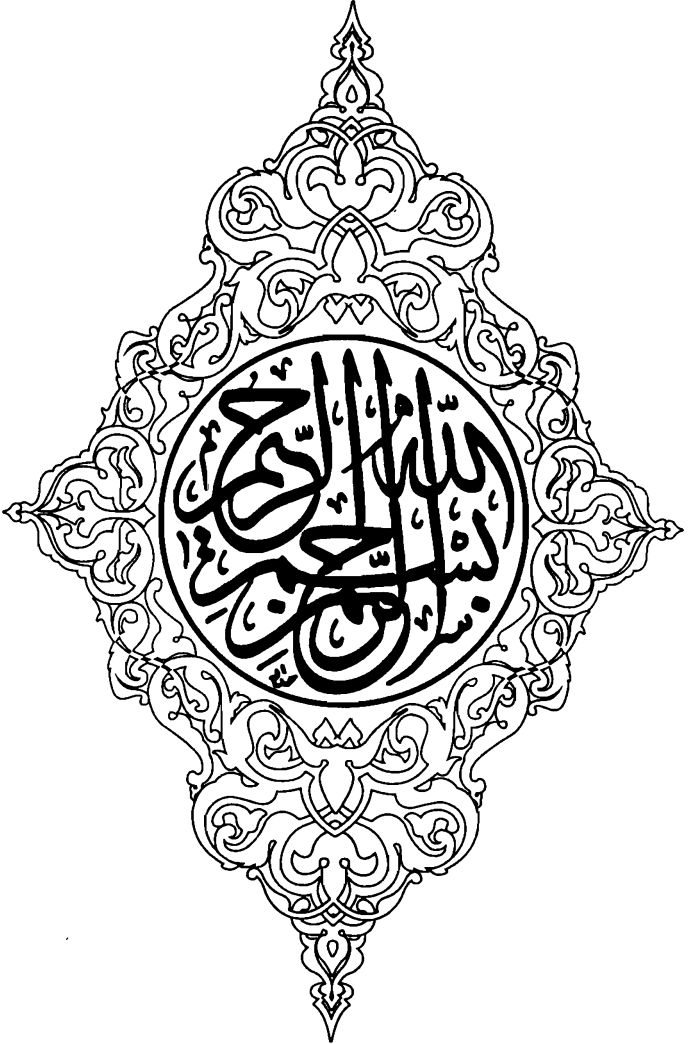
مؤلف \_\_\_\_\_ ابن بشیر الحسینی حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت \_\_\_\_\_ مئی 2009ء

تعداد \_\_\_\_\_ 1000

قیمت \_\_\_\_\_ 1- روپے

پبلشرز: جملہ مطبوعات پاکستان پبلسنگز، تمام بڑے شہروں کے کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔ لاہور: مکتبہ قدوسیہ، دارالسلام، شمالی کتب خانہ، اسلامی اکیڈمی، مکتبہ رحمانیہ، اسلامی کتب خانہ، مکتبہ اعلم، خزینہ علم و ادب، دارالفرقان، مکتبہ سلفیہ، دارالمدنی، کتاب سرائے، شریک الاشیان، گوجرانوالہ: مدینہ کتاب گھر، مکتبہ نعمانیہ، والی کتب گھر، دارالسلام فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ، مکتبہ الحمدیہ، دارالقرآن کراچی: مکتبہ نوروز، مکتبہ الحمدیہ (ٹرسٹ) راولپنڈی: جمیلات، طیبہ، کبیری بازار، اسلام آباد: اسعد اسلامک بکس سے طلب فرمائیں۔



## فہرست

- 23..... عرض مؤلف ❀
- 25..... تقدیم صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ ❀

### نیت کے احکام

- 27..... اسلام میں نیت کی اہمیت:
- 29..... اخلاص نیت سے کیا مراد ہے؟
- 29..... نیت دل سے ہوتی ہے نہ کہ زبان سے:
- 30..... لطیفہ:
- 31..... تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے:
- 32..... نیت کے فوائد:

### نیت اور طہارت

- 33..... نیت اور وضو:
- 34..... نیت اور غسل:
- 35..... نیت اور تیمم:

### نیت اور نماز

- 36..... نماز کے لئے نیت کرنا شرط ہے:
- 36..... ہر نماز کے لیے علیحدہ علیحدہ نیت کرنی چاہیے:
- 36..... نماز کی زبان کے ساتھ نیت کرنا بدعت ہے:

- 37..... نماز میں نیت تبدیل کرنا درست ہے:
- 38..... امام اور مقتدی کی نیت میں اختلاف جائز ہے:
- 39..... نیت اور حج:

### نیت اور روزہ

- 40..... فرضی روزہ کی نیت رات کو فجر سے پہلے کرنا ضروری ہے:
- 40..... فرضی روزہ کی روزانہ رات کو نیت کرنی چاہیے:
- 41..... روزہ کی نیت کے مروجہ الفاظ کی حقیقت:
- 41..... اعتکاف کی نیت:
- 42..... نیت کر لینے سے اعتکاف واجب نہیں ہوتا:
- 42..... نیت اور طلاق:

### رات کو پیش آنے والے 265 مسائل کا شرعی حل

- 44..... رات میں ہونے والے چند اہم امور درج ذیل ہیں:
- 44..... رات کیا ہے؟
- 44..... رات اور طہارت:
- 46..... رات اور اذان:
- 46..... مغرب کی اذان:
- 47..... عشاء کی اذان:
- 47..... سحری کی اذان:
- 47..... رات اور نماز:
- 48..... فرضی نمازیں:

- 48..... نمازِ مغرب:
- 48..... نمازِ عشاء:
- 49..... سفر میں دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا:
- 51..... مسنون یا نفل نمازیں:
- 51..... نمازِ مغرب کے بعد دو رکعت پڑھنا:
- 52..... مغرب اور عشاء کے درمیان نفل نماز:
- 52..... نمازِ عشاء سے پہلے دو رکعت پڑھنا:
- 52..... نمازِ عشاء کے بعد دو رکعت پڑھنا:

### نماز وتر کے احکام

- 53..... نماز وتر مستحب ہے:
- 54..... نماز وتر کی اہمیت:
- 55..... نماز وتر کا وقت:
- 56..... نماز وتر کی رکعات کی تعداد:
- 57..... ایک رات میں دو بار وتر پڑھنا جائز نہیں:
- 57..... وتر کے بعد تہجد پڑھنا جائز ہے:
- 58..... نماز وتر میں دعاء وتر رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے:
- 58..... دعاء وتر کے لیے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں:
- 58..... دعاء وتر:
- 59..... وتروں سے سلام پھیرنے کے بعد کی دعاء:
- 59..... نماز تہجد:
- 59..... نماز تراویح:



### رات اور جنازہ

61..... میت رات کو دفن کرنا:

### رات اور روزہ

62..... چاند کو دیکھ کر رمضان کے روزے شروع کرنا:

62..... شک والے دن روزہ نہیں رکھنا چاہئے:

63..... چاند دیکھ کر ہی روزے ختم کرنا:

63..... رویت ہلال کی دعا:

63..... اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا:

64..... فرضی روزہ کی نیت رات کو کرنا ضروری ہے:

64..... فرضی روزہ کی روزانہ رات کو نیت کرنی چاہئے:

65..... رات کو سحری کھانا:

65..... رات کے شروع ہوتے ہی (یعنی غروب آفتاب کے فوراً بعد) روزہ افطار کرنا:

65..... روزوں کی راتوں میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا جائز ہے:

66..... رات کو روزہ نہیں ہوتا:

66..... روزہ کے احکام:

66..... فرضی روزہ کی روزانہ رات کو نیت کرنی چاہیے:

68..... روزہ باطل کرنے والے امور:

### لیلة القدر کے احکام

69..... لیلة القدر کو تلاش کرنا:

70..... لیلة القدر کے احکام کی تلاش سے۔ مزید متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

70..... لیلة القدر کی علامات:

70..... رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں سخت محنت کرنا:

### رات اور حج

71..... نو اور دس ذوالحجہ کی رات:

71..... ایام تشریق کی راتیں:

### رات اور عیدین

72..... ایام تشریق (۱۱-۱۲-۱۳ ذوالحجہ) کی راتوں کو تکبیریں کہنا:

72..... رات کو قربانی کرنا:

### رات اور میاں بیوی

73..... عورت بطور ضرورت رات کو گھر سے باہر جاسکتی ہے:

73..... آدمی لمبے سفر کے بعد رات کو (اچانک بغیر اطلاع کے) اپنے گھر نہ آئے:

74..... عورت رات کو قضائے حاجت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے:

74..... عورت رات کو مسجد میں اپنے خاوند کے پاس معتکف میں جاسکتی ہے:

74..... عورت کو مسجد میں جانے کے لئے اپنے خاوند سے اجازت لینا چاہئے:

74..... خاوند سفر سے واپس آئے تو رات کو اپنی بیوی کے پاس (بغیر اطلاع کے) نہ جائے:

74..... بیوی کے ساتھ پہلی رات:

75..... جماع کرنا:

### رات کے آداب

### رات کے اذکار

77..... شام کے اذکار:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

77..... سید الاستغفار پڑھنا:

## نیند (سونے) کے احکام

78..... سونے کے آداب:

81..... نیند سے بیدار ہوتے وقت پڑھی جانے والی دعائیں:

82..... نیند سے بیدار ہو کر کرنے والے کام:

83..... سوئے ہوئے آدمی کو بیدار کرنے کا طریقہ:

84..... صبح کی نماز کے وقت سویا نہ رہے:

84..... سونے سے پہلے کسی سے کہہ دیا جائے کہ صبح مجھے بیدار کر دینا:

85..... رات کے اول حصے میں سو جانا چاہیے:

85..... نماز تہجد کا اہتمام کرنا بہت بڑا عمل ہے:

85..... نماز تہجد کے لیے اپنی بیوی کو بھی بیدار کرنا چاہیے:

86..... رمضان کے آخری عشرے میں آدمی خود بھی بیدار ہو اور گھر والوں کو بھی بیدار کرے:

86..... عام دنوں میں مکمل رات عبادت کرنا مکروہ یا ممنوع ہے:

87..... قیام اللیل کا سب سے بہتر طریقہ:

87..... ساری رات سوئے رہنے کی مذمت اور نماز تہجد پڑھنے کی فضیلت:

88..... اگر نیند کا غلبہ ہو تو؟

88..... مسجد میں سونا درست ہے:

89..... سونے والے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے:

89..... قیلولہ کرنا مسنون ہے:

89..... نماز جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا مسنون ہے:

90..... کچھ لوگ سو رہے ہوں اور کچھ لوگ جاگتے ہوں تو السلام علیکم آہستہ کہنا چاہیے:

- 90..... نیند ناقض وضو ہے:
- 91..... سونے کی کچھ ممنوع حالتیں:
- 93..... سوئے ہوئے آدمی کے نیچے آکر کوئی بچہ فوت ہو جائے تو؟
- 93..... نیند کے متفرق مسائل:
- 94..... خواب کے احکام:
- 94..... اونگھ کے احکام:
- 94..... اگر نماز پڑھتے ہوئے اونگھ آجائے تو؟
- 95..... جمعہ کا خطبہ سنتے ہوئے اگر اونگھ آجائے تو:
- 95..... اونگھ ناقض وضو نہیں ہے:

## وقت کے احکام

- 99..... اذان اور نماز کے درمیانی وقت کے احکام:
- 100..... سحری اور اذان کے درمیان کتنا وقت ہونا چاہیے؟
- 100..... سحری کا وقت:
- 100..... نمازوں کے اوقات کے احکام:
- 101..... فرضی نمازوں کے اوقات:
- 102..... زوال کا وقت یا مثل اول معلوم کرنے کا طریقہ:
- 105..... اول وقت نماز کی فضیلت:
- 105..... فوت شدہ نماز کا وقت:
- 106..... نقلی نمازوں کے اوقات:
- 107..... وہ اوقات جن میں نماز پڑھنی منع ہے:
- 108..... جمعہ کے دن ممنوعہ اوقات میں سے نصف النہار کے وقت نماز پڑھنا درست ہے:

108 ..... بیت اللہ میں ممنوعہ اوقات میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے:

109 ..... تین اوقات میں گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا منع ہے:

### دن کے احکام

110 ..... اذان کے احکام:

111 ..... امامت کون کروائے؟

112 ..... امام کی ذمہ داری:

112 ..... امام کی مختلف حالتوں کا بیان:

114 ..... نماز کے بعض احکام:

### باجماعت نماز کے احکام

116 ..... وہ مقامات جہاں نماز پڑھنی جائز نہیں ہے:

117 ..... دن میں فرضی نمازوں کے احکام:

120 ..... نماز جمعہ:

### جمعہ کے دن کے احکام

122 ..... جمعہ پڑھنے والے کے احکام:

127 ..... خطبہ جمعہ کے احکام:

128 ..... نماز جمعہ کے احکام:

### سلام کے احکام

131 ..... جواب دینے کے احکام:



## بالوں کے احکام

- 134..... سر کے بالوں کے احکام:
- 134..... مسلمان مرد کے بالوں کے احکام:
- 136..... کنگھی کرنے کے آداب:
- 136..... مانگ تالو سے نکالنی چاہئے:
- 137..... بالوں میں تیل لگانا:
- 137..... بالوں میں خوشبو لگانا:
- 138..... بالوں کی چوٹی بنا کر یا انھیں گوندھ کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے:
- 138..... بال درج ذیل طریقوں سے رکھنا جائز ہیں:
- 142..... اعتراض کا جواب:
- 145..... مصنوعی بال (وگ) لگانا حرام ہے:
- 145..... وضو میں سر کا مسح کرنا:
- 148..... غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح کرنا بھی صحیح ہے:
- 148..... نو مسلم (New Muslim) کے بال:
- 149..... بچوں کے بالوں کے احکام:
- 150..... مسلمان عورت کے سر کے بال:
- 151..... عورت کا اپنے سر کے بال منڈوانا حرام ہے:
- 152..... عورت کے لیے حرام ہے کہ وہ اپنے بال غیر محرموں کے سامنے کھلے چھوڑے:

## ابروؤں کے بالوں کے احکام

- 154..... ابروؤں کے بال اتارنا یا باریک کرنا حرام ہیں:

155.....: رخساروں کے بالوں کے احکام:

156.....: بچہ داڑھی بھی داڑھی میں شامل ہے:

### داڑھی کے احکام

157.....: داڑھی رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے:

158.....: مٹھی سے زائد داڑھی کا ثنا بالکل غلط ہے:

158.....: سفید داڑھی کو رنگنا بھی چاہیے:

### موچھوں کے احکام

159.....: موچھوں کو ترشوانا چاہئے:

159.....: موچھوں کو ترشوانے میں چالیس دن سے تاخیر نہ کرے:

159.....: ساری موچھوں (یا بعض موچھوں) کو قینچی سے کاٹنا صحیح احادیث سے ثابت ہے:

### بغلوں کے بالوں کے احکام

161.....: زیر ناف بالوں کے احکام:

کانوں کے اندرونی (سینہ، کمر، بازوؤں، پشت، ٹانگوں، رانوں، ہاتھوں اور پاؤں پر اُگے

162.....: ہوئے بالوں کے احکام:

162.....: ناک میں اُگے ہوئے بالوں کو اکھیڑنا:

162.....: کنپٹی کے بالوں کے احکام:

### صف بندی کے مسائل

163.....: صفوں میں مل کر کھڑا ہونا:

163.....: صفوں کو برابر کرنا:

163.....: صفوں کو سیدھا کرنا چاہئے۔ **محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ**

- 164 ..... صف کو ملاتے وقت ٹخنے سے ٹخنا، گھٹنے سے گھٹنا، کندھے سے کندھا ملا ہوا ہو:
- 164 ..... صف میں مل کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑا ہونا چاہئے:
- 165 ..... صف کی دائیں جانب کھڑا ہونا زیادہ پسندیدہ عمل ہے:
- 165 ..... صفوں کی ترتیب:
- 166 ..... پہلی صف سے ہمیشہ پیچھے رہنے پر وعید:
- 166 ..... پہلی صف میں نماز پڑھنے کی فضیلت:
- 166 ..... عورتوں اور مردوں کی سب سے بہترین صف:
- 167 ..... پہلی صف میں نقص نہیں ہونا چاہئے آخری صف میں نقص رہ جائے مکمل نہ ہو تو خیر ہے:
- 167 ..... صف بندی کے مراتب:
- 168 ..... صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے:
- 168 ..... جب صرف دو نمازی ہوں:
- 169 ..... جب دو مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں:
- 170 ..... عورت اگر عورتوں کی امامت کرائے تو وہ صف میں کھڑی ہوگی:
- 170 ..... دو ستونوں کے درمیان صف نہیں بنانی چاہئے:
- 170 ..... صفیں ایک دوسرے کے قریب ہونی چاہئیں:
- 170 ..... امام کی ذمہ داریاں:

### چہرے کے احکام

- 172 ..... مرد کے چہرے کے احکام:
- 175 ..... قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا مستحب ہے:
- 175 ..... نماز استقاء سے پہلے:
- 175 ..... جمرہ اولیٰ کو ٹکریاں مارنے سے فارغ ہو کر چند قدم آگے جا کر قبلہ رخ ہونا:

- 175..... قبلہ رخ ہو کر تلبیہ کہنا:
- 176..... جن موقعوں پر چہرے کو قبلہ رخ کرنا ضروری نہیں:
- 176..... حالتِ اضطراب، مثلاً لیٹ کر نماز پڑھنے میں یا صلاۃ الخوف میں قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں ہے:
- 177..... جن موقعوں پر قبلہ رخ ہونا منع ہے:

### چہرے کو دھونے کے احکام

- 178..... وضو میں چہرے کا دھونا فرض ہے:
- 178..... وضو میں چہرے کو ایک مرتبہ دھونا بھی مسنون ہے:
- 178..... دو مرتبہ دھونا بھی جائز ہے:
- 179..... اعضائے وضو کو تین مرتبہ دھونا مسنون ہے:
- 179..... تین دفعہ سے زیادہ مرتبہ چہرے (وضو کے اعضاء) کو نہیں دھونا چاہئے:
- 180..... چہرے کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ دھونا چاہئے:
- 180..... وضو میں چہرہ دھونے کی وجہ سے چہرے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں:
- 180..... وضو میں چہرے کو دھونے کی وجہ سے چہرہ قیامت کے دن روشن ہوگا:
- 181..... سو کر اٹھتے وقت چہرے کو دھونا:
- 181..... تیمم میں چہرے کا مسح کرنا:
- 182..... اذان میں چہرے کے احکام:
- 182..... نماز میں چہرے کے احکام:
- 182..... امام سلام پھیرتے وقت پہلے دائیں طرف چہرہ کر کے سلام کہے پھر بائیں طرف:
- 183..... امام کا نماز سے سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف چہرہ کرنا:
- 184..... امام کو کتنی دیر نماز سے سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف اپنا چہرہ کرنا چاہئے؟
- 184..... تھوڑی دیر کی مدت کتنی تھی؟

- 184..... نماز میں چہرہ کو ڈھانپنا منع ہے:
- 184..... خطبہ جمعہ اور چہرے کے احکام:

### (حج یا عمرہ اور چہرے کے احکام)

- 186..... تلبیہ قبلہ رخ ہو کر کہنا:
- 186..... چہرے پر مارنے کی ممانعت:
- 187..... میدانِ جہاد میں چہرے پر غبار:
- 187..... دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا:

### (عورت کے چہرے کے احکام)

- 189..... بعض احکام میں عورت اور مرد کا چہرہ مشترک ہے:
- 189..... عورت کا اپنے چہرے کو غیر محرم مردوں سے چھپانا ضروری ہے:
- 190..... امہات المؤمنین کا پردہ کا اہتمام کرنا:
- 191..... عمر رسیدہ عورت کے لئے چہرہ چھپانا ضروری نہیں:
- 191..... متغنی کرنے سے پہلے اپنی منخطوبہ کا چہرہ دیکھنا جائز ہے:
- 191..... نماز میں عورت اپنے چہرے کو نہ ڈھانپنے:
- 191..... رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک:

### (پانی کے احکام)

- 194..... بارش کا پانی:
- 194..... برف کا پانی:
- 194..... اولوں کا پانی:
- 194..... سمندروں (اور دریاؤں) کا پانی:



- 195..... نہروں کا پانی:
- 195..... کنویں کا پانی:
- 196..... آپ زہرم:
- 196..... چشموں کا پانی:
- 196..... سیلاب کا پانی:

### وہ مستعمل پانی جو پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے

- 197..... وضو کے بعد برتن کا بچا ہوا پانی پینا:
- 198..... وہ پانی جس میں پاک چیز ملا دی گئی ہو:
- 198..... مشرکوں کے برتنوں میں موجود پانی سے وضو اور غسل کرنا صحیح ہے:
- 199..... وہ پانی (یا سیال) جس میں مکھی گر جائے تو وہ پانی (یا سیال) پاک ہے:
- 199..... وہ پانی جو خود پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں ہے:

### وہ پانی جو ناپاک ہے

- 200..... کتے کا جوٹھا پانی:
- 200..... پانی سے استنجا کرنا:
- 202..... پیشاب پر پانی بہا دینے سے جگہ پاک ہو جاتی ہے:
- 202..... بچہ اگر پیشاب کر دے:
- 203..... کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے:
- 203..... کھڑے پانی میں جنبی آدمی کا نہانا منع ہے:
- 203..... پانی میں خود بخود مچھلی مر جائے تو وہ حلال ہے:
- 203..... وضو کے پانی والے برتن کو ڈھانپنا چاہئے:
- 204..... محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
عیسائیوں کے گھر کے پانی سے وضو کرنا:

## باقی پانی کے بعض احکام کی فہرست

- 206..... دم کر کے پانی پر پھونکنا:
- 206..... اگر کھیتی آسمانی پانی سے پکی ہے:
- 207..... پانی پینے کے آداب:
- 209..... بعض صورتوں میں کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے:
- 211..... پانی پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنی چاہئے:
- 212..... پانی پلانے کے آداب:

## زکوٰۃ کے احکام

- 213..... اہمیتِ زکوٰۃ:
- 213..... جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام، جانوروں کی زکوٰۃ کے اجماعی مسائل:
- 214..... اونٹوں کی زکوٰۃ:
- 215..... گائے (اور بھینس) کی زکوٰۃ:
- 215..... بکریوں (بھیروں اور دنبوں) کی زکوٰۃ:
- 215..... درج ذیل صفات والے جانور بطور زکوٰۃ وصول نہیں کئے جائیں گے:
- 216..... سونے اور چاندی میں زکوٰۃ:
- 217..... مال تجارت میں زکوٰۃ:
- 217..... مال تجارت سے زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ:
- 218..... ہر قسم کے پھل اور ہر جنس پر زکوٰۃ واجب ہے:
- 218..... عشر ادا کرنے کا طریقہ:
- 219..... شہد میں دسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے:

- 220.....: زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں:
- 221.....: بنو ہاشم اور بنو مطلب پر زکوٰۃ حرام ہے:
- 221.....: خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا:
- 221.....: اولاد والدین کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی:
- 221.....: بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے:
- 222.....: صدقہ فطر کا بیان:
- 223.....: صدقہ فطر کی مقدار:
- 223.....: صدقہ فطر ادا کرنے کا وقت:
- 224.....: صدقہ فطر کن اشیاء سے نکالا جاسکتا ہے؟

متفرقات

- 226.....: دعا:

مولف کی دیگر تالیفات

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ماخوذ:

# شرعی احکام کا انسائیکلو پیڈیا

## (حصہ اول)

تالیف

ابن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ

مدرس جامعہ امام بخاری گندھیاں اوتارڈ (قصور)

تحقیق و تخریج: حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ

تقدیم: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

ناشر:

احیاء السنۃ پبلیکیشنز قصور 0306-5094013

یہ جلد مشتمل ہے:

- ۱- نیت کے احکام۔
- ۲- رات کو پیش آنے والے 265 مسائل کا شرعی حل۔
- ۳- نیند کے احکام۔
- ۴- وقت کے احکام۔
- ۵- دن کے احکام
- ۶- بالوں کے احکام۔
- ۷- صف بندی کے احکام۔
- ۸- چہرے کے احکام۔
- ۹- پانی کے احکام۔
- ۱۰- زکوٰۃ کے احکام۔



## عرض مؤلف

دینی احکام و مسائل کی معرفت ہر مسلمان کے لئے انتہائی ضروری ہے، لیکن اکثر مسلمانوں کو دین کے موٹے موٹے اور کثیر الاستعمال مسائل کا بھی علم نہیں ہے، اس کی کئی ایک وجوہات ہیں، اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اہل علم دن رات محنتیں کر رہے ہیں اللہ رب العزت ان تمام علماء کی محنتوں کو قبول فرمائے، آمین۔

راقم الحروف نے اس کار خیر میں اپنا حصہ ڈالنے کے لئے ایک اہم سلسلہ ”سلسلۃ الأحکام الصحیحۃ“ شروع کیا ہوا ہے، جس کے تحت کئی ایک اہم اور نادر موضوعات پر لکھا جا چکا ہے، اب انھیں میں سے بعض ”شرعی احکام کا انسائیکلو پیڈیا“ کا پہلا جز شائع کیا جا رہا ہے۔ دیگر اجزاء بھی جلد شائع کر دیئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ! یہ مبارک کام کافی وسیع ہے، جو بہت زیادہ اجزاء پر مشتمل ہے۔ ہم نے اس میں اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صحیح احکام کا انتخاب کیا ہے اور اس کی تحقیق و تخریج استاذ محترم حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔<sup>①</sup> جزاء اللہ خیرا!

اب راقم کہاں تک اس کوشش میں کامیاب ہو سکا اس کا اندازہ تو قارئین کو پڑھنے

① یاد رہے کہ نیت کے احکام، وقت کے احکام اور نیند کے احکام کی تخریج و تحقیق محترم حافظ صاحب نے خود نہیں کی ہے، کیونکہ ان مضامین کے علاوہ باقی تمام مضامین ماہنامہ المدیثہ حضور میں شائع ہو چکے ہیں، لیکن ان مضامین میں احادیث پر حکم محترم حافظ صاحب کی مختلف کتب سے منقول ہیں، اگر کسی اور کا ہوگا تو وہاں اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔ مثلاً شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے ہو جائے گا میں انسان ہوں، غلطی کا امکان ضروری ہے اگر کوئی اس میں غلطی محسوس کرے اگر میں زندہ ہوا تو مجھے وہ بتلا دے اور اگر وفات پا گیا تو اس کی اصلاح کر دے اور کسی طرح لوگوں کو اس سے مطلع کر دے تاکہ اصلاح ممکن ہو سکے۔ اللہ رحم کرے ہر اس شخص پر جو مجھے میری غلطی پر تنبیہ احسن کرے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے اس عمل کو ہمارے، والدین، اساتذہ کرام خصوصاً استاد محترم عبدالرشید راشد رحمۃ اللہ علیہ اور اہلیہ ام رمیثہ (جو میری بہت زیادہ مدد کرتی ہیں) کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

آپ کا بھائی

ابو رمیثہ محمد ابراہیم بن بشیر احمد بن محمد یعقوب بن عمر الحسینوی

فاضل مرکز التربیۃ الإسلامیہ فیصل آباد

مدرس جامعہ محمد بن اسماعیل البخاری گندھیاں اوتاڑ تحصیل پتوکی ضلع قصور

رابطہ نمبر 03065094013

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تقدیم

مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، جو ابن بشر الحسینوی کے قلمی نام سے ایک عرصے سے علمی و دینی مضامین جماعت کے علمی جرائد میں لکھ رہے ہیں، ان کا بیشتر تعلق دینی احکام و مسائل سے ہے۔

یہ احکام و مسائل اس اعتبار سے ممتاز ہیں کہ ان میں:

اولاً: نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے اور اطناب و تفصیل سے گریز کیا گیا ہے۔

ثانیاً: ہر بات باحوالہ ہے، کوئی مسئلہ حوالے کے بغیر نہیں ہے۔

ثالثاً: کسی ضعیف حدیث سے استدلال نہیں کیا گیا ہے، صرف صحیح یا حسن احادیث کا

اہتمام و التزام کیا گیا ہے، اسی لیے ہر حدیث کی تحقیق و تخریج کا التزام ہے۔

رابعاً: اختلافات کے بیان سے گریز اور مثبت انداز سے صرف راجح اور قوی مسئلہ بیان

کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

خامساً: فاضل مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ان احکام مسائل پر روشنی ڈالیں جن پر

بہت کم لکھا گیا ہے اور ان کی بابت زیادہ تفصیل دستیاب نہیں، گویا نادر احکام و مسائل

کو ضبط تحریر میں لانا ان کے پیش نظر ہے۔

سادساً: اختصار کے ساتھ جامعیت کا بھی اہتمام ہے، یعنی جزئیات تک پر فاضل مؤلف

کی نظر ہے اور وہ ان کو بھی بیان کرتے ہیں، مثال کے طور پر رات کے احکام کی

تعداد ۲۶۵ جانوروں سے متعلقہ احکام کی تعداد ۳۱۵ اور بالوں کے احکام کی تعداد

اس اعتبار سے بلاشبہ ”سلسلۃ الاحکام الصحیحہ“ کا یہ انسائیکلو پیڈیا (دائرۃ المعارف) اپنی مثال آپ اور ایک بے نظیر علمی کاوش ہے۔

یہ ابھی پہلی جلد ہے، جو ۱۰ مضامین پر مشتمل ہے، ان شاء اللہ جلد ہی اس کی دیگر جلدیں بھی منظر عام پر آجائیں گی۔ وید اللہ التوفیق والتکمیل۔

فاضل مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نہایت سادہ منث، ایک دور دراز دیہاتی علاقے میں درسِ نظامی کے استاذ ہیں، جہاں تمدنی سہولیات بھی نہ ہونے کے برابر ہیں اور علمی و تحقیقی کاموں کے لیے وسیع لائبریری کا فقدان بھی، اس کے باوجود فاضل مؤلف کا یہ علمی کارنامہ ایک معجزے سے کم نہیں، بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کی توفیقِ خاص سے بہرہ ور اور اس کے فضل و کرم کے خصوصی مورد ہیں۔

ایں سعادت بہ زور بازو نیست  
تانہ بخشند خدائے بخشندہ

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اس علمی منصوبے میں کامیاب فرمائے اور اس کی تکمیل کی جلد از جلد توفیق عطا فرمائے۔ ع

ویرحم اللہ عبداً قال آمینا

”سلسلۃ الأحکام الصحیحہ“ کی تکمیل کے بعد فاضل مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ ہے کہ وہ اسی انداز سے ”سلسلۃ الأحکام الضعیفہ“ بھی مرتب کریں، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کے اخلاص و عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کی جہود و مساعی کو قبول اور عوام و خواص کے لیے ایسے زیادہ سے زیادہ مفید بنائے۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

صلاح الدین یوسف

مدیر شعبہ تحقیق و تالیف و ترجمہ دارالسلام لاہور

## نیت کے احکام

انتہائی اختصار کے ساتھ ”نیت کے احکام“ پیش خدمت ہے۔

اسلام میں نیت کی اہمیت:

عمل کی مقبولیت میں اخلاص شرط ہے اگر یہ مفقود ہے تو عمل رائیگاں ہے۔

اس کی اہمیت کا اس بات سے اندازہ لگا لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ [البينة: ۵]

”انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ ما نوى“

تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق جزاء ملے گی۔

(صحیح البخاری: ۱، صحیح مسلم: ۱۹۰۷)

یاد رہے کہ عمل خواہ کتنا ہی اچھا اور افضل ہو لیکن اگر نیت خالص نہیں تو وہ عمل ضائع

ہو جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے تمام اعمال میں اخلاص مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا:

﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لِحُومِهَا وَلَا دِمَائِهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ

مِنْكُمْ﴾ [الحج: ۳۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اللہ تعالیٰ کو قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ اسے تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔“  
یہاں تقویٰ سے مراد اخلاص نیت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن الله لا ينظر إلى صوركم وأموالكم، ولكن ينظر إلى قلوبكم وأعمالكم.

”بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری شکل و صورت اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا تو تمہارے اعمال اور دلوں کو دیکھتا ہے۔“ (صحیح مسلم: ۲۵۶۴)

مشہور حدیث جس میں تین آدمیوں (قاری، مجاہد اور سخی) کو عذاب ملنے کا ذکر ہے وجہ صرف اخلاص نیت کا مفقود ہونا ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۹۰۵) حالانکہ ان اعمال کے بڑا ہونے میں کوئی شک نہیں۔

قیامت کے دن لوگوں کو ان کی نیتوں پر اٹھایا جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”ایک لشکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کرنے کی نیت سے نکلے گا، جب وہ بیداء میں پہنچے گا تو اس کے اول و آخر (تمام کے تمام لوگ) زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے پوچھا، یا رسول اللہ! ان کے آخر کو کیسے دھنسا دیا جائے گا جب کہ ان میں بازاری (منڈیوں وغیرہ میں رہنے والے جو جنگ جو نہیں ہوتے) اور وہ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں؟“

آپ نے فرمایا:

”ان کے اول اور آخر سب دھنسا دیئے جائیں گے پھر وہ اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت والے دن ان کا حساب و کتاب ان کی نیتوں کے

نیت اچھی ہو تو ثواب ملے گا آدمی وہ نفلی عمل خواہ نہ کر سکے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”جو شخص رات کو سوتے وقت تہجد کی نیت کر لے لیکن وہ بیدار نہ ہو سکے تو اسے اس عمل کا ثواب مل جاتا ہے جس کی اس نے نیت کی اور وہ نیند اس پر اس کے رب کی طرف سے صدقہ ہے۔“ (سنن النسائي: ۱۷۸۷ صحیحہ الالبانی)

### اخلاص نیت سے کیا مراد ہے؟

اس سے مراد ہے کہ ہر اچھا کام محض اللہ اور اس کے رسول کا حکم سمجھتے ہوئے کیا جائے اور اس سے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہو۔ اور کسی دنیاوی لالچ و طمع کی خاطر وہ عمل نہ کیا جائے کہ لوگ اسے اچھا سمجھنا شروع کر دیں۔

### نیت دل سے ہوتی ہے نہ کہ زبان سے:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”نیت دل کے ارادے اور قصد کو کہتے ہیں، قصد و ارادہ کا مقام دل ہے زبان نہیں۔“ (الفتاویٰ الکبریٰ: ۱/۱)

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ:

”زبان سے نیت کرنا نہ نبی ﷺ سے ثابت ہے نہ کسی صحابی سے نہ تابعی اور نہ آئمہ اربعہ سے۔“ (زاد المعاد: ۲۰۱/۱)

یہ قول ذکر کرنے کے بعد استاد محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

”لہذا زبان سے نیت کی ادائیگی بے اصل ہے یہ کس قدر افسوس ناک عجبوہ ہے کہ دل سے نیت کرنا واجب ہے، مگر اس کا درجہ کم کر کے اسے محض سنت قرار دیا گیا جبکہ زبان سے نیت بے اصل ہے مگر اسے ایسا ”مستحب“ بنا دیا

گیا جس پر امر واجب کی طرح، پوری شدومد کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔

نیز حافظ صاحب حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:

امام شافعی نماز میں داخل ہونے سے پہلے زبان سے کہا کرتے تھے:

”بسم الله موجهاً لبیت الله مؤدیاً لفرض الله عزوجل الله اكبر“

(المعجم لابن المقرئ: ص ۱۲۱-۳۳۶ وسنده صحيح، قال اخبرنا خزيمة: ثنا الربيع قال: كان الشافعي إذا أراد أن يدخل في الصلاة... الخ)

معلوم ہوا کہ یہ نیت ائمہ ثلاثہ (ابو حنیفہ، مالک اور احمد) سے ثابت نہیں ہے لہذا اس

سے اجتناب ہی ضروری۔ (هدية المسلمين: ص ۱)

حافظ عبد المنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”ہمیں تو اتنا معلوم ہے کہ زبان سے نیت کرنا نہ لغت ہے نہ شریعت۔ کیونکہ نیت

کی تعریف کی گئی ہے:

”الارادة المتوجهة نحو الفعل لابتغاء مرضاة الله وامتنال حكمه“

(فتح الباری)

”اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے اور اس کی رضا تلاش کرنے کے لیے کسی

کام کی طرف توجہ کا مرکوز ہونا۔“

اور معلوم ہے کہ ارادہ دل کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ زبان کے ساتھ۔“

(احکام و مسائل: ۱۸۰/۲)

لطیفہ:

ہم بعض لوگوں سے جب آمین بالجہر کے متعلق بات کرتے ہیں کہ یہ سنت اونچی آواز

سے کہنا ہے تو وہ کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ دل کی بات کو نہیں جانتا، یعنی آہستہ نہیں سنتا! ہم کہتے ہیں

آمین بالجہر کے مسئلہ میں تمہارا یہ جواب ہے تو تم نیت اونچی آواز سے کرتے ہو یہاں کیا اللہ

تعالیٰ تمہارے دل کی بات کو نہیں جانتا حالانکہ نماز کو نیت سے نیت کوئی عقل منہ کی نہیں ہے۔



کئی علماء نے زبان سے نیت کرنے کو بدعت قرار دیا ہے۔

مثلاً:

- ۱۔ ابن تیمیہ (الفتاویٰ الکبریٰ: ۱/۲۱۴)
- ۲۔ ابن القیم (زاد المعاد: ۱/۶۹)
- ۳۔ ابن عابدین حنفی (رد المختار: ۱/۲۷۹)
- ۴۔ ملا علی قاری حنفی (مرقاۃ المفاتیح: ۱/۴۱)

تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے:

امام بخاری فرماتے ہیں:

”باب ماجاء : إن الاعمال بالنية والحسبة، ولكل امرء ما نوى، فدخل فيه الإيمان، والوضوء، والصلاة، والزكاة، والحج، والصوم، والاحکام، وقال الله تعالى: ”قل كل يعمل على شاكلته“ (الاسراء: ۸۴) على نيته، ونفقة الرجل على أهله يحتسبها، صدقة، وقال النبي ﷺ ”ولكن جهاد ونية“

اس چیز کا بیان کہ تمام اعمال کا دار و مدار نیت اور خلوص پر ہے، اور ہر کسی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی، اس میں ایمان، وضو، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور تمام احکام (نکاح، طلاق اور بیع و شراء وغیرہ) داخل ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اے پیغمبر کہہ دیجیے ہر کوئی اپنے طریقے یعنی نیت پر عمل کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے آدمی اگر ثواب کی نیت سے اللہ کا حکم سمجھ کر اپنے گھر والوں پر خرچ کرے تو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔“

اور (جب مکہ فتح ہو گیا) تو نبی ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اب ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔“

(صحیح البخاری: قبل ح ۵۴)

امام نووی فرماتے ہیں:

”تمام ظاہری اور باطنی اعمال، اقوال اور احوال میں اخلاص اور حسن نیت

ضروری ہے۔“ (ریاض الصالحین: قبل ح ۱)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

”ابن المنیر نے ایک ضابطہ لکھا ہے کہ جن چیزوں میں نیت کرنا شرط ہے اور

جن چیزوں میں نیت کرنا شرط نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کہ: ”ہر وہ عمل جس کا

فائدہ جلدی ظاہر ہونے والا نہ ہو بلکہ اس سے صرف ثواب مقصود ہو تو اس میں

نیت شرط ہے۔ اور ہر وہ عمل جس کا فائدہ ظاہر ہو اور طبعی کام ہو شریعت سے

پہلے تو اس میں نیت شرط نہیں ہے۔“ (فتح الباری: ۱/۱۸۰)

## نیت کے فوائد:

سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے ایک اہم اصول پر عمل ہو جائے گا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ

۱- ”کیونکہ نیت خالص اللہ کے لیے عمل کرنے کو ممیز کرتی ہے اس عمل سے جو غیر اللہ

کے لیے کیا جائے۔

۲- اعمال کے مرتبوں میں تمیز کرتی ہے یعنی فرض کو نفل سے۔

۳- عبادت کو عادت سے تمیز کرتی ہے جیسے روزے ہیں۔“ (فتح الباری: ۱/۱۸۰)

## نیت اور طہارت

### نیت اور وضو: ①

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کا تفصیلی رد کیا ہے جو وضو میں نیت کو ضروری نہیں سمجھتے، اور ثابت کیا ہے کہ وضو میں نیت ضروری ہے۔ (اعلام المؤمنین: ۱۱۱/۳)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

”جمہور نے نیت کو وضو میں شرط قرار دیا ہے صحیح اور واضح احادیث سے استدلال کرتے ہوئے اور اس پر ثواب ملنے کی وجہ سے۔“ (فتح الباری: ۱۸۰/۱)

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے شروع میں ”میں نیت کرتا ہوں رفع حدث کے لیے یا نماز پڑھنے کے لیے“ وغیرہ الفاظ قطعاً نہیں کہتے تھے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت ہے اور اس سلسلہ میں ایک حرف بھی آپ سے مروی نہیں، نہ صحیح سند سے اور نہ ضعیف سند سے۔“ (زاد المعاد: ۱۹۶/۱)

شیخ عمرو بن عبد المنعم لکھتے ہیں کہ:

”بدعتی کہتا ہے: ”میں نماز کے لیے وضو کی نیت کرتا ہوں۔“

یہ ایسی منکر بدعت ہے جس پر کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہیں اور نہ یہ عقل مند

لوگوں کا کام ہے بلکہ اس فعل کا مرتکب صرف دوسرے پرست، بیمار ذہن اور پاگل شخص ہی ہوتا ہے۔

میں اللہ کی قسم دیتے ہوئے آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ جب کھانے کا ارادہ کرتے ہیں تو کیا زبان سے نیت کرتے ہیں کہ میں فلاں قسم کے صبح کے کھانے کی نیت کرتا ہوں؟! یا جب آپ قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہیں تو کیا یہ کہتے ہیں کہ میں پیشاب یا پاخانہ کی نیت کرتا ہوں؟۔

یا جب آپ اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کرتے ہیں تو کیا یہ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی فلاں بنت فلاں سے نکاح کے بعد جائز شرعی جماع کی نیت کرتا ہوں؟۔ ایسا کرنے والا شخص یقیناً پاگل اور مجنون ہی ہو سکتا ہے۔

تمام عقل مند انسانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نیت کا مقام دل ہے زبان نہیں، کسی چیز کے بارے میں آپ کے ارادہ کو نیت کہتے ہیں، جس کے لیے آپ کو زبان کے ساتھ نیت کے تکلف کی ضرورت نہیں اور نہ ایسے الفاظ کہنے کی ضرورت ہے جو آپ کے ہونے والے عمل کو واضح کریں.... یہ بھی یاد رہے کہ عبادات میں اصل حرمت ہے یعنی کوئی عبادت بغیر شرعی دلیل کے جائز نہیں بلکہ حرام ہے اللہ آپ کو اور مجھے اتباع سنت پر قائم رکھے۔ عبادات میں یہ حرمت بغیر کسی صحیح شرعی دلیل کے جواز نہیں بن جاتی۔

زبان سے نیت کرنے والا شخص اگر اسے عبادت نہیں سمجھتا تو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اسے عبادت سے منسلک کر دے اور اگر وہ یہ رٹے رٹائے الفاظ بطور عبادت کہتا ہے تو اس پر یہ لازم ہے کہ اس فعل کے جواز پر شرعی دلیل پیش کرے اور حالانکہ اس کے پاس اس فعل پر سرے سے کوئی دلیل نہیں۔“ (عبادات میں بدعات: ص ۴۶-۴۸)

نیت اور غسل:

غسل بھی ایک عمل ہے اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ ”تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

ہے۔“ امام ابن خزیمہ نے وضو اور غسل کے لیے نیت کرنے کو واجب قرار دیا ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ: قبل ح ۱۴۲)

نیت اور تیمم:

اس میں بھی نیت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بھی ”اعمال“ کے تحت آتا ہے۔<sup>①</sup>

① ہم نے اس مسئلے پر مفصل بحث (پولیس کا پوسٹ مارٹم) میں کی ہے۔ الحسین علی لائن مکتبہ  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## نیت اور نماز

نماز کے لئے نیت کرنا شرط ہے:

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ: ”نیت کے نماز میں شرط ہونے میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔“ (فتح الباری: ۱/۱۸۰)

ہر نماز کے لیے علیحدہ علیحدہ نیت کرنی چاہیے:

امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں کہ:

”ہر نماز میں داخل ہوتے وقت جس کا آدمی ارادہ کرے، اس کی نیت کرے خواہ وہ فرضی ہو یا نفلی۔ کیونکہ تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور بے شک رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق آدمی کے لیے وہی کچھ ہوگا جس کی وہ نیت کرے گا۔“ (صحیح ابن خزیمہ: قبل ح ۴۵۵)

نماز کی زبان کے ساتھ نیت کرنا بدعت ہے:

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ:

”نماز کے شروع میں جہری نیت کرنا بدعت سیئہ ہے نہ کہ بدعت حسنہ اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ نماز میں نیت جہری کرنا مستحب ہے اور یہ بھی نہیں کہا کہ یہ بدعت حسنہ ہے۔ اور جس نے یہ کہا ہے کہ نیت جہر کرنی چاہیے اس نے رسول اللہ ﷺ کی اور آئمہ اربعہ (سوائے

امام شافعی <sup>①</sup> کے، از ناقل) وغیرہ کے اجماع کی مخالفت کی۔“

(مجموع الفتاویٰ: ۵-۱۵۳) (الفتاویٰ الکبریٰ: ۲/۲۱۳)

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اس (تکبیر) سے پہلے آپ کچھ بھی نہ کہتے اور نہ زبانی کرتے۔ نہ یہ فرماتے کہ ”میں ایسے چار رکعتیں، قبلہ رخ ہو کر پڑھتا ہوں، امام یا مقتدی کی حیثیت سے، اور نہ یہ فرماتے کہ اداء یا قضاء ہے، یا (میری یہ نماز) فرض میں ہے۔ یہ سب بدعات ہیں۔ آپ سے ان کا ثبوت نہ صحیح سند سے ہے اور نہ ضعیف سند سے۔ ان میں سے ایک لفظ باسند (متصل) یا مرسل (یعنی منقطع) مروی نہیں ہے اور نہ کسی صحابی یہ (عمل) منقول ہے، یا تابعین کرام اور آئمہ اربعہ میں بھی کسی نے اس (مستحب و) مستحسن قرار نہیں دیا۔“ (زاد المعاد: ۱/۲۰۱)

نماز میں نیت تبدیل کرنا درست ہے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

”...میں رات کی نماز میں نبی ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا آپ نے میرا سر اپنی پیٹھ کے پیچھے سے پکڑا اور مجھے اپنی دائیں طرف کر دیا۔“

(صحیح البخاری: ۶۹۹)

امام بخاری نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے:

اذالم ینو الامام ان یؤم ثم جاء قوم فامهم.

”جب امام نے امامت کرانے کی نیت نہ کی ہو پھر کوئی قوم آجائے تو ان کی امامت کرادے۔“

اس میں واضح دلیل ہے کہ نیت نماز میں تبدیل کرنا درست ہے۔ حافظ عبدالمنان

نور پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”اور نیت نماز میں تبدیل بھی کی جاسکتی ہے اور عمل ختم ہونے سے پہلے کسی وقت بھی نیت کی جاسکتی ہے ”إنما الأعمال بالنیات“ آیا ہے۔ ہاں جن اعمال میں نیت کی ابتداء و آغاز عمل میں ہونے کی تصریح موجود ہے ان میں نیت ابتداء و آغاز عمل میں ہی ہوگی۔“ (احکام و مسائل: ۲/۱۸۷)

امام اور مقتدی کی نیت میں اختلاف بائز ہے:

مثلاً امام کی نماز نفلی ہو اور مقتدی کی فرضی ہو، اس میں دونوں کی نیتیں مختلف ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء پڑھتے پھر اپنی قوم (اہل محلہ) کے پاس آتے، پھر انھیں یہی عشاء کی نماز پڑھاتے۔ (صحیح البخاری: ۷۰۰، صحیح مسلم: ۴۶۵)

یہ واضح نص ہے کہ نیتوں کا مختلف ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اس روایت میں یہ اضافہ بھی ثابت ہے کہ:

”سیدنا معاذ کی دوسری نماز نفلی ہوتی تھی اور مقتدیوں کی فرضی۔“

(مصنف عبدالرزاق: ۸/۲، سنن الدارقطنی: ۲۷۴/۱ وقال ابن حجر: ”وہو حدیث صحیح رجالہ رجال الصحیح۔“ فتح الباری: ۲/۲۴۹)

اسی مذکورہ حدیث پر امام نسائی نے باب قائم کیا ہے:

اختلاف نية الإمام والمأموم.

”امام اور مقتدی کی نیت کا مختلف ہونا۔“ (سنن النسائی: ۱/۹۶)

گویا کہ امام نسائی بھی اس سے یہی استدلال کر رہے ہیں کہ امام اور مقتدی کی نیت مختلف ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



”إن موافقة الإمام في نية الفرض أو النفل ليست بواجبة۔“  
 بے شک فرض یا نفل (نماز) کی نیت میں امام کی موافقت کرنا واجب  
 نہیں (یعنی امام اور مقتدی کی نیت کا اختلاف جائز ہے)۔

(مجموع الفتاوی: ۲۰۹/۲، التعليقات السلفية)

## نیت اور حج:

شیخ عمرو بن عبد المنعم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

”بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حج اور عمرہ کی لبیک کہنا ہی زبانی نیت کا جواز ہے، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں۔ نیت تو صرف ارادے کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ گزر چکا ہے، بلند آواز سے جو لبیک کہی جاتی ہے وہ نماز تکبیر تحریمہ کے قائم مقام ہے اور کوئی عقل مند آدمی تکبیر کو نماز کی نیت نہیں کہتا اور وضو پر بسم اللہ کو وضو کی نیت نہیں سمجھتا ہے۔“

امام ابن رجب نے کہا ہے کہ:

”ان مسائل میں ہمیں نہ سلف صالحین سے کوئی ثبوت ملا ہے اور نہ کسی امام سے۔“  
 پھر مزید کہا ہے کہ:

”اور ابن عمر سے صحیح ثابت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو احرام باندھتے وقت یہ کہتے سنا کہ اے اللہ! میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں تو انھوں نے فرمایا کہ کیا تو لوگوں کو بتا رہا ہے؟ کیا تیرے دل میں جو کچھ ہے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر نہیں؟“ (جامع العلوم والحکم: ص ۴۰)

یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ حج اور عمرہ میں لفظی نیت جائز نہیں ہے، جو اسے ضروری سمجھتے ہیں اور خواہ مخواہ اس پر زور دیتے ہیں تو انہوں میں ایسی بدعت ایجاد کی ہے جس کی اللہ نے اجازت دی ہے اور نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔“

## نیت اور روزہ

فرضی روزہ کی نیت رات کو فجر سے پہلے کرنا ضروری ہے:

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 ”لا صیام لمن لم یجمع قبل الفجر“ جو شخص فجر سے پہلے نیت نہ  
 کرے اس کا روزہ نہیں۔ (سنن النسائی: ۲۳۳۸، وسندہ صحیح)  
 امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں کہ

”اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرضی روزے مراد لیے ہیں نفلی نہیں۔“

(صحیح ابن خزیمہ: قبل ح ۱۹۳۵)

فرضی روزہ کی روزانہ رات کو نیت کرنی چاہیے:

اوپر والی حدیث اس پر صادق آتی ہے۔ امام ابن خزیمہ نے (إنما الأعمال  
 بالنیات) پر باب باندھا ہے کہ:

”روزہ کی اس دن فجر طلوع ہونے سے پہلے روزانہ نیت کرنا واجب ہے،  
 برخلاف اس آدمی کے جس نے کہا ہے کہ ایک دفعہ کی نیت تمام مہینے کے لیے  
 کافی ہے۔“ (صحیح ابن خزیمہ: قبل ح ۱۹۳۴)

اور امام ابن المنذر النیشابوری فرماتے ہیں:

”اجماع ہے کہ جس نے رمضان کی ہر رات روزہ کی نیت کی اور روزہ رکھا اس

کا روزہ مکمل ہے۔“ (کتاب الاجماع: رقم ۱۲۳)  
 محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## روزہ کی نیت کے مروجہ الفاظ کی حقیقت:

روزہ کی نیت کے مشہور مروجہ الفاظ: ”وبصوم غدویت من شهر رمضان“ کسی نے خود گھڑے ہیں جس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں، لہذا اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔  
شیخ منیر احمد قمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”یہ الفاظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ خود کہے اور نہ تعلیم فرمائے۔ یہ نہ خلفاء و صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں اور نہ ہی تابعین و آئمہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے ثابت ہیں۔ کتب حدیث و فقہ کا سارا ذخیرہ چھان ماریں یہ الفاظ کہیں نہیں ملیں گے اور جن بعض عام سی کتابوں میں ملیں گے۔ ان میں بھی قطعاً بے سند مذکور ہوں گے۔ معلوم نہیں کہ یہ الفاظ کس نے جوڑ دیئے ہیں۔ ویسے اگر تھوڑے سے غور و فکر سے کام لیا جائے تو خود ان الفاظ میں ہی ان کے جعلی و من گھڑت ہونے کی دلیل موجود ہے۔ مثلاً طلوع صبح صادق کے وقت اذان فجر نے تھوڑا پہلے سحری کھانے سے قبل یہ کہتا ہے ہے: ”میں نے کل کے روزے کی نیت کی۔“ تو اس کا یہ قول واقع اور حقیقت کے خلاف ہے، کیونکہ فجر تو ہو چکی اور یہ روزہ جس کی وہ سحری کھانے لگا ہے کل کا نہیں بلکہ آج کا ہے۔ یہاں ”وبصوم الیوم“ جیسے الفاظ ہونے چاہئیں تھے کہ میں نے آج کے روزے کی نیت کی۔ کیونکہ کتب لغت میں غَد کا معنی لکھا ہے: آئندہ کل یا وہ دن جس کا انتظار ہے، یعنی قیامت کا دن۔“

(نہا ز روزہ کی نیت: ص ۳۷-۳۸)

معلوم ہوا کہ یہ الفاظ شرعاً ولغۃ دونوں اعتبار سے ثابت نہیں ہیں۔ جب نیت کا تعلق ہی دل سے ہے تو پھر ان موضوع (من گھڑت) الفاظ سے نیت کرنا چہ معنی دار؟۔

## اعتکاف کی نیت:

یہ بھی عبادت ہے اس کے لیے بھی نیت ضروری ہے۔ اس کی نیت کی صورت یہ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے کہ جب آدمی اپنا بستر وغیرہ مسجد میں لا کر خیمہ وغیرہ بناتا ہے تو اس کی نیت تھی تو تب ہی اس نے یہ سارے کام کیے ہیں بس یہی نیت ہے کیونکہ نیت کا تعلق دل سے ہے اور نیت کسی کام کے ارادے کو کہتے ہیں لیکن بعض لوگ اپنی زبان سے تلفظوں کی صورت میں مسجد میں داخل ہو کر اعتکاف کے لیے ”نویت سنة الاعتکاف“ میں نے اعتکاف کی سنت کی نیت کی کہتے ہیں یہ بالکل غلط ہے جس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

نیت کر لینے سے اعتکاف واجب نہیں ہوتا:

مثلاً کوئی شخص اعتکاف کرنے کی نیت میں اپنا خیمہ بنا لے پھر ایسا کوئی عذر پیش آ جائے جس کی وجہ سے وہ اعتکاف نہ کر سکے تو اس کے اعتکاف نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آیا ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ کے لیے مسجد میں خیمہ بنایا گیا تو آپ کی تین بیویوں سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بھی مسجد میں اپنے اپنے خیمے بنا لیے جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے ان خیموں کو ختم کر دینے کا حکم دیا پھر آپ نے سوال کے دس دنوں کا اعتکاف کیا۔“

(صحیح البخاری: ۲۰۳۳)

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ”وفیه ان الاعتکاف لا یجب بالنیۃ“ اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ نیت کر لینے سے اعتکاف کرنا واجب نہیں ہوتا۔

(فتح الباری: ۴/۳۴۹)

نیت اور طلاق:

۱۔ اگر خاوند اپنی بیوی کو طلاق کا لفظ کہے خواہ طلاق کی نیت ہو یا محض مذاق مقصود ہو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ حدیث ”ثلاث جدھن جد و ہذلھن جد“ اگر سہواً زبان سے طلاق کا لفظ نکل جائے اور طلاق کی نیت نہ ہو تو طلاق واقع نہ ہو محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- گی۔ بہر حال چند حالتیں وہ ہیں جن میں طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ ان حالتوں میں نیت کو دخل نہیں ہے۔ مثلاً
- ۱۔ حالتِ نشہ میں دی گئی طلاق۔ (یہ استدلال ہے کیونکہ انسان نشے کی حالت میں پاگل انسان کی طرح ہوتا ہے اور اسے کوئی پتا نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔
  - ۲۔ پاگل کی طلاق۔۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ”حالتِ نشہ میں دی گئی طلاق اور پاگل آدمی کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔“ (صحیح البخاری: قبل ح ۵۲۶۹ تعلیقاً بالجزم)
  - ۳۔ شدید غصے میں دی گئی طلاق کیونکہ اس وقت بھی انسان کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ (سنن أبي داؤد: ۲۱۹۳، ابن ماجہ: ۲۰۴۶ و حسنہ الالبانی)
  - ۴۔ زبردستی دلائی گئی طلاق۔ سیدنا ابن عباس نے فرمایا: ”حالتِ نشہ میں موجود انسان اور مجبور شخص کی دی ہوئی طلاق جائز نہیں ہے۔“ (صحیح البخاری: قبل ح ۵۲۶۹ تعلیقاً بالجزم)
  - ۵۔ سونے کی حالت میں طلاق۔
  - ۶۔ خواب میں دی گئی طلاق۔ حدیث میں آتا ہے کہ: ”... سونے والا مرفوع القلم ہے....“ (سنن أبي داؤد: ۴۴۰۳، سنن النسائي: ۳۴۳۲ و صححه الالبانی)
- لہذا سونے کی حالت یا خواب میں اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔
- ۲۔ اگر کوئی اشارے کنائے میں طلاق دینے کے ہم مثل کلمات استعمال کرے تو اس کی نیت کا اعتبار کیا جائے گا نا کہ ظاہری الفاظ کا مثلاً اگر وہ کہے کہ: ”تو اپنے گھر چلی جا، یا کہے کہ تو آج کے بعد آزاد ہے“ وغیرہ۔ اگر تو اس سے اس کا اپنی بیوی کو طلاق دینا مقصود ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور اگر اس سے طلاق دینا مقصود نہیں تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ امام زہری نے کہا کہ: ”اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تو میری بیوی نہیں ہے تو اس کی نیت معلوم کی جائے گی اگر اس نے اس سے طلاق مراد لی ہے تو واقع ہو جائے گی (ورنہ نہیں)۔“ (صحیح البخاری: قبل ح ۵۲۶۹ تعلیقاً بالجزم)
- محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## رات کو پیش آنے والے 265 مسائل کا شرعی حل

رات میں ہونے والے چند اہم امور درج ذیل ہیں:

- ۱۔ قرآن حکیم رات کو نازل ہوا۔ (الدخان: ۳، القدر: ۱)
- ۲۔ معراج رات کو کروائی گئی۔ (الاسراء: ۱)
- ۳۔ رات کے آخری تہائی حصے میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے۔  
(صحیح البخاری: ۷۴۹۴، صحیح مسلم: ۷۵۸)

### رات کیا ہے؟

- رات اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے۔ (الاسراء: ۱۲)
- رات کو اللہ تعالیٰ نے سکون کا ذریعہ بنایا۔ (الانعام: ۹۶، النمل: ۸۶)
- رات کو اللہ تعالیٰ نے پردہ بنایا۔ (الفرقان: ۴۷)
- اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ رات کو لائے ہی نہ ہمیشہ دن ہی رکھے اور اس پر بھی قادر ہے کہ وہ دن کو لائے ہی نہ ہمیشہ رات کو ہی برقرار رکھے۔  
(دیکھئے: القصص: ۷۱، ۷۲)
- اللہ کی خاص رحمت ہے جس نے دن اور رات (دونوں) کو بنایا۔  
(دیکھئے: القصص: ۷۳)

### رات اور طہارت:

اس میں درج ذیل بحثیں ہیں:

- ۱۔ محلکوں، دلائل، سبب، مزاج، صفت، اور مفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان رات کو ذکر و اذکار اور وضو کر کے سوتا ہے تو وہ رات کو بیدار ہونے پر دنیا و آخرت کی جو بھلائی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے وہ بھلائی اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔“

(سنن ابی داؤد: ۵۰۴۲، و سندہ صحیح)

نیز دیکھئے: صحیح بخاری (۶۳۱۱) صحیح مسلم (۲۷۱۰)

۲۔ سویا ہوا قضائے حاجت کے لیے بیدار ہو تو اس کا ہاتھوں اور چہرے کو دھونا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

”أن النبي ﷺ قام من الليل ففضى حاجته وغسل وجهه ويديه

ثم نام“

رسول اللہ ﷺ رات کو (نیند سے) بیدار ہوئے، آپ (ﷺ) نے قضائے

حاجت کی پھر چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر آپ (ﷺ) سو گئے۔

(صحیح مسلم: ۳۰۴)

۳۔ جنبی آدمی سونے سے پہلے شرم گاہ کو دھوئے اور وضو کرے پھر سوجائے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں جب سونا

چاہتے تو آپ (ﷺ) اپنی شرمگاہ کو دھوتے اور نماز جیسا وضو کرتے۔

(صحیح بخاری: ۲۸۸)

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جنابت کی حالت میں سونے سے پہلے وضو

کرنے اور اپنی شرمگاہ کو دھونے کا حکم دیا تھا۔

(صحیح البخاری: ۲۹۰، صحیح مسلم: ۳۰۶، ترقیم دارالسلام: ۷۰۴)

۴۔ جنبی آدمی کا سونے سے پہلے کبھی کبھار نہانا بھی مسنون ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بعض اوقات غسل کر کے سوتے اور بعض

دفعہ حالت جنابت میں (ہی) وضو کر کے سوجاتے۔ (صحیح مسلم: ۳۰۷) مکتبہ  
محققہ دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فائدہ: حالتِ جنابت میں غسل کر کے سونا مستحب ہے، بغیر غسل کے سونا بھی صحیح ہے،

دیکھئے: (صحیح البخاری: ۱۸۲۵، صحیح مسلم: ۱۱۰۹) اسی طرح وضو بھی

مستحب ہے، بغیر وضو کے سونا صحیح ہے۔ (ابو داؤد: ۲۲۸، صحیحہ الألبانی)

۵۔ رات کو نیند سے اٹھ کر مسواک کرنا

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو

مسواک کرتے تھے۔ (صحیح البخاری: ۲۴۵)

۶۔ جنبی آدمی کا کبھی کبھار تیمم کر کے سونا بھی صحیح ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ جنابت میں سونے کا ارادہ

کرتے تو وضو کرتے اور کبھی تیمم کرتے۔

(بیہقی ۲۰۰/۱ وسندہ حسن و حسنہ الحافظ ابن حجر فی فتح الباری ۳۹۴/۱ تحت ح ۲۹۰)

اس مرفوع حدیث کے مطابق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ بھی ہے۔

دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۶۱ ح ۶۷۶ وسندہ صحیح)

رات اور اذان:

رات سورج غروب ہونے سے شروع ہو جاتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے سے ختم

ہو جاتی ہے۔ اس دوران میں درج ذیل اذانیں دی جاتی ہیں:

مغرب کی اذان:

سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آفتاب

غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری: ۵۶۱، صحیح مسلم: ۶۳۶)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب

پڑھتے تو ہم میں سے ہر ایک نماز پڑھ کر واپس آ جاتا تو وہ تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ (صحیح البخاری: ۵۵۹)



بعض لوگ یہ اذان کہنے میں تاخیر کرتے ہیں جو سنت کے سراسر خلاف ہے حالانکہ مغرب کی اذان سورج غروب ہوتے ہی کہہ دینی چاہئے۔

### عشاء کی اذان:

عشاء کی نماز کا وقت شفق کے غائب ہونے سے شروع ہو جاتا ہے۔ شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو غروب آفتاب کے بعد کچھ وقت کے لئے آسمان پر باقی رہتی ہے۔ نمازِ عشاء کا اول وقت وہ ہے جب شفق غائب ہو جائے۔ (صحیح مسلم: ۶۱۳) نمازِ عشاء کا آخری وقت آدھی رات تک ہے۔

(صحیح البخاری: ۵۷۲، صحیح مسلم: ۶۱۲)

معلوم ہوا کہ جب شفق غروب ہو تو اسی وقت عشاء کی اذان کہہ دینی چاہئے تاہم تاخیر بھی جائز ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

### سحری کی اذان:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”إِنْ بَلَغَ الْيُؤَذُنُ بَلِيلَ فَاكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُوْذَنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ.“

”بے شک بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان کہتے ہیں لہذا تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ

ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں۔“ (صحیح البخاری: ۶۲۳)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ روایت ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح البخاری: ۶۱۷، صحیح مسلم: ۱۰۹۲)

اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نایمان تھے وہ اتنی دیر تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک انھیں کہا نہ جاتا کہ تم نے صبح کر دی۔

### رات اور نماز:

رات میں دو طرح کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱: فرض

۲: نوافل

فرضی نمازیں:

یہ دو ہیں: نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء

نمازِ مغرب:

اس میں تین رکعات فرض ہیں۔ (مسند احمد ۶/۲۷۲ ح ۲۶۸۶۹ وسندہ حسن لذاتہ)

سفر میں بھی اس کی تین رکعات پڑھی جاتی ہیں۔

(صحیح ابن حبان ۱۸۰/۱۴ ح ۲۷۲۷ صحیح ابن خزیمہ ۷/۱۲ ح ۹۴۴ وسندہ حسن)

حالتِ سفر میں تین رکعات پڑھنے پر اجماع بھی ہے۔

(مراتب الاجماع از ابن حزم ص ۲۴، ۲۵)

اس پر بھی اجماع ہے کہ مغرب کی نماز غروبِ آفتاب کے بعد واجب ہوتی ہے۔

(کتاب الاجماع از ابن المنذر مترجم ص ۲۴)

جب تک شفق غائب نہ ہو نمازِ مغرب کا وقت رہتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۶۱۲)

نمازِ عشاء:

اس کی چار رکعت فرض ہیں۔ (مسند احمد ۶/۲۷۲ ح ۲۶۸۶۹ وسندہ حسن لذاتہ)

سفر میں اس کی دو رکعات پڑھنی فرض ہیں۔ (ایضا صحیح مسلم: ۶۸۷)

اور حالتِ خوف میں ایک رکعت فرض ہے۔ (صحیح مسلم: ۶۸۷)

شفق غائب ہوتے ہی عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور آدھی رات تک رہتا ہے۔

(صحیح مسلم: ۶۱۲، نیز دیکھئے: صحیح البخاری: ۵۷۲)

اگر نمازی جلدی آجائیں تو جلدی جماعت کروائی جائے اور اگر نمازی لیٹ آئیں تو

پھر نماز بھی لیٹ کروائی جائے۔ (صحیح البخاری: ۵۶۰)

رسول اللہ ﷺ نماز فجر اندھیرے میں پڑھتے تھے۔ (صحیح البخاری : ۵۶۰)

نماز عشاء کو مؤخر کر کے پڑھنا رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا۔

(صحیح البخاری قبل ح ۵۷۲)

منافقین پر نماز عشاء اور فجر بہت بھاری ہیں۔

(صحیح البخاری : ۶۵۷ ، صحیح مسلم : ۶۵۱)

سفر میں دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا:

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

خرجنا مع رسول الله ﷺ في غزوة تبوك فكان يصلي الظهر  
والعصر جميعاً والمغرب والعشاء جميعاً.

ہم غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ نکلے، آپ ظہر و عصر کی نماز اکٹھی (جمع کر

کے) پڑھتے تھے اور مغرب و عشاء کی نماز اکٹھی پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم : ۷۰۶)

۴۔ مقیم آدمی بھی بارش، خوف یا شدید عذر کی بنیاد پر دونوں نمازیں جمع کر سکتا ہے۔

(دیکھئے صحیح مسلم : ۷۰۵)

**تنبیہ:** بعض کہتے ہیں کہ یہ جمع صوری (ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری

کو اس کے پہلے وقت میں پڑھنا یہ صورت جمع ہے درحقیقت ہر نماز اپنے وقت میں

ہے ایک آخری وقت میں اور دوسرا اول وقت میں ہے) تھی دیکھئے۔

(سنن النسائی: ۵۹۰)

حالانکہ اس میں سفیان بن عیینہ مدلس راوی ہے اور وہ عن سے بیان کر رہا ہے اس

لیے یہ روایت ضعیف ہے، اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بارش میں دو نمازیں اکٹھی پڑھتے تھے۔

(موطأ امام مالک ص ۱۲۶ و سندہ صحیح)

۵۔ حج کرتے ہوئے ۹ ذوالحجہ کو مغرب اور عشاء کی نمازیں منیٰ ہی میں ادا کی جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل (مستخرج من کتابہم) (۱۲)

اور نمازِ عشاءِ منیٰ میں دو رکعت پڑھی جائے گی۔ (صحیح مسلم : ۶۹۴)

علامہ نووی نے اس پر باب قائم کیا ہے کہ ”منیٰ میں نماز قصر کرنا“

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی

خلافت اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے شروع زمانہ میں دو رکعتیں ہی پڑھتے تھے۔ پھر

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں۔ (ایضاً)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب امام کے ساتھ پڑھتے تو چار رکعتیں پڑھتے اور جب اکیلے

پڑھتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔ (صحیح مسلم : ۱۲۰۸، و دارالسلام : ۱۰۹۲)

۶۔ حج والے دن (۱۰ ذوالحجہ کو) عرفات سے واپسی کے بعد مزدلفہ پہنچ کر اذان دی

جائے پھر اقامت کہی جائے اور مغرب کی تین رکعت نماز ادا کی جائے۔

(صحیح مسلم : ۱۶۷۲)

پھر نمازِ عشاء کی دو رکعتیں ادا کی جائیں۔ (صحیح مسلم : ۱۲۸۸)

نمازِ مغرب اور عشاء کے درمیان کوئی (نفلی) نماز نہ پڑھے۔

(صحیح البخاری ۱۶۷۲، صحیح مسلم : ۱۲۸۸)

نمازِ عشاء کے بعد بھی کوئی (نفلی) نماز نہ پڑھی جائے۔

(صحیح البخاری ۱۶۷۳)

پھر طلوع فجر تک سو جائے۔ (صحیح مسلم : ۱۲۱۸)

۷۔ عورت رات کو اندھیرے میں مسجد کی طرف جاسکتی ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”إذا استأذنکم نساؤکم باللیل إلى المسجد فأذنوا لهن“

جب تمہاری بیویاں تم سے رات کو مسجد میں (نماز پڑھنے کے لئے) جانے کی

اجازت مانگیں تو تم انہیں اجازت دے دو۔ (صحیح البخاری : ۸۶۵)

۸۔ نمازِ عشاء کا وقت ادنیٰ رات تک ہے۔ امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ ”عشاء کا

وقت آدھی رات تک ہے۔“ (ح ۵۷۲)

## مسنون یا نقلی نمازیں:

رات کی نقلی نماز دو دو رکعات کر کے پڑھنی چاہیے۔ (بخاری: ۱۳۵/۱، مسلم: ۲۵۷/۱)

۱۔ نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا۔

سیدنا عبداللہ (بن مغفل) المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”صلوا قبل صلاة المغرب“ قال في الثالثة: ”لمن شاء“ كراهية

أن يتخذها الناس سنة.

”تم مغرب سے پہلے (دو رکعت) پڑھو (یہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا) تیسری بار

فرمایا: جو چاہے پڑھے اس بات کو ناپسند سمجھتے ہوئے کہ کہیں اس (نقلی نماز) کو سنت

(ضروریہ یعنی فرض) نہ بنا لیں۔“ (صحیح البخاری: ۱۱۸۳)

سنن ابی داؤد میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”صلوا قبل المغرب ركعتين“ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھو۔

(ح ۱۲۸۱، وسندہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خود بھی) مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔

(صحیح ابن حبان: ۱۵۸۶، وسندہ صحیح)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان دو رکعت کا اہتمام کرتے تھے۔

(صحیح البخاری: ۱۱۸۴)

## نمازِ مغرب کے بعد دو رکعت پڑھنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے، پھر (گھر میں)

داخل ہوتے اور دو رکعت (سنت) پڑھتے۔“ (صحیح مسلم: ۷۳۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وہ بارہ رکعات نفلی نماز جن کے دن اور رات میں پڑھنے سے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے اس میں نماز مغرب کے بعد کی دو رکعتیں بھی ہیں۔

(سنن الترمذی: ۴۱۵، وقال: حسن صحیح)

### مغرب اور عشاء کے درمیان نفلی نماز:

اس کی تعداد متعین نہیں، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز مغرب پڑھی جب آپ (ﷺ) نے (نماز مغرب) پوری پڑھ لی تو آپ (ﷺ) نے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کی آپ (ﷺ) عشاء تک (نماز پڑھتے رہے یہاں تک رسول اللہ (ﷺ) نے نماز عشاء پڑھی پھر مسجد سے نکلے۔“

(سنن الترمذی: ۳۷۸۱، وقال: "حسن" وسنده حسن، مسند أحمد ۳۹۱/۵، السنن الکبریٰ للنسائی: ۳۸۰-۳۸۱، صحیح ابن خزیمہ ۲۰۷/۲ ح ۱۱۹۴، صحیح ابن حبان الموارد: ۲۲۲۹، وصححه الذہبی فی تلخیص المستدرک ۳۸۱/۳)

### نماز عشاء سے پہلے دو رکعت پڑھنا:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

“ما من صلاة مفروضة إلا وبين يديها ركعتان”

”کوئی فرض نماز ایسی نہیں ہے جس سے پہلے دو رکعتیں نہ ہوں۔“

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۲۴۴۶، وسنده صحیح اور اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے)

### نماز عشاء کے بعد دو رکعت پڑھنا:

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دن اور رات میں (فرضوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں پڑھیں اس کے لئے بہشت میں گھر بنایا جاتا ہے (ان میں) دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد (بھی) ہیں۔

(سنن الترمذی: ۴۱۵، وقال: حسن صحیح)

۶۔ نماز عشاء کے بعد گھر میں آ کر چار رکعتیں پڑھنا بھی مسنون ہے۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(صحیح البخاری: ۱۱۷)

## نماز وتر کے احکام

نماز وتر مستحب ہے:

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نجد والوں میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سنتے تھے لیکن سمجھ میں نہ آتا تھا کہ وہ کیا کہتا ہے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آیا تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دن رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں“ وہ بولا: ان کے سوا میرے اوپر اور کوئی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا: ”لا الا ان تطوع“ نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے۔

(صحیح البخاری: ۴۶، صحیح مسلم: ۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں لوٹ کر آیا، جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انھوں نے پوچھا: اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر؟۔ میں نے کہا پچاس نمازیں ان پر فرض کیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تم پھر اپنے رب کے پاس واپس جاؤ کیونکہ تمہاری امت میں اس قدر طاقت نہیں میں اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر گیا اس نے آدھی معاف کر دیں۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا انھوں نے کہا کہ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جاؤ کیونکہ تمہاری امت میں اتنی طاقت نہیں، پھر میں اپنے پروردگار کے پاس لوٹ گیا۔ اس نے فرمایا: پانچ نمازیں فرض ہیں اور وہ پچاس کے برابر ہیں میری بات نہیں بدلتی۔“ (صحیح البخاری: ۳۴۹، صحیح مسلم: ۱۶۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام ابن الممنذر مذکورہ دلائل کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

یہ احادیث اور اس موضوع کی دیگر احادیث جن کو میں نے ذکر نہیں کیا اس بات پر دلیل ہیں کہ فرضی نمازیں پانچ ہیں اور ان کے علاوہ باقی نقلی ہیں۔“ (الاوسط: ۵/۱۶۷)

امام ابن خزیمہ لکھتے ہیں کہ:

”یہ احادیث اس بات پر دلیل ہیں کہ وتر کو بندوں پر واجب قرار دینے والا ان پر چھ نمازیں واجب کرنے والا ہے۔“ (صحیح ابن خزیمہ: ۲/۱۳۷)

امام ابن حبان نے دس احادیث سے استدلال کیا ہے کہ نماز وتر فرض نہیں ہے اور وہ ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ وتر فرض نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے چند دن پہلے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تھا کہ وہ انھیں بتلائے بے شک اللہ تعالیٰ نے دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وتر فرض ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی لوگوں کے لیے واضح کر دیتے۔“ (صحیح ابن حبان: ۵/۶۵-۶۶)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے آئندہ رات ہم مسجد میں جمع ہو گئے اور ہم نے امید کی کہ آپ ہماری طرف آئیں گے ہم مسجد میں رہے یہاں تک ہم نے صبح کر دی تو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ہم نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم نے امید کی تھی کہ آپ ہماری طرف نکلیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے آپ نے فرمایا: ”کرہت ان یکتب علیکم الوتر“ میں نے ناپسند سمجھا کہ وتر تم پر فرض کر دیا جائے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۲/۱۳۸، ح ۱۰۷۰)

نماز وتر کی اہمیت:

رسول اللہ ﷺ سفر میں بھی نماز وتر پڑھتے تھے۔

(صحیح البخاری: ۱۰۰۰، مسلم: ۷۰۰)



”رسول اللہ ﷺ سواری پر نفل پڑھا کرتے تھے جدھر وہ منہ کرے اور اسی پر وتر پڑھتے تھے مگر فرض اس پر نہ پڑھتے تھے۔“

(صحیح البخاری: ۱۰۰۰، صحیح مسلم: ۷۰۰، دارالسلام: ۱۶۱۸)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

”نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تھے اور وہ سامنے لیٹی رہتیں پھر جب وتر رہ جاتے تو آپ انھیں بیدار کر دیتے وہ وتر پڑھ لیتیں۔“

(صحیح البخاری: ۹۹۷، صحیح مسلم: ۷۴۴، دارالسلام: ۱۷۳۵)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

(صحیح البخاری: ۶۴۱۰، صحیح مسلم: ۲۶۷۷)

ان احادیث سے نماز وتر کی اہمیت تو ثابت ہوتی ہے لیکن فرضیت نہیں۔

### نماز وتر کا وقت:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو ڈر ہو کہ رات کے آخری حصے میں نہ اٹھ سکے گا تو وہ رات کے اول حصے میں (نماز عشاء کے بعد) پڑھ لے۔ اور جس کو امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں اٹھے گا تو وہ وتر رات کے آخری حصے میں پڑھے اس لیے کہ آخری رات کی نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (صحیح مسلم: ۷۵۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت کی۔ (صحیح البخاری: ۱۱۲۴، صحیح مسلم: ۷۲۱)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر اول رات میں اور درمیان رات میں اور آخر رات میں سب وقت ادا کیے ہیں اور آپ کے وتر کی انتہا سہری تک ہوئی۔ (صحیح مسلم: ۷۴۵، دارالسلام: ۱۷۳۷)

نماز کے آخری حصے (فجر) تک نماز وتر کا وقت ہے۔

(صحیح مسلم: ۷۴۵، دارالسلام: ۱۷۳۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں جب صبح (صادق) ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔ یہ ایک (رکعت پہلی ساری) نماز کو طاق بنا دے گی۔

(صحیح البخاری: ۹۹۰، ۹۹۳ صحیح مسلم: ۷۴۹)

### نماز وتر کی رکعات کی تعداد:

ایک وتر: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الوتر رکعة من آخر الليل“ وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصے میں۔

(صحیح مسلم: ۷۵۲)

ایک وتر کے مسنون ہونے پر بہت زیادہ دلائل ہیں تفصیل کا طالب (الدلیل

الواضح از: شیخ عبدالعزیز نورستانی رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف رجوع کرے۔

تین اور پانچ وتر: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وتر ہر مسلمان پر حق ہے پس جس کی مرضی ہو پانچ وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو تین وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو ایک وتر

پڑھے۔ (سنن النسائی: ۱۷۱۰، صحیحہ الألبانی)

تین وتر پڑھنے کا طریقہ: دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں پھر ایک وتر الگ پڑھیں۔

(صحیح البخاری: ۶۲۶، صحیح مسلم: ۷۵۲)

یا تین وتر اکٹھے پڑھنا اور شہد صرف آخری رکعت میں بیٹھنا۔ (مسلم: ۷۳۷)

**تنبیہ:** تین وتر دو قعدوں اور ایک سلام کے ساتھ پڑھنا منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: تین وتر (اکٹھے) نہ پڑھو، پانچ یا سات پڑھو۔ اور مغرب کی مشابہت نہ کرو۔

(سنن الدار قطنی: ۱۶۳۴، صحیح ابن حبان: ۶۸۰، واسنادہ صحیح) تفصیل کے لیے دیکھئے

(فتاویٰ الدین الخالص: ۵/۵۳۸، ۵۳۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

**فائدہ:** جب تین وتر پڑھنے ہوں تو پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص پڑھنی چاہیے۔

(سنن ابو داؤد: ۱۴۲۳، سنن ابن ماجہ: ۱۱۷۱ قال الاستاذ صحیح)

سات (۷) وٹروں کے ثبوت کے لیے دیکھئے۔ (صحیح مسلم: ۱/۲۵۶)

نو (۹) وٹروں کے ثبوت کے لئے دیکھئے۔ (صحیح مسلم: ۱/۲۵۶) نو (۹) وٹروں

میں پہلا تشهد اس وقت ہوگا جب آٹھ رکعات مکمل ہو جائیں اور دوسرا تشهد نوں رکعات میں کرنا ہے۔ (مسلم: ۱/۲۵۶)

ایک رات میں دو بار وتر پڑھنا جائز نہیں:

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ رمضان میں قیام کیا اور وتر پڑھ لیا پھر اپنی مسجد

میں گئے تو اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی لیکن وتر نہیں پڑھایا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (لا وتران فی لیلۃ) ایک رات میں وتر کی نماز دو دفعہ نہیں ہے۔ (سنن ابو داؤد: ۱۴۳۹، سندہ صحیح)

وتر کے بعد تہجد پڑھنا جائز ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں نماز وتر کے بعد دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔

(صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۰۶، صحیح ابن حبان: ۶۸۳، سندہ حسن)

یہ دو رکعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فعلاً بھی ثابت ہیں۔

(صحیح مسلم: ۷۳۸، دارالسلام: ۱۷۲۴)

امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں: وتر کے بعد جو بھی نماز پڑھنا چاہے وہ پڑھ سکتا ہے اور

بے شک یہ دونوں رکعتیں وتر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں اور یہ امت کے علاوہ

آپ کا خاصہ نہیں تھیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ دو رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا وہ حکم

مستحب اور فضیلت پر محمول ہے نہ کہ واجب اور فرض پر ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: قبل ح: ۱۱۰۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

**تنبیہ:** نماز وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا اور وتر کورات کی آخری نماز قرار دینے میں علامہ نووی کے نزدیک کوئی تعارض نہیں ہے۔ دیکھئے خلاصۃ الاحکام للنووی (۱/۵۶۷)

ان دو رکعتوں میں رسول اللہ ﷺ ﴿إِذَا أُنزِلَتْ﴾ اور ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ﴾

پڑھتے تھے۔ (مسند احمد ۲۶۰/۵ ح ۲۲۲۴۴، وسندہ حسن)

اور اس مسئلہ کی ایک دلیل ماقبل مسئلہ (نمبر ۶) میں گزر چکی ہے۔

نماز وتر میں دعاء وتر رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے:

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر

پڑھتے اور دعاء رکوع سے پہلے کرتے۔

(سنن ابن ماجہ: ۱۱۸۲ صحیح) نیز دیکھیں: مصنف ابن ابی شیبہ (۲/۹۷)

دعاء وتر کے لیے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں:

امام نسائی نے باب باندھا ہے: ”ترك رفع اليدين في الدعاء في الوتر۔“ وتر

کی دعاء میں ہاتھوں کا نہ اٹھانا۔ (سنن النسائی: قبل ح ۱۷۴۹)

مولانا محمد عبدالرحمن مبارکپوری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

قوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں مجھے کوئی مرفوع حدیث نہیں ملی۔

(تحفة الأحوذی: ۲/۵۶۷)

دعاء وتر:

اللهم اهدني فيمن هديت وعافني فيمن عافيت وتولني فيمن

توليت وبارك لي فيما أعطيت وقني شر ما قضيت فإنك تقضي

ولا يقضى عليك إنه لا يذل من واليت ولا يعز من عاديت

تباركت ربنا وتعاليت (سنن أبو داود: ۱۴۲۵، ترمذی: ۴۶۴ وهو صحيح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وتروں سے سلام پھیرنے کے بعد کی دعاء:

تین دفعہ کہے: ”سبحان الملك القدوس“ دو دفعہ پست آواز میں۔

(سنن ابو داؤد: ۱۴۳۰، اوہو صحیح)

اور تیسری دفعہ اونچی آواز میں۔ (سنن الدارقطنی: ۳۱/۲، سنن الکبری للبیہقی: ۳۹/۳)

اور آخر میں کہے: ”رب الملائكة والروح“

(سنن الدارقطنی: ۳۱/۲، سنن الکبری للبیہقی: ۴۰/۳)

### نماز تہجد:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”أفضل الصلاة بعد الفريضة : صلاة الليل“ فرض نماز کے بعد سب

نمازوں سے افضل تہجد کی نماز ہے۔“ (صحیح مسلم: ۱۱۶۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لئے رحمت کی دعا کی ہے جو رات کو اٹھا پھر

نماز (تہجد) پڑھی اور اپنی عورت کو جگایا پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی....

(سنن ابی داؤد: ۱۳۰۸، وسندہ حسن، اس حدیث کو حاکم [المستدرک ۴۰۹/۱] ذہبی، ابن

حزیمہ [۱۱۴۸] اور ابن حبان [۶۴۶] نے صحیح قرار دیا ہے۔)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کا غالب معمول بیان فرماتی ہیں کہ:

”ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی

غیرہ علی احدی عشرة رکعة...“

رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

(صحیح البخاری: ۱۱۴۷، صحیح مسلم: ۷۳۸)

### نماز تراویح:

نماز تراویح گیارہ رکعات ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعات کا حکم دیا تھا۔

دیکھئے موطأ امام مالک (۱۱۶/۱ ح ۲۴۹ و سندہ صحیح)

یاد رہے نماز تراویح نماز تہجد اور قیام اللیل ایک ہی نماز ہیں اور اس مسئلہ پر مستقل کتب

لکھی جا چکی ہیں جن میں سے ایک کتاب حافظ زبیر علی زئی رضی اللہ عنہ کی ہے جو لائق مطالعہ ہے۔

## رات اور جنازہ

### میت رات کو دفن کرنا:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے آدمی (کی قبر) پر نمازِ جنازہ پڑھائی جسے رات کو دفن کیا گیا تھا... (صحیح البخاری: ۱۳۴۰)

اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے کہ ”رات کو دفن کرنا“

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما رات کو دفن کئے گئے۔ (صحیح البخاری: قبل ح ۱۳۴۰)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ان صحابہ کا یہ عمل جواز میں اجماع کی مانند ہے۔

(فتح الباری ۲۶۷/۳)

اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی رات کو دفن کیا گیا تھا۔ (صحیح البخاری: ۴۲۴۰، ۴۲۴۱)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”بہت زیادہ محدثین نے رات کو دفن کرنے کی اجازت دی ہے۔“

(سنن الترمذی تحت ح ۱۰۵۷)

## رات اور روزہ

اس میں درج ذیل بحثیں ہیں:

چاند کو دیکھ کر رمضان کے روزے شروع کرنا:

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صوموا لرؤیتہ..“  
چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ (صحیح البخاری: ۱۹۰۹، صحیح مسلم: ۱۰۸۱)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا اور آپ (ﷺ) نے فرمایا: ”لا تصوموا حتی تروا الهلال...“  
اس وقت تک تم روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو۔

(صحیح البخاری: ۱۹۰۶، صحیح مسلم: ۱۰۸۰)

شک والے دن روزہ نہیں رکھنا چاہئے:

سیدنا عمارؓ نے فرمایا: ”من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم“  
جس نے شک والے دن (چاند کے طلوع میں شک کے باوجود) روزہ رکھا تو یقیناً اس نے ابو القاسم (محمد رسول اللہ ﷺ) کی نافرمانی کی۔ (صحیح البخاری قبل ح ۱۹۰۶)

رؤیتِ ہلال کے ثبوت کے لئے دو (عادل) مسلمانوں کی گواہی ضروری ہے (سنن  
ابی داؤد: ۲۳۳۹ وهو صحیح) رؤیتِ ہلال میں اگر ایک (عادل) مسلمان کی گواہی مل  
جائے تو وہ بھی قبول کی جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع (ابو داؤد مؤلف و کتاب و برہنہ صحیح سنن ابی داؤد: ۸۷۱)



## چاند دیکھ کر ہی روزے ختم کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صوموا لرؤیتہ وأفطروا لرؤیتہ فإن غم علیکم فیاکملوا شعبان ثلاثین“ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو۔ اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو۔ (صحیح البخاری: ۱۹۰۹، صحیح مسلم: ۱۰۸۱)

## رؤیت ہلال کی دعا:

[اس باب میں کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔ اللهم أهله علينا بالأمن وغيره والی سب روایتیں ضعیف ہیں۔ صحیح روایت میں صرف یہ آیا ہے کہ نبی ﷺ نے پہلی رات کے بعد والا چاند دیکھا تو فرمایا: ”اے عائشہ! اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔“ الخ (سنن الترمذی: ۳۳۶۶ وسندہ حسن وقال الترمذی: ”حسن صحیح“ و صححه الحاكم ۲/ ۵۴۰، ۵۴۱ و وافقه الذہبی) / ازع ]

## اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا:

دیکھئے: (صحیح ابن خزیمہ ۲۰۵/۳ ح ۱۹۱۶، ورواہ مسلم: ۱۰۸۷)

مطلع کی حد کوئی ملک نہیں اس کی حد (۳۲) بتیس منٹ کا فرق ہے۔

اسی پر اختلاف مطالع ہو جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: مرعاة المفاتیح (۴/ ۲۱۵)

**تنبیہ:** اگر پہلی رات کا چاند تھوڑا سا بڑا نظر آئے تو اسے سابقہ دن کا خیال کرنا غلط ہے۔

(دیکھئے: صحیح ابن خزیمہ ۲۰۶/۳ ح ۱۹۱۹)

**فائدہ:** بیوہ یا مطلقہ کی عدت، مدت حمل، رضاعت، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کا اعتبار چاند سے ہی لگایا جاتا ہے۔

جس شخص نے قربانی کرنی ہو وہ ذوالحجہ کے چاند طلوع ہونے سے لے کر قربانی

کرنے تک ہلال کے ٹرے اور ننانخن تلافی پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إذا رأيتم هلال ذى الحجة وأراد أحدكم أن يضحى فليمسك عن

شعره وأظفاره. (صحيح مسلم: ۱۹۷۷)

”جب ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تمہارا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے بالوں اور

ناخنوں (کوکاٹنے اور تراشنے) سے بچو۔“

فرضی روزہ کی نیت رات کو کرنا ضروری ہے:

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

” لا صيام لمن لم يجمع قبل الفجر “ جو شخص فجر سے پہلے نیت نہ

کرے، اس کا روزہ نہیں ہے۔ (سنن النسائي ۱۹۷/۴ ح ۲۳۳۸ وسندہ صحيح)

نفل روزوں کی دن کو بھی نیت کر سکتے ہیں۔ دیکھیں: صحيح البخارى (۱۹۲۴)

فرضی روزہ کی روزانہ رات کو نیت کرنی چاہئے:

اوپر والی حدیث بھی اس پر صادق آتی ہے اور امام ابن المنذر النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ:

”اجماع ہے کہ جس نے رمضان کی ہر رات روزہ کی نیت کی اور روزہ رکھا، اس کا

روزہ مکمل ہے۔“ (کتاب الاجماع ص ۳۸ مترجم) نیز دیکھئے: صحيح ابن خزيمة (۲۱۲/۳) <sup>①</sup>

**تنبیہ:** ”وبصوم غد نويت من شهر رمضان“ کے مروجہ الفاظ سے روزہ کی نیت

کرنا حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ <sup>②</sup>

**فائدہ:** نیت دل کا فعل ہے نہ کہ زبان کا۔ مزید تحقیق کے لئے دیکھئے ہمارا رسالہ ”نیت

کے احکام“ <sup>③</sup>

① ہم نے اس پر مفصل بحث اپنی کتاب (علمی اور تحقیقی بحث) میں کی ہے۔ الحسینوی محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

② ان مسائل کی تفصیل شروع کتاب میں گزر چکی ہے۔ الحسینوی

## رات کو سحری کھانا:

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
فصل ما بین صیامنا و صیام أهل الكتاب أكلة السحر.  
ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان حدِ فاصل سحری کھانا ہے۔

(صحیح مسلم: ۱۰۹۶)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”تسحروا فإن فی السحور برکة“ سحری کا کھانا کھاؤ، بے شک سحری کے  
کھانے میں برکت ہے۔ (صحیح البخاری: ۱۹۲۳، صحیح مسلم: ۱۰۹۵)  
مومن کی بہترین سحری کھجور کا کھانا ہے۔

(سنن ابی داؤد: ۲۳۴۵ و سندہ صحیح، صحیح ابن حبان: ۸۸۳)

سحری تاخیر سے کھانی چاہئے اذانا فجر اور سحری کھانے کا درمیانی وقت تقریباً پچاس  
آیات (پڑھنے کے برابر) کا ہونا چاہئے۔ (صحیح البخاری: ۱۹۲۱، صحیح مسلم: ۱۰۹۷)  
رات کے شروع ہوتے ہی (یعنی غروب آفتاب کے فوراً بعد) روزہ افطار کرنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ثُمَّ آتَمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ [البقرہ: ۱۸۷]  
”پھر رات تک (اپنے) روزے پورے کرو۔“

افطاری کرنے میں جلدی کرنی چاہئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ہمیشہ  
بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ افطاری میں جلدی کریں گے۔

(صحیح البخاری: ۱۹۵۷، صحیح مسلم: ۱۰۹۳)

روزوں کی راتوں میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا جائز ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿ اِحْلَلْ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثَ اِلَى نِسَائِكُمْ ﴾ [البقرہ: ۱۸۷]

”روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔“

رات کو روزہ نہیں ہوتا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”پھر رات تک اپنے روزے پورے کرو۔“ (البقرہ: ۱۸۷)  
امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس دلیل کی روشنی میں فرمایا کہ ”یہ اس شخص کی دلیل ہے جس نے کہا کہ رات کو روزہ نہیں ہے۔“ (صحیح بخاری قبل ح ۱۹۶۱)

روزہ کے احکام

رمضان کے روزے فرض ہیں۔ (البقرہ: ۱۸۴، ۱۸۵، خ: ۸: م: ۱۰۸۰)  
فرضی روزہ کی نیت رات کو فجر سے پہلے کرنا ضروری ہے۔

(سنن النسائی: ۲۳۳۸، وسندہ صحیح)

امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں کہ:

”اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرضی روزے مراد لیے ہیں نفل نہیں۔“

(صحیح ابن خزیمہ: قبل ح ۱۹۳۵)

فرضی روزہ کی روزانہ رات کو نیت کرنی چاہیے:

اوپر والی حدیث اس پر صادق آتی ہے۔ امام ابن خزیمہ نے ”انما الاعمال

بالنیات“ پر باب باندھا ہے کہ:

”روزہ کی اس دن فجر طلوع ہونے سے پہلے روزانہ نیت کرنا واجب ہے، برخلاف

اس آدمی کے جس نے کہا ہے کہ ایک دفعہ کی نیت تمام مہینے کے لیے کافی ہے۔“

(صحیح ابن خزیمہ: قبل ح ۱۹۳۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
اور امام ابن المنذر القیس بوری فرماتے ہیں:

”اجماع ہے کہ جس نے رمضان کی ہر رات روزہ کی نیت کی اور روزہ رکھا اس کا روزہ مکمل ہے۔“ (کتاب الاجماع: رقم ۱۲۳)

وصال (بغیر افطاری اور سحری کے روزہ رکھ لینا) منع ہے۔

(بخاری: ۱۹۶۲، مسلم: ۱۱۰۲)

روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہئے۔ (بخاری: ۱۹۵۷، مسلم: ۱۰۹۸)

سحری دیر سے کھانی مستحب ہے۔

(مصنف عبدالرزاق: ۷۵۹۱، صحیح ابن حجر: فتح الباری: ۷۱۳/۴)

سینگھی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بخاری: ۱۹۳۸)

دوران روزہ سرمہ لگانا جائز ہے۔ (ابن ماجہ: ۱۶۷۸، صحیح البانی)

دوران روزہ جھوٹ سے پرہیز لازم ہے۔ (بخاری: ۱۹۰۳)

لغو اور بے ہودہ باتوں سے پرہیز لازم ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۹۶)

حالت جنابت میں روزہ رکھنا جائز ہے۔ (بخاری: ۱۹۲۶، مسلم: ۱۱۰۹)

دوران روزہ بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے۔ (أبو داود: ۲۳۸۵، صحیح البانی)

گرمی کی وجہ سے دوران روزہ غسل کرنا مسنون ہے۔

(أبو داود: ۲۳۶۵، صحیح البانی)

مبالغہ سے ناک میں پانی نہ چڑھائے۔ (ترمذی: ۷۸۸، صحیح البانی)

روزہ افطار کرنے کی دعا: ”ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله“ (أبو داود: ۲۳۵۷، حسنہ البانی)

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہئے: تازہ کھجور، یا چھوہارے یا پانی سے کرنا چاہیے۔

(أبو داود: ۲۳۵۶، صحیح البانی)

افطار کروانے والے کو روزہ روزہ دار کے مثل اجر ملے گا۔

(ترمذی: ۷۰۷، ۸۱۷، صحیح البانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مریض یا مسافر پر روزہ ضروری نہیں پھر قضاء لازم ہے۔ (البقرہ: ۱۸۴)  
اسی طرح حائضہ (اور نفاس) والی عورت بعد میں قضائی دے گی۔

(بخاری: ۳۲۱، مسلم: ۳۳۵)

دوران سفر روزہ رکھنا بھی جائز ہے۔ (بخاری: ۱۹۴۳، مسلم: ۱۱۲۱)

جس آدمی کے ذمے روزے تھے وہ فوت ہو جائے تو اس کا ولی اس کی طرف سے

روزہ رکھے۔ (بخاری: ۱۹۵۲، مسلم: ۱۱۴۷)

روزہ باطل کرنے والے امور:

جان بوجھ کر کھانا، پینا۔ (بخاری: ۱۸۹۴)

لیکن بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بخاری: ۱۹۳۳، مسلم: ۱۱۵۵)

جماع کرنا۔ (بخاری: ۱۹۳۶، مسلم: ۱۱۱)

اس کا کفارہ یہ ہے کہ: ایک گردن آزاد کرنا اس کی طاقت نہیں تو دو ماہ کے پے در

پے روزے رکھنا اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا۔

(بخاری: ۱۹۳۶، مسلم: ۱۱۱۱)

اگر بھول کر جماع کر لیا تو ایسے شخص پر کفارہ لازم نہیں ہے۔

(مستدرک حاکم: ۱/۳۴۳۰)

جان بوجھ کر قے کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(أبو داود: ۲۳۸۰، صحیحہ البانی)

حیض (اور نفاس) کے شروع ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (بخاری: ۱۹۵۱)

## لیلة القدر کے احکام

لیلة القدر کے احکام درج ذیل ہیں:

۱۔ یہ برکت والی رات ہے۔ (الدخان : ۳)

اس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ (الدخان : ۴)

یہ رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (القدر : ۳)

اس رات روح اور فرشتے اپنے پروردگار کے اذن سے ہر حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔

(القدر : ۴)

یہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔ (القدر : ۵)

اس رات قرآن مجید نازل ہوا۔ (القدر : ۱)

### لیلة القدر کو تلاش کرنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تحروا لیلة القدر

فی الوتر من عشر الاواخر من رمضان.“ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں

میں لیلة القدر کو تلاش کرو۔ (صحیح البخاری : ۲۰۱۷، صحیح مسلم : ۱۱۶۹)

۳۔ لیلة القدر کے قیام کا ثواب۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس شخص نے لیلة

القدر کا قیام، ایمان اور ثواب سمجھ کر کیا، اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری : ۱۹۰۱، صحیح مسلم : ۷۵۹)

## لیلة القدر کی دعا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر مجھے لیلة القدر کا علم ہو جائے تو میں کیا کہوں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: کہو:

”اللهم إنك عفو تحب العفو فاعف عني“

”اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے معاف کر دے۔“

(سنن الترمذی: ۳۵۱۳ وقال: ”حسن صحیح“ وهو صحیح)

## لیلة القدر کی علامات:

اس کی صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ بلند ہونے تک ایک تھال کی طرح ہوتا ہے۔

اس کی شعاع نہیں ہوتی۔ (صحیح مسلم: ۷۶۲)

۶۔ لیلة القدر کی نماز عشاء باجماعت پڑھنے والا ایسے ہی ہے جیسے اس نے لیلة القدر کی فضیلت کو پایا ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ ۳/۲۳۳-۲۱۹۵ وسندہ حسن، عقبہ بن أبی الحسنا وثقه ابن خزیمہ و ابن حبان)

## رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں سخت محنت کرنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رمضان المبارک کے آخری دس دن آتے تو

رسول اللہ (ﷺ) کمر بستہ ہو جاتے، رات کو جاگتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی بیدار کرتے۔

(صحیح البخاری: ۲۰۲۴، صحیح مسلم: ۱۱۷۳)

ایک رات کا اعتکاف بھی صحیح ہے۔

(صحیح البخاری: ۲۰۳۲، صحیح مسلم: ۱۶۵۶)



## رات اور حج

نو اور دس ذوالحجہ کی رات:

حج کے موقع پر ۹-۱۰، ذوالحجہ کو نمازِ مغرب اور عشاء کے احکام کے لئے دیکھئے رات

اور نماز/نمازِ عشاء

ایام تشریق کی راتیں:

ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳) کی راتیں منیٰ میں گزارنی چاہئیں۔

(صحیح البخاری: ۱۳۱۵)

حافظ ابن حجر نے کہا کہ منیٰ میں ۱۱-۱۲-۱۳ ذوالحجہ کی راتیں گزارنا واجب ہے۔

(فتح الباری ۷۳۸/۳)

**تنبیہ:** اگر کوئی حاجی ان تینوں راتوں میں منیٰ میں نہیں ٹھہرتا تو امام احمد کے مشہور قول

کے مطابق اس پر کوئی صدقہ وغیرہ نہیں۔ (فتح الباری ۷۳۸/۳)

۹ ذوالحجہ کو شام کے بعد جب شفق کی زردی کچھ کم ہو جائے تو عرفات سے مزدلفہ کی

طرف روانہ ہو جائے۔ (صحیح مسلم: ۱۲۱۸)

اور استغفر اللہ کہتا ہوا آئے۔ (البقرہ: ۱۹۹)

ایام تشریق میں رات کو کنکری مارنا صحیح ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق اس پر کچھ بھی

لازم نہیں ہے بشرطیکہ وہ کنکری مارنا اسی دن کا ہو دوسرے دن کا نہ ہو۔ اس لئے کہ وقت

سے پہلے کنکری مارنا صحیح نہیں ہے۔ (فتاویٰ ابن باز ص ۲۱۴ مترجم ملخصاً)

## رات اور عیدین

ایام تشریق (۱۱-۱۲-۱۳ ذوالحجہ) کی راتوں کو تکبیریں کہنا:

عورتیں ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کے پیچھے مسجد میں ایام تشریق کی راتوں میں تکبیریں کہتی تھیں۔ (صحیح البخاری قبل ح ۹۷۰)

رات کو قربانی کرنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيّٰمٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْمْ  
بِهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ﴾

”اور جو جانور ہم نے انھیں عطا کئے ہیں ان پر مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لیں  
(ذبح کریں)۔“ (الحج: ۲۸)

مقررہ دنوں میں ان کی راتیں بھی شامل ہیں نفی کی کوئی صریح دلیل چاہئے۔

## رات اور میاں بیوی

اس میں مندرجہ ذیل احکام ہیں:

عورت بطور ضرورت رات کو گھر سے باہر جاسکتی ہے:

سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رات کو باہر نکلیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا اور پہچان لیا پھر کہا:

اے سودہ! اللہ کی قسم تم اپنے آپ کو نہیں چھپا سکیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور یہ واقعہ ذکر کیا۔

آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: قد أذن الله لكن أن تخرجن لحوائجكن.

یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دے دی ہے کہ تم اپنی ضرورت کے لئے (گھر

سے) باہر جاسکتی ہو۔ (صحیح البخاری: ۵۲۳۷)

آدمی لمبے سفر کے بعد رات کو (اچانک بغیر اطلاع کے) اپنے گھر نہ آئے:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ اس بات کو برا سمجھتے تھے کہ

کوئی (سفر سے) رات کو اپنے گھر میں آئے۔ (صحیح البخاری: ۵۲۴۳)

یعنی جو آدمی اپنے گھر سے کئی دنوں سے غائب ہو تو اچانک وہ رات کو (بغیر

اطلاع) اپنے گھر میں نہ آئے۔ (صحیح البخاری: ۵۲۴۴)

عورت رات کو قضائے حاجت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

إن أزواج النبي ﷺ كن يخرجن بالليل إذا تبرزن إلى المناصع.  
رسول اللہ ﷺ کی بیویاں رات کو قضائے حاجت کے لئے مناصع ( وہ  
مقامات جو بقیع کی طرف واقع ہیں ) کی طرف باہر جاتی تھیں - ( صحیح

البخاری : ۱۴۸ )

عورت رات کو مسجد میں اپنے خاوند کے پاس معتكف میں جاسکتی ہے:

سیدہ صفیہ بنت حمی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ معتكف (جائے اعتكاف)  
میں تھے میں آپ کے پاس رات کو آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی - (صحیح

البخاری : ۳۲۸۱ )

عورت کو مسجد میں جانے کے لئے اپنے خاوند سے اجازت لینا چاہئے:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:  
”جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔“

(صحیح البخاری : ۵۲۳۸)

خاوند سفر سے واپس آئے تو رات کو اپنی بیوی کے پاس (بغیر اطلاع کے) نہ جائے:

پہلے اطلاع کی جائے پھر داخل ہونا چاہئے تاکہ بیوی اپنے پراگندہ بالوں میں کنگھی  
کرے اور اپنے آپ کو خاوند کا سامنا کرنے کے لئے تیار کر لے۔

(دیکھئے صحیح البخاری : ۵۲۴۷)

بیوی کے ساتھ پہلی رات:

۱- خاوند کو جب پیغام دیا جائے تو پھر بیوی کے پاس جائے - خاوند کو بیوی کے پہلو میں  
قریب بیٹھا چاہئے۔ محققہ دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۔ خاندان بیوی سے ہم بستری کرنے سے پہلے اس کی پیشانی کو (محبت سے) پکڑے، اللہ تعالیٰ کا نام لے اور برکت کی دعا کرے اور یہ دعا پڑھے:

اللهم إني أسألك من خيرها وخير ما جبلتها عليه وأعوذ بك من شرها وشر ما جبلتها عليه. (سنن ابی داود: ۲۱۶۰ وهو حسن)  
۳۔ ہم بستری کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھے:

باسم الله اللهم جنبنا الشيطان و جنب الشيطان ما رزقتنا .

”اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ تو ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور ہمارے رزق کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔“ (صحیح البخاری: ۶۳۸۸)

اس کا فائدہ بھی اس حدیث میں مذکور ہے کہ اگر (اس دوران میں) اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اولاد عطا کر دے تو اس کو شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

جماع کرنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ﴾

[البقرہ: ۲۲۳]

تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی ہیں، سو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔

**تنبیہ:** دبر میں جماع حرام ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ملعون من أتى امرأة في دبرها .

”جو شخص عورت سے اس کی دبر میں جماع کرے وہ لعنتی ہے۔“

(أبو داود: ۲۱۶۲، النسائی فی الکبریٰ: ۹۰۱۵، ابن ماجہ: ۱۹۲۳، وإسناده حسن)

## رات کے آداب

شام ہوتے ہی بچوں کو گھر میں روک لیا جائے کیونکہ اس وقت شیطان نکل آتے ہیں۔

(صحیح البخاری: ۳۳۰۴، صحیح مسلم: ۲۰۱۲، دارالسلام: ۵۲۵۰)

سورج غروب ہوتے ہی مویشیوں کو باندھ دے پھر انہیں نہ چھوڑے جب تک کہ

شام کی سیاہی نہ جاتی رہے۔ (صحیح مسلم: ۲۰۱۳)

رات کو سوتے وقت اللہ کا نام لے کر دروازوں کو بند کر دینا۔

اللہ کا نام لے کر برتنوں کو ڈھانک دے۔ اگر ڈھانکنے کے لئے کوئی چیز نہ ملے

تو کوئی لکڑی اس کے اوپر رکھ دے۔

اللہ کا نام لے کر مشکیزوں کے منہ باندھ دے۔ اللہ کا نام لے کر موم بتی وغیرہ بجھا دے۔

(صحیح مسلم: ۲۰۱۲)

آگ کو جلتا ہوا نہ چھوڑے۔ (صحیح مسلم: ۲۰۱۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب تم سونے کا

ارادہ کرو تو اس کو بجھا دو۔ (صحیح مسلم: ۲۰۱۶)

عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد (بغیر شرعی عذر کے) باتیں کرنا مکروہ ہے۔

(صحیح البخاری: ۵۶۸)

مگر علم سیکھنے یا اہلیہ اور مہمانوں سے بات کرنا عشاء کے بعد بھی جائز ہے۔

(صحیح البخاری: ۶۰۰ تا ۶۰۲)

بچوں کا عشاء کے بعد اور فجر سے پہلے (والدین کے) کمرہ میں بغیر اجازت داخل

ہونا منع ہے۔ (حکیم علیہ السلام) عوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## رات کے اذکار

شام کے اذکار:

تین تین مرتبہ ﴿ قل هو الله ﴾ اور ﴿ قل أعوذ برب الفلق ﴾ اور ﴿ قل ﴾  
 أعوذ برب الناس﴾ پڑھیں۔ (سنن الترمذی : ۳۵۷۵، سنن أبي داود :  
 ۵۰۸۲ وسندہ حسن)

سید الاستغفار پڑھنا:

اللهم أنت ربي لا إله إلا أنت خلقتني وأنا عبدك وأنا على عهدك  
 ووعدك ما استطعت أعوذ بك من شر ما صنعت أبوء لك بنعمتك  
 علي وأبوء بذنبي فاغفر لي فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت.

(صحيح البخارى : ۶۳۰۶)

**نوٹ :** تفصیلی ذکر و اذکار کے لئے کتاب ”الدعوات للبخارى“ اور ”صحيح مسلم“  
 وغیرہما کا مطالعہ کیجئے۔

## نیند (سونے) کے احکام

رات اور نیند کا آپس میں گہرا تعلق ہے اس لیے ہم یہاں نیند کے احکام بھی پیش کیے دیتے ہیں تاکہ ہماری نیند بھی قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عمل کو خالص اپنی رضا کے لیے بنائے۔ آمین

سونے کے آداب:

- ۱۔ سوتے وقت با وضو ہو کر سونا۔ (صحیح البخاری: ۶۳۷، صحیح مسلم: ۲۷۱۰)
- ۲۔ جنبی آدمی سونے سے پہلے شرم گاہ کو دھوئے اور وضو کرے پھر سوئے۔ (صحیح البخاری: ۲۹۰، صحیح مسلم: ۷۰۴/۳۰۰)
- ۳۔ جنبی آدمی کا سونے سے پہلے کبھی کبھار نہانا بھی مسنون ہے۔ (صحیح مسلم: ۳۰۷)
- ۴۔ کبھی کبھی تیمم کرنا بھی صحیح ہے۔ (بیہقی: ۳۰۰/۱، وسندہ حسن و حسنہ ابن حجر فی فتح الباری: ۱/۳۹۴ تحت ح ۲۹۰)
- ۵۔ رات کو سوتے وقت بسم اللہ پڑھ کر دروازوں کو بند کر دینا چاہیے۔
- ۶۔ بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانپ دینا چاہیے اگر ڈھانکنے کی کوئی چیز نہ ملے تو کوئی لکڑی اس کے اوپر رکھ دینی چاہیے۔
- ۷۔ بسم اللہ پڑھ کر مشکیزوں کے منہ باندھ دینے چاہیے۔
- ۸۔ بسم اللہ پڑھ کر موم بتی وغیرہ بجھا دینی چاہیے۔
- ۹۔ آگ کو جلتا ہوا نہیں چھوڑنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”بے یہ شک یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب تم سونے کا ارادہ کرو تو اس کو بجھا دو۔“ (صحیح مسلم: ۲۰۱۶)



۱۰۔ عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے۔ (صحیح البخاری: ۵۶۸)

مگر علم کے سیکھنے، گھر والوں اور مہمان سے عشاء کے بعد بھی بات کرنا درست ہے۔

(صحیح البخاری: ۶۰۰ تا ۶۰۲)

۱۱۔ سوتے وقت بسم اللہ پڑھ کر اپنے کپڑے کے کونے سے بستر کو تین بار جھاڑنا چاہیے۔

(صحیح البخاری: ۷۳۹۳)

۱۲۔ دائیں پہلو پر سونا چاہیے۔ (صحیح البخاری: ۶۳۱۱)

۱۳۔ دائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے رخسار کے نیچے رکھنا چاہیے۔ (صحیح البخاری: ۶۳۱۴)

**تنبیہ:** پیٹ کے بل سونا منع ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۳۷۲۴ و صححہ الألبانی)

۱۴۔ قبلہ رخ ہو کر سونے کا اہتمام کرنا ثابت نہیں ہے۔

۱۵۔ شمال کی طرف ٹانگیں کر کے سونے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس کی ممانعت

ثابت نہیں ہے۔

۱۶۔ یاد رہے کہ ہر کام میں اصل اباحت ہے منع کی دلیل چاہیے۔

۱۷۔ بیدار ہوتے وقت چہرے پر ہاتھ پھیرنا بھی مسنون ہے تاکہ نیند ختم ہو جائے۔

(صحیح مسلم: ۱۷۸۹/۷۰۳)

۱۸۔ سوتے وقت پڑھنے کی دعائیں:

۱۔ اَللّٰهُمَّ اَسَلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ اِلَيْكَ

، وَالْجَاثُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَا، وَلَا مَنْجَا مِنْكَ

اِلَّا اِلَيْكَ، اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ۔“

جو آدمی یہ دعا پڑھ کر سو جائے اگر وہ اسی رات مر گیا تو وہ فطرت پر مرا۔

(صحیح البخاری: ۶۳۱۳، صحیح مسلم: ۲۷۰۱۰)

اور یہ بھی یاد رہے کہ ان: ”ان کلمات کو اپنی آخری دعا بنانا چاہیے (یعنی ان کے

پڑھنے کے بعد گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔“ (صحیح البخاری: ۲۴۷، صحیح مسلم: ۲۷۱۰)

۲۔ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا۔ (صحیح البخاری: ۶۳۱۲)

۳۔ اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَاَنْتَ تَوَفَّاهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا اِنْ اَحْيَيْتَهَا فَاَحْفَظْهَا وَاِنْ اَمَاتَهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ۔“

(صحیح مسلم: ۲۷۱۲)

۴۔ اللهم رب السموات ورب الارض ورب العرش العظيم، ربنا ورب كل شئ، فالق الحب والنوى، ومنزل التوراة والانجيل والفرقان أعوذ بك من شر كل شئ، أنت آخذ بناصيته، اللهم أنت الأول ليس قبلك شئ، أنت الآخر فليس بعدك شئ، و انت الظاهر فليس فوقك شئ، و أنت الباطن فليس دونك شئ، اقض عنا الدين واغننا من الفقر۔“ (صحیح مسلم: ۲۷۱۳)

۵۔ سبحانك ربى، بك وضعت جنبي، وبك ارفعه ان امسكت نفسي فاغفر لها، وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين۔“

(صحیح مسلم: ۲۷۱۴)

۶۔ الحمد للذي اطعمنا وسقانا، وكفانا وآوانا، فكم ممن لا كافي له ولا مؤوي۔“ (صحیح مسلم: ۲۷۱۵)

۷۔ سورہ بقرہ کی آخری دس (۱۰) آیتیں تلاوت کرنا چاہیے۔

(صحیح البخاری: ۴۰۰۸، صحیح مسلم: ۸۰۸)

۸۔ آیت الکرسی پڑھنی چاہیے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ: ”جب تو اپنے بستر پر آئے تو آیت الکرسی پڑھ تو اللہ کی طرف سے ایک محافظ ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں پھٹکے گا۔“ (صحیح البخاری: ۲۳۱۱)

۹۔ مَدْرَسَةُ دَعْوَةِ اللَّهِ سَبْعٌ مَرَّةً مَعَهُ تَوَدُّهُ وَيُؤْتِيهِ مِنْ جَنَّتِهِ مَا يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ ذَلِكَ فَقَدْ كَسَبَ كَثِيرًا (مَدْرَسَةُ دَعْوَةِ اللَّهِ سَبْعٌ مَرَّةً مَعَهُ تَوَدُّهُ وَيُؤْتِيهِ مِنْ جَنَّتِهِ مَا يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ ذَلِكَ فَقَدْ كَسَبَ كَثِيرًا)

سورۃ الناس پڑھ لے تو دونوں ہاتھوں میں پھونکے اور اپنے جسم پر جہاں تک ہو سکے انہیں پھیر لے اور (ہاتھوں کو) پھیرنے کی ابتداء سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے کرے یہ عمل تین بار کرنا چاہیے۔ (صحیح البخاری: ۵۰۱۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ”جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو آپ مجھے کہتے پھر میں یہ کیا کرتی تھی۔“ (صحیح البخاری: ۵۷۴۸)

۱۰۔ سوتے وقت چونتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس

(۳۳) مرتبہ الحمد للہ پڑھنا چاہیے۔ (صحیح البخاری: ۶۳۱۸، صحیح مسلم: ۲۷۲۷)

یہ تسبیحات فاطمہ کے نام سے مشہور ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے ان کلمات کو کبھی بھی نہیں چھوڑا۔“ (صحیح البخاری: ۵۳۶۲)

۱۱۔ جب رات کو آدمی اچانک بیدار ہو جائے تو یہ دعا پڑھے اور یہ دعا پڑھ کر جو دعا کرے

گا قبول ہوگی۔ ”لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد

وهو على كل شيء قدير، الحمد لله وسبحان الله ولا إله إلا الله والله

أكبر ولا حول ولا قوة إلا بالله۔“ یہ پڑھ کر کہے: ”اللهم اغفر لي۔“

(صحیح البخاری: ۱۱۵۴)

نیند سے بیدار ہوتے وقت پڑھی جانے والی دعائیں:

۱۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔“

(صحیح البخاری: ۶۳۱۲)

۲۔ (اللہ اکبر) دس مرتبہ، (الحمد لله) دس مرتبہ، (سبحان الله وبحمده) دس

مرتبہ، (سبحان الملك القدوس) دس مرتبہ، (استغفر الله) دس مرتبہ، (لا إله

إلا الله) دس مرتبہ اور پھر (اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَيْقِ الدُّنْيَا وَضَيْقِ يَوْمِ

الْقِيَامَةِ) دس مرتبہ، پھر کہے: (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي)

(سنن ابی داؤد: ۷۶۶، سنن النسائی: ۱۶۱۸، اسنادہ حسن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۔ سورہ آل عمران کی دس آیتیں (ان فی خلق السموات سے لے کر واتقواللہ لعلکم تفلحون تک) آسمان کی طرف چہرہ کر کے پڑھنی چاہیے۔ (صحیح البخاری: ۴۵۷۹، صحیح مسلم: ۷۶۳)

یہ آخری دونوں دعاؤں کے وقت کی صراحت بھی ہے کہ ان کو تہجد کے وقت بیدار ہوتے ہوئے پڑھنا چاہیے۔

۴۔ آپ ﷺ رات کو (نیند سے بیدار ہوتے وقت) کافی دیر تک فرماتے: ”سبحان اللہ رب العالمین“ پھر فرماتے: ”سبحان ربی وبحمدہ“ (صحیح ابی عوانہ: ۳۰۳/۲ و سندہ صحیح، سنن النسائی: ۲۰۹/۳-ح: ۱۶۱۹، و سنن ابن ماجہ: ۳۸۷۹)

نیند سے بیدار ہو کر کرنے والے کام:

- ۱۔ سوکر اٹھے تو مسواک کرے۔ (صحیح البخاری: ۲۴۵، صحیح مسلم: ۲۲۵)
- ۲۔ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ کو تین بار دھوئے، کیونکہ پتا نہیں کہ اس کے ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے (یعنی جسم کے کس حصے کو لگے ہیں۔)۔“ (صحیح مسلم: ۲۷۸)
- ۳۔ سوکر اٹھے تو ناک میں پانی ڈال کر اسے تین بار جھاڑنا چاہیے، کیونکہ شیطان رات سونے والے کے نتھنوں میں گزارتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸)
- ۴۔ سوئے ہوئے آدمی کو بیدار کر دے۔ (تا کہ وہ بھی نماز پڑھ لے) (صحیح البخاری: ۹۹۷)

اس حدیث میں تو نماز وتر کے لیے اٹھانے کا ذکر ہے ویسے ہر نماز کے لیے ضروری ہے کیونکہ یہ امر بالمعروف میں آتا ہے۔

۵۔ اگر کوئی نماز سے سویا رہ گیا کسی نے اٹھایا ہی نہیں تو جب وہ بیدار ہوگا تو اس کی فوت شدہ نماز کا وہی وقت ہے۔ اس وقت وہ نماز پڑھے گا۔ (صحیح مسلم: ۶۸۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سوئے ہوئے آدمی کو بیدار کرنے کا طریقہ:

اس کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں:

۱۔ پہلے بیدار ہونے والا اونچی آواز میں بار بار ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ کہتا رہے یہاں تک کہ سونے والے بیدار ہو جائیں۔ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم رات کو دیر سے سوئے صبح کے وقت بیدار نہ ہو سکے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا اور سورج کی گرمی کی وجہ سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم بیدار ہوئے جب چوتھے نمبر پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو: ”فکبر ورفع صوته بالتكبير، فما زال يكبر ويرفع صوته بالتكبير حتى استيقظ بصوته النبي ﷺ“ انھوں نے اونچی آواز میں اللہ اکبر کہا، آپ بار بار اونچی آواز میں اللہ اکبر کہتے رہے، یہاں تک کہ آپ کی آواز سے رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے۔ (صحیح البخاری: ۳۴۴)

یہ چونکہ سفر کی کیفیت تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھکے ہوئے تھے اور وہ سوئے بھی رات کے آخری حصے میں تھے۔ اس لیے وہ اور رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے وقت سوئے رہ گئے۔ اس سے کوئی کج فہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف کوئی اور استدلال کرنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کون ہے جو نمازوں کا محافظ ہو۔ یہ تو پوری زندگی میں چند مرتبہ ہوا ہے اور وہ بھی مجبوری کے باعث۔

۲۔ سونے والے کو حرکت دے کر جگانا ثابت ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۷۹۰/۷۶۳)

۳۔ سونے والے کا نام لے کہنا کہ اے فلاں کھڑے ہو جائے۔

(صحیح البخاری: ۵۹۵، ۴۴۱)

بہر حال جب آدمی نماز پڑھنے کے لیے خود بیدار ہو جائے تو سونے والوں کو بھی ضرور بیدار کرے کیونکہ یہ اس کا فرض بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے لیے رحمت کی دعا کی ہے، جو رات کو اٹھا، پھر نماز تہجد ادا کی اور اپنی بیوی کو جگایا، پھر اس نے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نماز پڑھی اور اگر اس نے انکار کیا تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے، اس عورت کے لیے بھی رحمت کی دعا کی، جو رات کو ابھی اور نماز پڑھی خاوند کو جگایا اس نے بھی نماز پڑھی اگر اس نے انکار کیا تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔“

(سنن أبی داؤد: ۱۳۰۸، امام حاکم (۴۰۹/۱) اور ابن خزیمہ (۱۱۴۸) نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

### صبح کی نماز کے وقت سویا نہ رہے:

رسول اللہ ﷺ کے پاس اس آدمی کا ذکر کیا گیا جو ساری رات سویا رہتا ہے صبح کی نماز کے لیے بھی بیدار نہیں ہوتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بال الشیطان فی اذنه۔“ شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

(صحیح البخاری: ۱۱۴۴)

بلکہ ہر نماز کے وقت نیند سے بیدار ہو کر نماز پڑھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا خواب بیان کیا کہ ایک آدمی کا سر پتھر کے ساتھ کچلا جا رہا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ قرآن سے کنارہ کشی کرتا تھا:

”وینام عن الصلاة المكتوبة“ اور وہ فرض نماز سے (پڑھنے کی بجائے) سویا

رہتا تھا۔ (صحیح البخاری: ۱۱۴۳)

سونے سے پہلے کسی سے کہہ دیا جائے کہ صبح مجھے بیدار کر دینا:

سوتے وقت آدمی پہلے بیدار ہونے والے سے کہہ دے کہ مجھے صبح بیدار کر دینا۔ یہ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۷۹۲/۷۶۳)

یا سونے سے پہلے ایک آدمی کی ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ رات کو نہیں سوئے گا اور صبح

کے وقت تمام ساتھیوں کو جگائے گا۔

ایک سفر میں جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے رات کو سونے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ارادہ فرمایا تو آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ رات کو نہیں سوئے گا اور صبح کو ہمیں بیدار کرے گا۔ (صحیح البخاری، صحیح مسلم)

رات کے اول حصے میں سو جانا چاہیے اور آخری حصے میں نماز تہجد کے لیے بیدار ہو جانا چاہیے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرماتی ہیں:

”کان ینام أوله ویقوم آخره فیصلي“ آپ رات کے اول حصے میں سو جاتے اور آخری حصے میں بیدار ہو جاتے، اور نماز (تہجد) پڑھتے۔ (صحیح البخاری: ۱۱۴۶)

نماز تہجد کا اہتمام کرنا بہت بڑا عمل ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أفضل الصلاة بعد صلاة الفريضة صلاة الليل“ فرض نماز کے بعد سب نمازوں سے افضل نماز تہجد ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۱۶۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

”پہلے نماز تہجد فرض تھی پھر بارہ (۱۲) ماہ کے بعد نفل قرار دی گئی۔“

(صحیح مسلم: ۷۴۶)

اس وقت دعاء بھی کرنی چاہیے کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا کہ میں اسے دوں اور اس وقت کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری: ۱۱۴۵، صحیح مسلم: ۷۵۸)

نماز تہجد کے لیے اپنی بیوی کو بھی بیدار کرنا چاہیے:

رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے لیے رحمت کی دعا کی ہے، جو رات کو اٹھا۔ پھر نماز تہجد ادا کی اور اپنی بیوی کو جگایا پھر اس نے بھی نماز پڑھی، اور اگر اس نے انکار کیا تو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم کرے جو رات کو اٹھی اور نماز پڑھی خاوند کو جگایا اس نے بھی نماز پڑھی اگر اس نے انکار کیا تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔“

(سنن أبي داؤد: ۱۳۰۸، امام حاکم (۴۰۹/۱) اور ابن خزیمہ (۱۱۴۸) نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

رمضان کے آخری عشرے میں آدمی خود بھی بیدار ہو اور گھر والوں کو بھی بیدار کرے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ يجتهد في العشر الأواخر، ما لا يجتهد في غيره.

”رسول اللہ ﷺ جتنی محنت رمضان کے آخری عشرے میں کرتے تھے اتنی اس کے

علاوہ دنوں میں نہیں کرتے تھے۔“ (صحیح مسلم: ۱۱۷۵)

یعنی ان دنوں کی راتوں میں نماز تہجد کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔

عام دنوں میں مکمل رات عبادت کرنا مکروہ یا ممنوع ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

”میرے پاس بنو اسد قبیلے کی ایک عورت تھی اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ میرے

پاس تشریف لائے اور کہا کہ یہ عورت کون ہے؟ میں نے کہا یہ فلاں عورت ہے جو رات کو

نہیں سوتی وہ اپنی نماز کا ذکر کرتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”مہ، علیکم ما تطيقون من

الأعمال فإن الله لا يمل حتى تملوا۔“ اس کو چھوڑو تم وہی کام کرو جس کی تم طاقت

رکھتے ہو، اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں تھکتا تم نیک عمل کرنے سے تھک سکتے ہو۔

(صحیح البخاری: ۱۱۵۱)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

”مہ (اس کو چھوڑ) میں اس کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
(فتح الباری: ۴۶/۳)



تین آدمیوں والا واقعہ ان میں سے ایک نے کہا تھا کہ میں رات کو قیام کروں گا سوؤں گا نہیں، جب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے سختی سے انہیں ڈانٹا۔  
(صحیح البخاری: ۵۰۶۳)

بعض صوفی قسم کے لوگ ساری ساری رات جاگتے رہتے ہیں وہ اس کو اپنے گمان میں تو اچھا عمل سمجھتے ہیں حالانکہ سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ان کا یہ عمل سرے سے مردود ہے۔ کیونکہ قرآن (المزمل: ۲-۴) اور حدیث (صحیح البخاری: ۱۱۳۱، ۱۱۴۱ وغیرہ) سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کا کچھ حصہ سونا اور کچھ حصہ عبادت کرنی چاہیے۔ اور یہی امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا، اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کون زیادہ متقی ہو سکتا ہے۔؟! آپ کی پیروی میں ہی نجات ہے لہذا ہم ہر کام میں اسی کو لازم پکڑیں۔

### قیام اللیل کا سب سے بہتر طریقہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو نمازوں میں سب سے محبوب داؤد علیہ السلام کی نماز ہے وہ رات کا نصف (آدھا) حصہ سو جاتے اور اس کا تیسرا حصہ قیام کرتے اور چھٹا حصہ سو جاتے۔“ (صحیح البخاری: ۱۱۳۱)

بعض لوگ نماز تہجد کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے حالانکہ روزانہ تہجد کا اہتمام کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما کو کہا: ”لا تکن مثل فلان کان یقوم من اللیل فترك قیام اللیل۔“ اے عبداللہ! تو اس شخص کی طرح نہ ہو جو نماز تہجد پڑھا کرتا تھا پھر اس نے چھوڑ دی۔ (صحیح البخاری: ۱۱۵۲)

### ساری رات سوئے رہنے کی مذمت اور نماز تہجد پڑھنے کی فضیلت:

بعض لوگ ساری ساری رات سوئے رہتے ہیں نہ ان کو نماز کی فکر ہے اور نہ انہیں دعا کی فکر ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

إن في الليل لساعة لا يوافقها رجل مسلم يسأل الله خيراً من أمر الدنيا والآخرة إلا أعطاه إياه، و ذلك كل ليلة.

رات میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے جو مسلمان آدمی اس گھڑی کی موافقت کرتا ہے (یعنی اسے پالیتا ہے) تو وہ آدمی جو بھی اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز دے دیتے ہیں۔ (اور یہ گھڑی) ہر رات کو ہوتی ہے۔

(صحیح مسلم: ۷۵۷)

اور پھر نماز تہجد پڑھنے سے شیطان آدمی کے سر پر جو گرہ لگاتا ہے وہ کھل جاتی ہے۔

(صحیح البخاری: ۱۱۴۲)

سحری کے وقت اٹھ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگنا متقی لوگوں کی علامت ہے۔

(الذاریات: ۱۸)

اگر نیند کا غلبہ ہو تو؟

اگر آدمی سویا ہوا ہے اس پر نیند کا غلبہ ہو تو وہ کیا کرے؟ فرض نماز اٹھ کر پڑھے یا

بعد میں جب نیند پوری ہو جائے تو پھر پڑھے؟

استاذ محترم حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”منہ پر پانی کے چھینٹے لگا کر یا غسل وغیرہ کر کے نیند کھول کر فرض نماز ادا کر لے

اگر نماز نفل ہے تو سو جائے اٹھ کر نفل پڑھ لے۔“ (احکام و مسائل: ۱۶۸/۲)

مسجد میں سونا درست ہے:

خواہ مرد ہو۔ (صحیح البخاری: ۴۴۰-۴۴۲) یا عورت جو اپنا خیمہ لگا کر

سوئے (جب فتنہ کا ڈرنہ ہو اور کوئی مجبوری ہو) (صحیح البخاری: ۴۳۹)

بعض لوگ مسجد میں سونے سے لوگوں کو منع کرتے ہیں۔ انھیں ایسا نہیں کرنا چاہیے،

کیونکہ مسجد مکہ لائن جگہ نہیں مینقولہ کلنہرد عہضو یلا لا یبہ کہتمہ مسجد مقلت تونا لوزجاہکتہبے افسوس

کہ اس سے منع کیا جاتا ہے۔ مگر مسجد میں شور ڈالنا اور بے ہودہ باتیں کرنا منع ہے، لیکن جب کوئی کسی کو مسجد میں سونے سے منع کرتا ہے تو بے جا باتیں بھی کرتا ہے اور بے جا شور بھی ڈالتا ہے یعنی مسنون فعل (مسجد میں سونے) سے روکتا ہے اور غیر مسنون فعل (مسجد میں شور ڈالنے) کا ارتکاب کر رہا ہے! اللہ تعالیٰ ایسے کم عقل لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

سونے والے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”کان رسول اللہ ﷺ یصلی وأنا راقدة معترضة علی فراشه ...“

”رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اس حال میں کہ میں آپ ﷺ کے بستر

پر (آپ کے سامنے) چوڑائی میں سوئی ہوتی۔“ (صحیح البخاری: ۵۱۲)

امام بخاری نے اس حدیث پر باب باندھا ہے کہ: ”سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنا۔“

قیلولہ کرنا مسنون ہے:

خواہ آدمی سفر میں ہی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں ایک درخت کے

نیچے قیلولہ کیا اور اپنی تلوار درخت کے ساتھ لٹکا دی۔ (صحیح البخاری: ۲۹۱۰)

اگر ایک جماعت نے قیلولہ کرنا ہے ان میں ان کا امیر اور امام بھی ہے تو امام اور

امیر کو الگ سایہ مہیا کرنا چاہیے۔ (صحیح البخاری: ۲۹۱۳)

نماز جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا مسنون ہے:

سیدنا اہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ما كنا نقیل ولا نتغدی فی عهد رسول اللہ إلا بعد الجمعة۔“

”ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صبح کا کھانا اور قیلولہ نماز جمعہ کے بعد ہی

کرتے تھے۔“ (صحیح البخاری: ۹۳۹-۹۴۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کچھ لوگ سو رہے ہوں اور کچھ لوگ جاگتے ہوں تو السلام علیکم آہستہ کہنا چاہیے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ:

”ہم نبی کریم ﷺ کے لیے ان کے حصے کا دودھ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے پس آپ ﷺ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ سوئے ہوئے کو بیدار نہ کرتے اور بیدار کو سنا دیتے۔“ (صحیح مسلم: ۲۰۵۵)

اس حدیث کے تحت حافظ نووی لکھتے ہیں کہ:

”اس میں یہ ادب کہ جب آدمی ایسی جگہ پر جائے جہاں پر کچھ لوگ سو رہے ہوں اور کچھ بیدار ہوں تو آنے والا سلام کہے اور سلام ہلکی اور اونچی آواز کے درمیان میں ہو (یعنی درمیانی آواز میں اتنا اونچی ہو) کہ وہ بیدار لوگوں کو سنا دے اور دوسروں کو پریشان نہ کرے۔“ (شرح مسلم للنووی: ۱۸۴/۲)

اس سے یہ مسئلہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ اگر کچھ لوگ سوئے ہوئے ہیں تو ان کے پاس جاگنے والوں کو اس طرح اونچی آواز میں باتیں نہیں کرنی چاہیے کہ سونے والے بیدار ہو جائیں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔

نیند ناقض وضو ہے:

اس کی دلیل یہ ہے، سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم سفر پر ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم تین دن اور ان کی راتیں موزے نہ اتاریں الا یہ کہ حالت جنابت لاحق ہو جائے، تاہم پاخانہ، پیشاب اور نیند کی وجہ سے اتارنے کی ضرورت نہیں۔

(سنن الترمذی: ۹۶، سنن النسائی: ۱۲۷، اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۹۶)

اور ”امام ابن حبان: ۱۰۹“ (الموارد) نے صحیح اور امام ترمذی نے حسن کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
یہ حدیث اس مسئلہ میں واضح دلیل ہے کہ نیند ناقض وضو ہے کیونکہ نیند کا ذکر

پیشاب اور پاخانہ کے ساتھ ہوا ہے جس طرح ان سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح نیند سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ نیند کا ذکر پیشاب، پاخانہ اور جنابت کے ساتھ ہوا ہے جس طرح ان کو کسی خاص حالت کے خاص نہیں کیا، اسی طرح نیند کو بھی کسی خاص حالت کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جائے گا۔ اور جس طرح ان کے تھوڑا یا زیادہ ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے اسی طرح نیند کے تھوڑا یا زیادہ ہونے میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

(صحیح ابن حبان: )

**فائدہ:** رسول اللہ ﷺ سو بھی جاتے تو آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ یہ آپ کا خاصہ تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

”آپ ﷺ سو گئے آپ نے خراٹے مارے پھر آپ کے پاس مؤذن آیا

آپ نکلے آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔“ (صحیح مسلم: ۷۶۳/۱۷۹۱)

درج ذیل محدثین نے اس کو آپ ﷺ کا خاصہ قرار دیا ہے، مثلاً: امام سفیان (صحیح

مسلم تحت ح: ۷۶۳/۱۷۹۳) امام ابن خزیمہ (صحیح ابن خزیمہ: ۱/۸) امام نووی

(شرح مسلم للنووی: ۱/۱۶۳ درسی)

سونے کی کچھ ممنوع حالتیں:

۱۔ پیٹ کے بل سونا منع ہے۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ”نبی کریم ﷺ

میرے پاس سے گزرے اور میں اپنے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ تو آپ ﷺ نے

مجھے اپنے پاؤں کے ساتھ مارا اور کہا اے جنید! ”إنما هي ضجعة أهل النار۔“

بے شک یہ جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۳۷۲۴، صحیح)

۲۔ ایسی چھت پر سونا منع ہے جس کی باڑنہ ہو۔

۳۔ دھوپ اور سائے میں سونا منع ہے۔ (أبو داود: ۴۸۲۱، صحیحہ الألبانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- ۴۔ خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے لیکن بیوی آنے سے انکار کر دے اور اس کا اسی حالت میں سو جانا منع ہے کہ خاوند اس پر ناراض ہو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)
- ۵۔ دس سال کی عمر کے بچوں کو اکٹھا نہیں سونا چاہیے
- جب بچے دس سال کی عمر کے ہو جائیں گے تو ان کو اکٹھا نہیں سونا چاہیے بلکہ ان کے بسترے الگ کر دینے چاہیے۔ اس میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں، یعنی دو بہنیں جب دس سال کی ہو جائیں تو ان کے بستر الگ کر دیے جائیں، اسی طرح جب دو بھائی دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر بھی الگ کر دینے چاہیے خصوصاً جب سونے والے بھائی اور بہن ہوں۔

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو نماز کی تلقین کرو اور جب دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور نماز میں سستی کریں تو اس پر انھیں مارو اور ان کے درمیان بسترے میں تفریق کر دو۔“

(سنن أبی داؤد: ۴۹۰) امام نووی نے کہا: ”إسناده حسن۔“ (ریاض الصالحین: ح ۳۰۱)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”مرد مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں جمع نہ ہوں اور عورت عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں جمع نہ ہوں۔“ (صحیح مسلم: ۳۳۸)

علامہ مناوی شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں کہ:

”جب تمہاری اولاد دس برس کی عمر کو پہنچ جائے تو ان کے وہ بستر جہاں وہ سوتے ہیں۔ جدا جدا کر دو شہوت کی مصیبتوں سے ڈرتے ہوئے اگرچہ وہ دو

بہنیں ہی ہوں۔“ (کذا فی عون المعبود: ۲/۹۹ ط: دار احیاء التراث)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سوئے ہوئے آدمی کے نیچے آکر کوئی بچہ فوت ہو جائے تو؟

اگر سوئے ہوئے آدمی یا عورت کے نیچے آکر کوئی بچہ فوت ہو جائے تو اس پر قتل خطا کی مثل دیت ہے یا کفارہ ہے۔

اس پر مفصل بحث کے لیے دیکھیں: (فتاویٰ الدین الخالص: ۱۵/۵-۲۷)

دیت اس کا حق ہے جس کا قتل ہوا ہے اگر لینا چاہے تو لے سکتا ہے اگر چھوڑنا چاہے تو

چھوڑ سکتا ہے۔

قتل خطا کی دیت درج ذیل ہے:

سو (۱۰۰) اونٹ ان میں سے چالیس (۴۰) اونٹیاں ایسی ہوں گی جن کے پیٹوں

میں ان کے بچے ہوں گے۔ (یعنی حاملہ ہوں گی)

(ابوداؤد: ۴۵۴۷، سنن النسائی: ۴۷۹۵، صحیح)

یا پھر کفارہ دو مہینے کے روزے رکھنے ہوں گے۔ تفصیل کے مطولات کی طرف

رجوع کریں۔

**تنبیہ:** اگر باپ یا ماں کے نیچے آکر بچہ فوت ہو جائے تو ان پر کوئی قصاص نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”والد سے بچے کے بدلے قصاص نہیں لیا جائے گا۔“ (سنن الترمذی: ۱۴۰۰ و

صحیحہ الالبانی)

نہند کے متفرق مسائل:

۱۔ حائضہ عورت کے ساتھ ایک ہی چادر میں خاوند کا سونا صحیح ہے۔ (صحیح البخاری: ۳۲۲)

۲۔ سونے والا مرفوع القلم ہے۔

۳۔ سویا ہوا جب رات کو بیدار ہو تو قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد اپنے

دونوں ہاتھوں اور چہرے کو دھو کر سوائے۔ (صحیح مسلم: ۴/۳۰۷/۶۹۸)

## خواب کے احکام:

خوابوں کا تعلق نیند سے ہے اس لیے ہم ”خواب کے احکام“ بھی اسی میں بیان کر رہے ہیں۔

اچھا خواب دیکھنے پر مندرجہ ذیل کام کرنے چاہئے۔

۱۔ الحمد للہ کہے۔ ۲۔ آگے بیان کر لے اور اس کو بیان کرے جس سے اس کو محبت ہو۔

(صحیح البخاری: ۲۹۸۵)

برا خواب دیکھنے پر مندرجہ ذیل کام کرنے چاہیے۔

۱۔ اس سے پناہ مانگے۔

۲۔ اس کو آگے بیان نہ کرے اور ایسا خواب اس کو نقصان نہیں دے گا۔ (صحیح

البخاری: ۳۲۹۲)

۳۔ وہ اپنی بائیں جانب تین بار تھو کے۔

۴۔ اور تین بار اعمو ذبا للہ پڑھے۔

۵۔ اور پہلو بدل لے۔ (صحیح مسلم: ۲۲۶۲)

۶۔ برا خواب دیکھنے پر کھڑا ہو کر (نفلی) نماز پڑھے۔ (صحیح مسلم: ۲۲۶۳)

## اونگھ کے احکام:

اونگھ نیند کی بہن ہے اس کے نیند سے ذرا مختلف احکام ہیں اس لیے ہم اس کے

الگ طور پر احکام اسی میں بیان کر رہے ہیں۔

اگر نماز پڑھتے ہوئے اونگھ آجائے تو؟

نماز پڑھنی چھوڑ دے پھر بعد میں جب اونگھ چلی جائے تو پڑھ لے۔ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



”إذا نعت أحدكم وهو يصلي فليرقد حتى يذهب عنه النوم فان احدكم اذا صلى وهو ناعس لعله يستغفر فيسب نفسه۔“  
 ”جب کسی کو اونگھ آئے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو اس کو سو جانا چاہیے یہاں تک کہ اس کی نیند ختم ہو جائے بے شک جب کوئی اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھ رہا ہو وہ نہیں جانتا کہ بخشش طلب کر رہا ہے یا وہ اپنے آپ کو گالیاں دے رہا ہے۔“

(صحیح البخاری: ۲۱۲)

ایک حدیث میں ہے کہ جب نماز میں اونگھ آئے تو وہ سو جائے یہاں تک کہ وہ جان لے وہ کیا پڑھ رہا ہے؟ (صحیح البخاری: ۲۱۳)  
 معلوم ہوا کہ اونگھ کی حالت میں نماز پڑھنی جائز نہیں لیکن اگر جماعت کے ساتھ ہے تو نماز میں جس کو اونگھ آجائے تو ساتھ والے نمازی کو چاہیے کہ وہ اس کو جگا دے۔  
 (صحیح مسلم: ۱۷۹۲/۱۷۲۳)

جمعہ کا خطبہ سنتے ہوئے اگر اونگھ آجائے تو:

اس کو اپنی جگہ تبدیل کر لینی چاہیے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 ”إذا نعت أحدكم يوم الجمعة في مجلسه فليتحول من مجلسه ذلك۔“

جب تم میں سے کسی کو جمعہ کے دن اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے اونگھ آجائے تو اسے چاہئے کہ اپنی اس جگہ سے پھر جائے۔ (یعنی وہاں سے اٹھ کر کسی دوسری جگہ بیٹھ جائے)  
 (سنن أبي داؤد: ۱۱۹، مسند أحمد: ۲۲/۲ اس کو امام ترمذی (۵۲۶) نے حسن صحیح اور ابن حزمیہ (۱۶۰۱۳: ج ۱۸۱۹) نے صحیح کہا ہے۔)

اونگھ ناقض وضو نہیں ہے:

اونگھ کی تعریف: ”غنودگی (نیند سے کم درجہ) ابتدائی نیند۔“ (القاموس الوحید: ص ۱۶۷۲)  
 محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام نووی فرماتے ہیں کہ:

”اونگھ عقل پر غلبہ نہیں پاتی بلکہ اونگھ کے دوران حواس میں صرف معمولی سا فتور آجاتا ہے۔ لہذا وہ ساقط نہیں ہوتے۔“

(شرح النووی علی صحیح مسلم: ۱۶۳/۱ درسی)

جو ہم نے کہا ہے کہ اونگھ ناقض وضو نہیں ہے اس کی دلائل یہ ہیں۔

۱۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إذا نعت أحدكم يوم الجمعة في مجلسه فليتحول من مجلسه ذلك۔“

”جب تم میں سے کسی کو جمعہ کے دن اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے اونگھ آجائے تو اسے چاہیے کہ اپنی اس جگہ سے پھر جائے۔“ (یعنی وہاں سے اٹھ کر کسی دوسری جگہ بیٹھ جائے)

(سنن أبي داود: ۱۱۹، مسند أحمد: ۲۲/۲ اس کو امام ترمذی (۵۲۶) نے حسن صحیح اور ابن خزیمہ (۱۶۰/۳ ح: ۱۸۱۹) نے صحیح کہا ہے۔)

امام ابن خزیمہ نے اس حدیث پر باب باندھا ہے: ”باب استحباب تحول الناعس يوم الجمعة عن موضعه إلى غيره، والدليل على أن النعاس ليس باستحقات نوم ولا موجب وضوء۔“ اونگھنے والے کا جمعہ کے دن (خطبہ سنتے ہوئے) اپنی جگہ سے دوسری جگہ کی طرف پھرنا مستحب ہے اور اس کی بھی دلیل ہے کہ اونگھ نیند کی مستحق نہیں ہے اور نہ ہی (اونگھ) وضو کو واجب کرنے والی ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۱۵۹/۳)

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إذا نعت أحدكم وهو يصلي فليرقد حتى يذهب عنه النوم فإن أحدكم إذا صلى وهو ناعس لعله يستغفر فيسب نفسه.

”جب کسی کو اونگھ آئے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو اس کو سوجانا چاہیے یہاں تک کہ محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ کی

اس کی نیند ختم ہو جائے بے شک جب کوئی اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھ رہا ہو وہ نہیں جانتا کہ بخشش طلب کر رہا ہے یا وہ اپنے آپ کو گالیاں دے رہا ہے۔

(صحیح البخاری: ۲۱۲)

اس حدیث پر امام بخاری نے باب باندھا ہے: ”باب الوضوء من النوم ومن لم یر من النعسة والنعستین أو الخفة وضوء أ۔“ نیند سے وضو کرنے کا بیان اور جس شخص نے خیال کیا ہے کہ ایک یا دو بار اونگھنے یا نیند کی وجہ سر جھکنے سے وضو لازم نہیں آتا۔

امام نسائی اس حدیث کو نواقض وضو کے بیان میں لائے ہیں اور انھوں نے اس پر

باب باندھا ہے: ”باب النعاس۔“ اونگھ کا بیان۔ (سنن النسائی: ۱/۲۲)

علامہ سندھی اس کے تحت لکھتے ہیں کہ:

”مصنف (امام نسائی) نے اس سے دلیل پکڑی ہے کہ اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔“

(حاشیة السندھی علی النسائی: ۱/۱۰۰)

۳۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز تہجد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھ رہا تھا: ”فجعلت إذا اغفیت يأخذ بشحمة أذنیہ۔“ جب میں اونگھتا تو

آپ میرے کان کی لو پکڑ لیتے۔“ (صحیح مسلم: ۷۶۳/۱۷۹۲)

۴۔ سیدنا انس سے روایت ہے کہ: ”عہد رسالت میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نماز عشاء کا (اس قدر) انتظار کرتے کہ (غلبہ نیند کے باعث) ان کے سر جھکنے لگتے، پھر وہ نماز پڑھتے اور (نیا) وضو نہیں کرتے تھے۔“

(سنن أبي داود: ۲۰۰ قال ابن حجر: ”إسناده صحيح۔“ (فتح الباری: ۱/۴۱۵) اس کی اصل (صحیح مسلم: ۳۶) میں ہے۔)

اس حدیث میں الفاظ ہیں: ”حتی تخفق رؤوسهم“ خفق کے معنی ہیں: ”ہلنا

حرکت میں آنا۔“ (القاموس الوحید: ص ۴۶۰)

اس حدیث کو محدثین نے اونگھ بر محمول کیا ہے۔ (فتح الباری: ۱/۴۱۵) محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لیکن امام ابن حبان نے اس کو منسوخ کہا ہے۔ (صحیح ابن حبان: )  
 امام بخاری نے وضاحت کی ہے کہ جس آدمی کی حالت (نہق) (اونگھ کی وجہ سے  
 سر جھکنا) کی ہو، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ (صحیح البخاری: قبل ح ۲۱۲)  
 اور مذکورہ حدیث میں بھی (تحقق) کے الفاظ ہیں۔ فافہم!  
 ساحتہ الشیخ ابن باز فرماتے ہیں کہ:  
 ”باقی رہی اونگھ تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ اونگھ کی صورت میں شعور ختم نہیں ہوتا۔“  
 (مقالات و فتاویٰ مترجم اردو: ص ۲۰۵)  
 خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا یہی موقف امام بخاری، امام ابن خزمیہ  
 اور امام نسائی وغیرہم کا ہے۔ کما تقدم

## وقت کے احکام

اذان اور نماز کے درمیانی وقت کے احکام:

۱۔ اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یرد الدعاء بین الأذان والإقامة.

”اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔“

(ابوداؤد: ۵۲۱، ترمذی: ۲۱۲، وهو صحیح)

چنانچہ اس وقت باتیں کرنے کی بجائے دعا کرنی چاہیے کیونکہ یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

۲۔ اذان اور اقامت کے درمیان کتنا وقت ہونا چاہیے؟

اس کی تعیین میں کوئی صحیح مرفوع متصل حدیث تو نہیں ملی مگر امام شعبہ فرماتے ہیں کہ:

”اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑا سا وقت ہونا چاہیے۔“

(بخاری: بعدح ۶۲۵ تعلیقا بالحزم)

یہ بات یاد رہے کہ اذان سے تو نماز کے وقت کی اطلاع دینا مقصود ہے اب اذان

اور اقامت کے درمیان اتنا وقت تو ہونا چاہیے جس میں اذان سن کر لوگ اپنے اپنے گھروں

سے آسکیں، کسی کو ضرورت ہو تو اس نے استنجا بھی کرنا ہے، اسی طرح وضو بھی کرنا ہے، نماز

سے پہلے کی دو، چار رکعتیں بھی پڑھنی ہیں، اور اگر کوئی دعا بھی کرنا چاہے تو وہ بھی کر سکے

۔ اتنا وقت تو ہونا چاہیے کہ جس میں مذکورہ کام ممکن ہو سکیں۔ اگر مقتدی جلدی آگئے ہیں تو

امام کو جماعت جلدی کروا دینی چاہیے۔ اتنا زیادہ وقت بھی نہیں ہونا چاہیے کہ جس سے نماز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کا اول وقت ہی فوت جائے۔

**تنبیہ:** وہ حدیث جس میں آتا ہے کہ: ”اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فاصلہ کرو جتنے

میں کوئی کھانے والا اپنے کھانے سے فارغ ہو سکے۔“

(ترمذی: ۱۹۵، یہ ضعیف ہے۔ دیکھئے: فتح الباری: ۱۳۶/۲)

۳۔ صبح کی اذان اور پہلی اذان کے درمیان کتنا وقت ہونا چاہیے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ

عنہا فرماتی ہیں کہ: ”دونوں اذانوں کا درمیانی وقت اتنا تھا کہ ایک (مؤذن) نیچے

اترتا تو دوسرا (اذان کے) لیے چڑھتا۔“ (صحیح البخاری: ۱۹۱۸)

استاذ محترم حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”یہ رات والی اذان فجر کی اذان سے پہلے کہی جاتی تھی۔ منٹوں، گھنٹوں میں

اس وقفے کی تعیین کہیں وارد نہیں ہوئی۔“ (احکام و مسائل: ۱/۱۷۱)

سحری اور اذان کے درمیان کتنا وقت ہونا چاہیے؟

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ اذان اور سحری کے درمیان کتنا

وقت تھا؟ تو انھوں نے جواب دیا: ”پچاس آیات پڑھنے کی مقدار کے برابر۔“

(صحیح البخاری: ۱۹۲۱)

یا ساٹھ آیات کی مقدار کے برابر۔ (صحیح البخاری: ۵۷۵)

سحری کا وقت:

سحری کا آخری وقت صبح صادق کے خوب نمایاں ہو جانے سے ہوتا ہے۔

(صحیح البخاری: ۱۹۱۶، صحیح مسلم: ۱۰۹۰)

نمازوں کے اوقات کے احکام:

اس میں دو بحثیں ہیں

۱۔ **فصل حکم بذاتہ سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ**  
**شرعی نمازوں کے اوقات**

۲۔ نقلی نمازوں کے اوقات

فرضی نمازوں کے اوقات:

نماز فجر:

اس کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔ (مسلم: ۶۱۲)

امام ابن المذر فرماتے ہیں کہ:

”اجماع ہے کہ نماز فجر کا وقت طلوع فجر (صبح صادق) ہے۔“

(کتاب الاجماع: رقم ۳۶)

نماز فجر اس وقت پڑھنی چاہیے جب فجر (صبح صادق) پھوٹی ہے اور آدمی اپنے

ساتھ والے کو نہ پہچان سکے۔ (مسلم: ۴۱۶)

یہ نماز اندھیرے میں پڑھنی چاہیے۔ (بخاری: ۵۶۰، مسلم: ۶۴۶)

”رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ایک مرتبہ اندھیرے میں پڑھی پھر دوسری مرتبہ روشن

کر کے پڑھی پھر وفات تک آپ کی نماز اندھیرے میں ہی رہی آپ نے دوبارہ کبھی اسے

روشن کر کے نہ پڑھا۔“ (ابوداؤد: ۳۹۴، صحیح ابن خزیمہ: ۳۵۲)

جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے اگر ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی۔

(بخاری: ۵۷۹، مسلم: ۶۰۸، اسنادہ حسن)

نماز فجر کا آخری وقت یہ ہے کہ یہ نماز روشن کر کے پڑھی جائے۔ (مسلم: ۶۱۳)

ویسے تو یہ نماز طلوع آفتاب تک پڑھنی جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اول وقت

پڑھی جائے۔

نماز ظہر:

اس کا وقت سورج ڈھلنے شروع ہوتا ہے اور ایک مثل تک رہتا ہے۔ (مسلم: ۶۱۳)

اس بات پر اجماع ہے کہ ظہر کا وقت زوال کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے۔

(الافصاح لابن ہبیرہ: ۷۲/۱)

گرمیوں میں ذرا دیر سے ٹھنڈی کر کے پڑھنی چاہیے۔ (بخاری: ۵۳۶، مسلم: ۶۱۵)

اس کو اچھی طرح ٹھنڈی کر کے پڑھنا اس کا آخری وقت ہے۔ (مسلم: ۶۱۳)

ویسے تو یہ نماز ایک مثل تک پڑھنی جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اول وقت پڑھی جائے۔

### زوال کا وقت یا مثل اول معلوم کرنے کا طریقہ:

استاذ محترم حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”زوال کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی روز سورج طلوع ہونے سے تھوڑی دیر بعد تقریباً ایک فٹ زمین یا مکان کی سطح لیبل کے ساتھ ہموار کر لیں پھر تین چار انچ پر کار کھول کر اس سطح پر ایک دائرہ بنا لیں اس کے بعد دائرہ کے قطب (مرکزی نقطہ) پر تین انچ لمبا ایک دو سوتر موٹا سریہ یا اس کے مساوی لکڑی گاڑ دیں، بایں طور کہ وہ شاکول (سائل) کے ساتھ سیدھے ہوں شروع شروع میں اس سریے یا لکڑی کا سایہ بطرف مغرب دائرہ سے باہر ہو گا، جب وہ سایہ سمٹتے سمٹتے دائرہ کی لکیر پر ٹھیک برابر ہو جائے تو وہاں (مدخل ظل در دائرہ) پر نشان لگا لیں پھر سایہ کی دائرہ سے بجانب مشرق نکلنے کا انتظار کریں جب سایہ بڑھتے بڑھتے دائرہ کی لکیر پر پہنچے، تو وہاں بھی (مخرج ظل از دائرہ) پر نشان لگا دیں اس کے بعد جنوباً و شمالاً ایک خط کھینچیں بایں طور کہ وہ شمالی محیط دائرہ سے شروع ہو کر مدخل اور مخرج کے عین وسط والے نقطہ سے گزرتا ہوا مرکز دائرہ کے نقطہ پر ہوتا ہوا دوسری جانب والے محیط جنوبی پر ختم ہو اور دائرہ کی تنصیف کر دے یہ خط خط نصف النہار کہلاتا ہے۔ یہ عمل ایک دن



اب دوسرے دن ساڑھے گیارہ بجے کے قریب اس دائرہ کے پاس بیٹھ جائیں جب دائرہ کے مرکز میں نصب شدہ سریے یا لکڑی کا سایہ خطِ نصف النہار پر پہنچ جائے تو سایہ کے آخری سریے پر خطِ نصف النہار میں نشان لگا دیں۔ یہ وقت وقتِ زوال ہے اور خطِ نصف النہار میں نشان سے لے کر سریے یا لکڑی کی جڑ تک یا مرکز دائرہ تک سایہ فٹے زوال کی پیمائش کر لیں اب سایہ جو نبی خطِ نصف النہار سے بجانب مشرق بڑھنا شروع ہو گا، ظہر کا وقت شروع ہو جائے گا اور بڑھتے بڑھتے جب سایہ سریے یا لکڑی کی پیمائش جمع فٹے زوال کی پیمائش کے برابر ہو جائے گا تو ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جائے گا اور اس وقت سایہ ایک مثل ہو گا کیونکہ ایک مثل فٹے زوال کو نکال کر ہے۔“

(احکام و مسائل: ۱۱۷/۱)

یا کسی کھلی اور ہموار زمین میں زوال سے پہلے ایک لکڑی گاڑ دی جائے اس لکڑی کا سایہ آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ زوال کا وقت کم سے کم رہ جائے گا اس سائے کو ماپ لیا جائے جب یہ سایہ بڑھنا شروع ہو تو وہ اس بات کی علامت ہے کہ زوال ہو گیا ہے پھر جب یہ سایہ اس قدر بڑھ جائے کہ لکڑی کے برابر ہو جائے (زوال کے وقت لکڑی کا ماپا ہوا سایہ اس سے وضع کرنے کے بعد) تو ایک مثل وقت ہو جائے گا اور جب دو گنا ہو جائے تو دو مثل ہو جائے گا۔ (فقہ السنۃ: ۱۱۵/۱)

**تنبیہ:** زوال کا سایہ مثل میں شمار نہیں ہو گا۔ یہی بات امام ابن تیمیہ کے فتاویٰ (۷۴/۲۲) فقہ حنفی کی کتاب الہدایہ (۴/۱) فقہ شافعی کی المجموع (۸۱/۳) فقہ حنبلی کی الروض المربع (۴۲/۱) وغیرہ میں موجود ہے، الغرض یہ بات اتفاقی ہے کہ زوال کا سایہ نکال کر مثل پیمائش ہوگی۔ کذا فی!

(آپ کے مسائل اور ان کا حل للشیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ: ۱۱۳/۳-۱۱۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نماز عصر:

اس کا وقت ایک مثل سے شروع ہوتا ہے

(الترمذی: ۱۴۹، وقال: حدیث ابن عباس حدیث حسن، اس کی سند حسن ہے، اسے ابن خزیمہ (ح ۳۵۲)، ابن حبان (ح ۲۷۹)، ابن الجارود (ح ۱۴۹)، الحاکم (۱/۱۹۳)، ابن عبد البر، ابوبکر بن العربی، النووی وغیرہم نے صحیح کہا ہے۔“ (نبیل المقصود فی التعلیق علی سنن ابی داؤد: ح ۳۹۳) امام بغوی اور نیوی حنفی نے حسن کہا ہے۔ (آثار السنن ص ۸۹ ح ۱۹۴) کذا فی (هدیة المسلمین: ص ۲۵)

اور سورج کے زرد ہونے تک رہتا ہے۔ (مسلم: ۶۱۲)

اس کا آخری وقت دو مثل تک ہے۔ (صحیح الترمذی: ۱۲۷، ۱۲۸)

ویسے تو یہ نماز سورج کے زرد ہونے تک پڑھنی جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اس کو اول وقت پڑھا جائے۔

جس نے نماز عصر کی ایک رکعت پالی اس نے مکمل نماز پالی۔

(بخاری: ۵۷۹، مسلم: ۶۰۸)

نماز مغرب:

اس کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔ (بخاری: ۵۶۱، مسلم: ۶۳۶)

اور شفق کے غائب ہونے تک رہتا ہے۔ (مسلم: ۶۱۲)

نماز عشاء:

شفق غائب ہوتے نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (مسلم: ۶۱۳)

اور آدھی رات تک رہتا ہے۔ (مسلم: ۶۱۲)

اس نماز کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء کو تاخیر سے

پڑھنا پسند فرماتے تھے۔ (بخاری: ۵۷۹، مسلم: ۵۷۹) پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## اول وقت نماز کی فضیلت:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اول وقت پر نماز پڑھنا۔“  
(صحیح ابن خزیمہ: ۳۲۷، صحیح ابن حبان: ۲۸۰۔الموارد اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے  
المستدرک: ۱/۱۸۸، ۱۸۹ ح ۶۷۵)

تاخیر سے نماز پڑھنا منافق کا عمل ہے۔ (مسلم: ۶۲۲)  
یاد رہے کہ تمام نمازوں کو اول وقت پڑھنا افضل ہے لیکن نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔  
نماز جمعہ:

اس کا وقت یہ کہ جب سورج ڈھل جائے تو اس وقت یہ نماز پڑھی جائے۔  
(بخاری: ۹۰۴)  
اس کو سردیوں میں جلد اور سخت گرمی میں دیر سے پڑھنا چاہیے۔ (بخاری: ۹۰۶)  
نماز عیدین:

ان کا وقت چاشت کا وقت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عید الفطر کے دن نماز کے لیے گئے۔

امام نے نماز میں تاخیر کر دی تو وہ فرمانے لگے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم اس وقت نماز سے فارغ ہو چکے ہوتے

تھے، راوی کہتا ہے کہ یہ چاشت کا وقت تھا۔“

(ابوداؤد: ۱۱۳۵ سے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے)

## فوت شدہ نماز کا وقت:

جو شخص نماز پڑھنی بھول جائے (یا سویا رہے) پس اس کا کفارہ یہ ہے جس وقت

اسے یاد آئے (یا بیدار ہو) تو اس فوت شدہ نماز کو پڑھ لے۔ (بخاری: ۵۹۷، مسلم: ۶۸۴)  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## نقلی نمازوں کے اوقات:

نماز استسقاء کا وقت:

اس کا وقت یہ ہے کہ سورج نکلنے ہی اس کو ادا کیا جائے۔

(ابو داؤد: ۱۱۷۳ اسے حاکم (المستدرک: ۲۶۸/۱) ابن حبان (ح: ۶۰۴) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔)

**فائدہ:** نماز استسقاء اس وقت پڑھی جاتی ہے جب قحط سالی ہو مینہ نہ برسے تو اللہ تعالیٰ

سے بارش طلب کرنے کے لیے یہ نماز (جس کا خاص طریقہ ہے) پڑھی جاتی ہے۔

نماز اشراق:

وہ نماز جو طلوع آفتاب کے بعد ادا کی جاتی ہے اور یہی اس کا وقت ہے۔

نماز چاشت:

اس وقت یہ نماز پڑھی جائے جب شدت گرمی کی وجہ سے اونٹنی کے بچوں کے

پاؤں جلنے لگیں۔ (مسلم: ۷۴۸)

یاد رہے نماز چاشت اور نماز اوایین ایک ہی ہیں۔

نماز وتر:

رات کے تمام حصوں میں نماز وتر پڑھنی مسنون ہے، اسی کا آخری وقت سحری تک ہے۔

(بخاری: ۹۹۶، مسلم: ۷۴۵)

اس کا وقت نماز عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے۔

(ابو داؤد: ۱۴۱۸، صحیحہ الالبانی، الصحیحہ: ۱۰۸)

امام ابن المنذر فرماتے ہیں کہ:

”اجماع ہے کہ عشاء اور طلوع فجر کے درمیان کا سارا وقت وتر کا وقت ہے۔“

(کتاب الاجماع: رقم ۷۶)

رات کی آخری نماز وتر ہونی چاہیے۔ (بخاری: ۹۹۸، مسلم: ۷۵۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جس کو یہ خدشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں ہی (یعنی نماز عشاء کے بعد) وتر پڑھ لے اور جسے یہ توقع ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں بیدار ہو جائے گا تو اسے چاہیے کہ رات کے آخری حصے میں ہی وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (مسلم: ۷۵۰)

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو وتر سونے سے پہلے پڑھنے کی وصیت کی تھی۔ (بخاری: ۱۹۸۱، مسلم: ۷۲۱)

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنی منع ہے:

تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنی منع ہے۔

۱۔ جب سورج طلوع ہو رہا ہو حتیٰ کہ وہ بلند ہو جائے۔

۲۔ جب سورج نصف آسمان پر ہو حتیٰ کہ وہ ڈھل جائے۔

۳۔ جب سورج غروب ہونا شروع ہو جائے۔ (مسلم: ۸۳۱)

**فائدہ:** انہیں تین وقتوں میں مردوں کی تدفین بھی منع ہے۔ (مسلم: ۸۳۱)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

”صبح کی نماز (کی ادائیگی) کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی (دوسری) نماز

(جائز) نہیں اور نماز عصر (کی ادائیگی) کے بعد غروب آفتاب تک کوئی دوسری

نماز جائز نہیں۔“ (بخاری: ۵۸۶، مسلم: ۸۲۷)

یاد رہے صبح کی نماز کے بعد دو رکعت کا پڑھنا جائز ہے اگر آدمی پہلے نہ پڑھ سکا ہو۔

(ترمذی: ۴۲۲، ابوداؤد: ۱۲۶۷، اس کو ترمذی نے اور ابن خزیمہ (۶۱۱۱) نے صحیح کہا ہے)

اسی طرح نماز عصر کی ادائیگی کے بعد جو نماز پڑھنا منع ہے وہ سورج کے بلند ہونے

کی صورت میں جائز ہے۔ (ابوداؤد: ۱۲۷۴ صحیحہ الالبانی)

یعنی سورج کے بلند ہونے تک کوئی نماز مثلاً دو نفل، نماز جنازہ، فوج شہید یا بھولی

ہوئی نماز پڑھنا درست ہے۔ لیکن جب سورج غروب ہو رہا ہو اس وقت جائز نہیں ہے۔  
جمعہ کے دن ممنوعہ اوقات میں سے نصف النہار کے وقت نماز پڑھنا درست ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص جمعہ کو نہائے اور جس قدر پاکی حاصل ہو سکے کرے پھر تیل یا اپنے  
گھر سے خوشبو لگائے اور مسجد کو جائے دو آدمیوں کے درمیان راستہ نہ بنائے  
پھر جو اس کے مقدر میں نماز ہے پڑھے، پھر دوران خطبہ خاموش رہے تو اس  
کے گزشتہ جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“

(بخاری: ۸۸۳، نیز دیکھیں: مسلم: ۸۵۷)

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں کہ:

”جمعہ کے دن زوال کے وقت (نصف النہار) نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے... اور  
وہ ہمارے شیخ ابن تیمیہ کا بھی موقف ہے۔“ (زاد المعاد: ۱/۳۷۸)

حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”یہاں نماز سے مانع نصف النہار کو نہیں بلکہ امام کے نکلنے کو نماز سے مانع قرار  
دیا گیا ہے۔ تو معلوم ہوا نصف النہار کے وقت جمعہ کے دن نماز پڑھنی مکروہ  
نہیں ہے۔“ (احکام و مسائل: ۲/۲۸۴)

نیز لکھتے ہیں:

”جمعہ کے روز بھی زوال ہوتا ہے، البتہ جمعہ کے روز جمعہ پڑھنے والے جس  
وقت بھی مسجد میں پہنچیں۔ اس وقت سے لے کر خطبہ شروع ہونے تک جتنی  
ان کے مقدر میں پڑھ سکتے ہیں۔“ (احکام و مسائل: ۲/۳۳۹)

بیت اللہ میں ممنوعہ اوقات میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے:

”اے عبدمناف کی اولاد! بیت اللہ کا طواف کرنے والے کسی شخص کو منع نہ کرو اور نہ کسی نماز پڑھنے والے کو (نماز پڑھنے سے) خواہ وہ شب و روز کی کسی گھڑی میں یہ کام کرے۔“

(ابوداؤد: ۱۸۹۴، اس کو امام ترمذی (۸۶۸) اور ابن حبان (الاحسان: ۴۶۱۳، ح: ۱۵۵۰) نے صحیح کہا ہے۔)

یہی موقف علامہ محمد عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ (تحفة الاحوزی: ۲/۹۵) شیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”عبدمناف کی اولاد کو مخاطب اس لیے کیا ہے کہ یہ اس وقت کعبہ کے متولی تھے۔ (صلیٰ آیۃ ساعۃ شاء) یہ الفاظ ممنوعہ تین اوقات میں بھی نماز پڑھنے کی اجازت پر دلالت کرتے ہیں جن احادیث میں ممانعت ہے یہ حدیث اس عام حکم کو بیت اللہ کی وجہ سے خاص کر دیتی ہے کہ بیت اللہ میں یہ ممانعت نہیں۔“ (اتحاف الکرام شرح بلوغ المرام: ۱/۱۳۲ اردو)

تین اوقات میں گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا منع ہے:

۱۔ نماز فجر سے پہلے۔

۲۔ ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو۔

۳۔ اور عشاء کی نماز کے بعد۔ (النور: ۵۸)

وجہ یہ ہے کہ: ”یہ تینوں وقت تمہاری خلوت اور پردہ کے ہیں۔“ (النور: ۵۸)

سبحان اللہ کتنا پیارا اسلام ہے مگر افسوس کہ مسلمان اس کی روشن تعلیمات پر عمل پھر بھی نہیں کرتے۔ مذکورہ اصول پر عمل انتہائی ضروری ہے ورنہ حیاء کا جنازہ نکل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

**نوٹ:** شام کے وقت کے احکام اور اس کے اذکار کے لیے دیکھیں۔ ”رات کے احکام“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## دن کے احکام

### اذان کے احکام:

اذان کہنا واجب ہے۔ (مسلم: ۱۵۳۴/۶۷۴) اذان کھڑے ہو کر کہنا فرض ہے۔

(بخاری: ۵۰۴، مسلم: ۸۷۳)

مؤذن حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح کے وقت اپنے دائیں اور بائیں

پھیرے گا۔ (مسلم: ۵۰۳)

اذان دوہرنی اور اقامت اکہری کہنی چاہیے۔ (بخاری: ۶۰۳، مسلم: ۳۷۸)

مگر قد قامت الصلاة کو دو بار کہنا چاہیے۔ (بخاری: ۶۰۵، مسلم: ۳۷۸)

ایک مسجد کے دو مؤذن مسنون ہیں۔ (بخاری: ۶۲۲، مسلم: ۳۸۰)

نا بیٹا بھی اذان دے سکتا ہے۔ (مسلم: ۳۸۱)

مؤذن ایسا بنانا چاہئے جو اذان پر اجرت کا مطالبہ نہ کرے۔

(ابو داؤد: ۵۳۱، إسناده صحیح)

اذان کے بعد تھویب (دوبارہ نماز کا اعلان کرنا) سیدنا ابن عمر کے نزدیک بدعت

ہے۔ (ابو داؤد: ۵۳۸، حسن)

جس جگہ سے اذان کی آواز آ رہی ہو وہاں پر حملہ نہیں کرنا چاہیے۔ (مسلم: ۳۸۲)

جب شیطان اذان سنتا ہے تو وہ مقام روح پر چلا جاتا ہے۔ (مسلم: ۳۸۸)

وہ گونہ مارتا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اذان کی آواز نہیں سنتا۔ (مسلم: ۳۸۹)

محکم دلائل سے مزین و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



اذان کا جواب دینا ضروری ہے جیسے مؤذن کہے ویسے ہی سننے والے کو کہنا چاہیے۔

(بخاری: ۶۱۱، مسلم: ۳۸۳)

حي على الصلاة اور حي على الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوة  
إلا بالله کہنا چاہیے۔ (مسلم: ۳۸۵)

اذان کے مکمل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا چاہیے۔

(مسلم: ۳۸۴)

اور أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمدا عبده  
ورسوله رضيت بالله ربا وبمحمد رسولا وبالإسلام ديناً پڑھنا چاہیے۔

(مسلم: ۳۸۶)

اور اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة ات محمد الوسيلة  
والفضيلة وابعثه مقام محمود الذي وعدته پڑھنی چاہیے۔ (بخاری: ۶۱۴)

مغرب کی اذان کے وقت یہ کہنا چاہیے۔ (اللهم ان هذا اقبال ليلك ، و ادبار  
نهارك، وأصوات دعائك، فاغفر لي۔ (ابو داؤد: ۵۳۰، حسن)  
اذان کے بعد مسجد سے نکلتا درست نہیں۔ (مسلم: ۶۵۵)

### امامت کون کروائے؟

قوم کی وہ شخص امامت کروائے جو قرآن کریم کا بڑا اور پرانا قاری ہو۔ اگر وہ  
قرات میں برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو ہجرت کرنے میں اول ہو۔ اگر ہجرت  
میں برابر ہوں تو بڑی عمر والا امامت کروائے۔ (بخاری: ۶۳۱، ۶۹۲، مسلم: ۶۷۲، ۶۷۴)

نا بینا بھی امامت کروا سکتا ہے۔ (ابو داؤد: ۵۹۵، صحیح)

جو شخص کسی قوم کو ملنے کے لیے جائے تو ان کی امامت نہ کرائے بلکہ ان ہی میں  
سے کوئی شخص امامت کروائے۔ (ابو داؤد: ۵۹۶، حسن)

عورت عورتوں کو جماعت کروا سکتی ہے۔ (ابو داؤد: ۵۹۱، اسنادہ حسن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## امام کی ذمہ داری:

امام کو سنت کے مطابق نماز پڑھانی چاہئے۔ (بخاری: ۶۷۷)  
امام کو لوگوں کی طرف منہ کر کے صفیں درست کروانی چاہیے۔

(بخاری: ۷۱۸، ۷۱۷، مسلم: ۴۳۴، ۴۳۶)

اگر امام کھانا کھا رہا ہو اسے نماز کی اطلاع دی جائے، تو وہ کھانا چھوڑ کر نماز پڑھائے۔

(بخاری: ۶۷۵، مسلم: ۳۷۵)

اگر امام گھر میں کسی کام میں مصروف ہو تو نماز کے لیے اسے گھر سے نکل جانا چاہیے۔

(بخاری: ۶۷۶)

جب امام قوم کی زیارت کے لیے آئے تو ان کے گھر میں نفلی نماز کی امامت کروائے۔

(بخاری: ۶۸۲، مسلم: ۲۶۳)

## امام کی مختلف حالتوں کا بیان:

اگر امام موجود نہیں تو مؤذن کسی علم و فضل والے کو جماعت کروانے کا کہے۔

(بخاری: ۶۸۴، مسلم: ۴۲۱)

اگر مقرر امام جماعت کی حالت میں آیا تو قائم مقام امام پیچھے ہٹ سکتا ہے۔

(بخاری: ۶۸۴، مسلم: ۴۲۱)

۱ وہ پیچھے نہ بھی ہٹے تو بھی جائز ہے۔ (مسلم)

اگر امام بیمار ہو تو کسی علم و فضل والے آدمی کو امام مقرر کر دے۔

(بخاری: ۶۷۸، مسلم: ۴۳۰)

خواہ بعض لوگ کسی اور کا مشورہ دیں لیکن وہ اپنی مرضی کرے۔

(بخاری: ۶۶۹، مسلم: ۴۱۸)

اگر جماعت ہونے کی حالت میں اصلی امام کچھ افاقہ محسوس کرے اور وہ مسجد میں

آجائے تو اسکو امام کی باتیں طرف بیٹھا دینا چاہیے تاکہ امامت کا فریضہ اصلی امام ادا کرے

مسلم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور قائم مقام امام اصلی امام کی اقتدا کرے اور لوگ قائم مقام امام کی اقتدا کریں۔

(بخاری: ۶۸۳، مسلم: ۴۱۸)

امام فرضی نمازیں پڑھائے گا مثلاً نماز فجر۔ (بخاری: ۷۷۴، مسلم: ۴۵۵) ظہر،

عصر۔ (بخاری: ۷۵۹، مسلم: ۴۵۱) مغرب (بخاری: ۷۶۳، مسلم: ۵۶۲) عشاء۔

(بخاری: ۷۶۷، مسلم: ۴۶۴)

اور نفلوں کی جماعت بھی کرائے گا، مثلاً نماز تراویح (بخاری: ۸۵۹، ۱۱۲۹) نماز

استسقاء (بخاری: ۱۰۱۸، مسلم: ۷۹۷) نماز کسوف۔ (بخاری: ۱۰۴۴، مسلم: ۹۰۱)

یاد رہے کہ متفعل امام کے پیچھے مفترض کی نماز کی نماز درست ہے۔

(بخاری: ۷۰۱، مسلم: ۴۶۵)

جب نمازی دو ہوں تو مقتدی امام کے برابر دائیں طرف کھڑا ہوگا۔

(بخاری: ۶۹۷، مسلم: ۷۶۳)

جب دو سے زیادہ ہوں تو امام اگلی صف میں کھڑا ہوگا۔ (بخاری: ۳۰۱۰، مسلم: ۳۰۱۰)

مرد عورتوں کی امامت کروا سکتا ہے۔ (بخاری: ۷۲۷، مسلم: ۶۵۸)

منفرد دوران نماز امام بن سکتا ہے مثلاً کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو کوئی دوسرا آ کر اس

کے دائیں طرف کھڑا ہو جائے تو وہ اس صورت میں جماعت کروا سکتے ہیں۔

(بخاری: ۷۳۱، مسلم: ۷۸۱)

اگر امام کے ساتھ ایک مرد ایک عورت ہے تو مرد امام کی دائیں طرف اور عورت

پیچھے اکیلی کھڑی ہوگی۔ (مسلم: ۶۶۰)

امام نماز ہلکی پڑھائے، امام کو نماز زیادہ لمبی نہیں کروانی چاہیے کیونکہ مقتدیوں میں

سے بعض بوڑھے، بیمار اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔ (بخاری: ۷۰۱، مسلم: ۴۶۵)

امام اگر نماز زیادہ لمبی کرائے تو مقتدیوں کو شکایت کرنے کا حق حاصل ہے۔

(بخاری: ۷۰۴، مسلم: ۴۶۶)

لوگوں کو تنفر نہیں کرنا چاہیے۔ (بخاری: ۷۰۲، مسلم: ۴۶۶)

نماز ہلکی لیکن مکمل ہونی چاہیے رکوع سجدہ (وغیرہ) مکمل ہوں۔

(بخاری: ۷۰۲، مسلم: ۵۶۶)

جب اکیلا پڑھے تو جتنی مرضی لمبی کرے۔ (بخاری: ۷۰۳، مسلم: ۴۶۷)

جب امام بچے کے رونے کی آواز سنے تو نماز ہلکی کر دے۔ (بخاری: ۷۰۷)

امام نماز میں سنت کے خلاف عمل دیکھے تو حتی الوسع اصلاح کرے، جب آدمی اکیلا

نماز پڑھ رہا ہو تو دوسرا آ کر بائیں طرف کھڑا ہو جائے تو اسے پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر

دے۔ (بخاری: ۶۹۷، مسلم: ۷۶۳)

ساتھ کھڑا نمازی اگر اونگھ رہا ہو تو اس کے کان کی لبو سے پکڑنا تاکہ بیدار ہو جائے

(مسلم: ۷۶۳)

امام ایک جگہ کسی کے پیچھے نماز پڑھ کر اپنے مقتدیوں کی جماعت کروا سکتا ہے

(بخاری: ۷۱۱، مسلم: ۴۶۵)

امام نماز میں بھول سکتا ہے۔ (بخاری: ۷۱۴، مسلم: ۵۷۳)

امام کا نماز میں رونا درست ہے۔ (بخاری: ۷۱۴، مسلم: ۴۱۸)

### نماز کے بعض احکام:

فرضی نمازیں پانچ ہیں۔ (بخاری: ۴۶، مسلم: ۱۱)

بغیر کسی سبب کے ایک نماز کو ایک دن میں دو مرتبہ نہیں پڑھنا چاہیے۔

(ابو داؤد: ۵۷۹، اسنادہ صحیح)

بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے

(اور نہ پڑھے) تو اسے مارو۔ (ابو داؤد: ۴۹۴، اسنادہ حسن)

## باجماعت نماز کے احکام

عورتیں بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہیں۔ (بخاری: ۸۶۷، مسلم: ۴۴۲، ۶۴۵)

باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے۔ (مسلم: ۶۵۱، ۶۵۴/ابو داؤد: ۵۴۷، إسناده صحیح)

امام تھوڑی سی بلند جگہ (مثلاً منبر) پر کھڑا ہو کر امامت کروا سکتا ہے۔ (بخاری: ۳۷۷)

جو کوئی اذان کی آواز سنتا ہے اسے مسجد میں آکر باجماعت نماز پڑھنی چاہیے۔

(ابو داؤد: ۵۵۳، صحیح)

جس نے عشا کی نماز باجماعت پڑھی تو یہ آدھی رات کے قیام کی طرح ہے اور

جس نے فجر اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھیں تو یہ پوری رات کے قیام کی طرح ہے۔

(مسلم: ۶۵۶)

باجماعت نماز بیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ (ابو داؤد: ۵۶۰، صحیح)

ان لوگوں کے لیے قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری ہے جو اندھیرے میں مسجد

کی طرف چل کر آتے ہیں۔ (ابو داؤد: ۵۶۱، صحیح)

نماز کی طرف بھاگ کے آنا منع ہے۔ (بخاری: ۶۳۶، مسلم: ۶۰۲)

جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف چلے تو اپنے ہاتھوں کی

انگلیوں کو ایک دوسری میں ہرگز نہ دے۔ کیونکہ وہ نماز میں ہے۔ (ابو داؤد: ۵۶۲، حسن)

جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف چلا اس نے پایا لوگوں کو کہ انھوں نے

نماز پڑھ لی ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو بھی اتنا ہی اجر عنایت فرماتا ہے جتنا کہ اس کو

جس نے جماعت میں حاضر ہو کر نماز پڑھی ہو اور یہ ان کے اجروں میں کسی کسی کا باعث نہیں بنتا۔ (ابو داؤد: ۵۶۴، حسن)

جب امام نماز کو وقت سے مؤخر کرے تو نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا چاہئے پھر امام کے ساتھ بھی پڑھ لینی چاہئے۔ (مسلم: ۶۴۸)

دوسری نماز نقلی ہوگی اور پہلی فرضی ہوگی۔ (ابو داؤد: ۴۳۲، حسن)

پہلے خود کسی کے پیچھے نماز پڑھنا پھر اپنے مقتدیوں کو جا کر جماعت کروانا درست ہے۔

(مسلم: ۴۶۵)

جو کوئی نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لیا کرے۔

(مسلم: ۶۸۰)

سو جانے میں کوئی کوتاہی نہیں ہے کوتاہی اس میں ہے جب ارمان جاگتا ہو لہذا....

(مسلم: ۶۸۱/ابو داؤد: ۴۳۷، اسنادہ صحیح)

نوت شدہ نماز بھی باجماعت ادا کرنا صحیح ہے۔ (بخاری: ۷۴۷۱)

پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ اور کوئی سورت پڑھے۔

(بخاری: ۷۶۲، مسلم: ۴۵۱)

آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنی بھی صحیح ہے۔

(بخاری: ۷۷۶، مسلم: ۴۵۱)

اور سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت ملانا بھی صحیح ہے۔ (مسلم: ۴۵۲)

سورہ فاتحہ کے بغیر کسی کی نماز نہیں ہوتی۔ (بخاری: ۷۵۶، مسلم: ۳۹۴)

جہری نمازوں میں سورہ فاتحہ کے بعد اونچی آواز میں آمین کہنی چاہیے۔

(بخاری: ۷۸۲، مسلم: ۴۱۰)

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنی جائز نہیں ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حمام اور مقبرہ۔ (ابو داؤد: ۴۹۲، اسنادہ صحیح)

اونٹوں کے باڑے میں۔ (أبو داود: ۴۹۳، إسناده صحيح)

## دن میں فرضی نمازوں کے احکام:

دن میں مندرجہ ذیل فرضی نمازیں آتی ہیں۔ ۱: نماز فجر ۲: نماز ظہر ۳: نماز عصر اسی طرح کی فرضی نمازوں میں ۴: نماز جمعہ ۵: نماز عیدین بھی آتی ہیں اب ان کے احکام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

### نماز فجر:

۱۔ فجر کی نماز کو جاتے ہوئے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

”اللهم اجعل فی قلبی نورا و فی بصری نورا و فی سمعی نورا و عن یمینی نورا و عن یساری نورا و فوقی نورا و تحتی نورا و امامی نورا و خلفی نورا و اجعل لی نورا [و فی لسانی نورا] و عصبی نورا و لحمی نورا و دمی نورا و شعری نورا و بشری نورا [و اجعل فی نفسی نورا و اعظم لی نورا اللهم اعطنی نورا]۔“

(صحیح البخاری: ۱۳۱۶، صحیح مسلم: ۷۶۳۔ مسلم کی ایک روایت میں ان الفاظ کو سجدہ میں پڑھنے کا ذکر ہے۔ بریکٹ کے اندر والے الفاظ صرف مسلم میں ہیں۔ یہ مختلف روایات کا مجموعہ ہے)

۲۔ نماز فجر سے سویا رہنے کی مذمت۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس اس آدمی کا ذکر کیا گیا جو ساری رات سویا رہتا ہے صبح کی نماز کے لیے بھی نہیں اٹھتا تو (اس کے متعلق) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بال الشیطان فی اذنه۔“ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔ (صحیح البخاری: ۱۱۴۴)

۳۔ نماز فجر کی فرض رکعتیں دو ہیں۔

سفر میں قصر کے وقت بھی دو ہی پڑھی جائیں گی۔

(صحیح ابن حبان: ۴/۱۸۰ ح ۲۷۲۷ دوسرا نسخہ ۲۷۳۸ و صحیح ابن

خزیمہ: ۷۱/۲ ح ۹۴۴ استاذ محترم حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وسندہ حسن، اس روایت کا راوی محبوب بن الحسن بن ہلال بن ابی زینب حسن الحدیث ہے، جمہور محدثین نے اسے ثقہ و صدوق قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حزم فرماتے ہیں کہ:

“اس پر اتفاق ہے کہ خوف و امن، سفر و حضر میں صبح کی نماز دو رکعتیں (فرض) ہیں۔“

(مراتب الاجماع: ص ۲۴، ۲۵)

ابن المنذر فرماتے ہیں کہ:

“اجماع ہے کہ مغرب اور فجر کی نماز میں قصر نہیں۔“ (کتاب الاجماع: رقم ۶۰)

۴۔ نماز فجر میں قرات اونچی آواز میں ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری: ۷۷۳، ۷۷۴)

۵۔ نماز فجر میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی بھی سورت تلاوت کی جا سکتی ہے تاہم اس میں مسنون قرات درج ذیل ہے۔

سورۃ الطور: (صحیح البخاری: قبل ح ۷۷۳ تعلیقاً)

سورۃ المؤمنون: (صحیح البخاری: قبل ح ۷۷۴ تعلیقاً، صحیح مسلم: ۴۵۵)

سورۃ التکویر: (صحیح مسلم: ۴۵۶)

سورۃ ق: (صحیح مسلم: ۴۵۸)

عموماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز میں طویل مفصل (سورۃ الحجرات سے لے کر سورۃ البروج

تک) سورتیں پڑھتے تھے۔ (نسائی: ۹۸۳، اسنادہ صحیح)

بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں ”قل اعوذ برب الفلق“ اور ”قل

اعوذ برب الناس“ بھی پڑھی۔ (ابوداؤد: ۱۴۶۳، اسے حاکم (المستدرک: ۱/۲۴۰)

ذہبی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔“

فجر کی دونوں رکعتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”اذا زلزلت الارض“ تلاوت فرمائی۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(ابوداؤد: ۸۱۶، اسے امام نووی نے صحیح کہا ہے)



جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں ﴿الم تنزیل﴾ اور دوسری میں ﴿ہل﴾

أتیٰ علی الإنسان ﴿پڑھنا مسنون ہے۔﴾ (صحیح البخاری: ۸۹۱، صحیح مسلم: ۸۷۹)  
نماز ظہر:

نماز ظہر کی فرض چار رکعتیں ہیں اور سفر میں قصر دو رکعتیں ہیں۔ اور خوف کی حالت میں ایک رکعت ہے۔

(صحیح مسلم: ۶۸۷/۱۵۷۵، نیز دیکھیں: مسند احمد: ۶/۲۷۲-ح ۲۶۸۶۹ دوسرا نسخہ: ۲۶۳۳۸  
وسندہ حسن لذاتہ)  
نماز عصر:

نماز عصر کی فرض چار رکعتیں ہیں اور سفر میں قصر دو رکعتیں اور خوف کی حالت میں ایک رکعت ہے۔ (ایضاً)

نماز ظہر اور عصر میں قرأت:  
۱۔ نماز ظہر اور نماز عصر میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی بھی سورت تلاوت کی جاسکتی ہے تاہم مسنون قرأت درج ذیل ہے۔

ظہر میں سورۃ اللیل اور سورۃ الاعلیٰ اور نماز عصر میں ان کی مانند۔

(صحیح مسلم: ۴۵۹-۴۶۰)

ظہر اور عصر میں ”والسما ذات البروج“ اور ”والسما والطارق“ پڑھنا۔  
(ابو داؤد: ۸۰۵، ابن حبان (ح: ۴۶۵) نے اسے صحیح کہا ہے۔)

آپ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں اتنا قیام کرتے کہ جتنے میں سورہ الم تنزیل السجدہ پڑھی جاسکتی ہے اور پچھلی دو رکعتوں میں پہلی دو رکعتوں کے نصف کے برابر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ظہر کی پچھلی دو رکعتوں میں عصر کی پہلی دو رکعتوں کے نصف کے برابر۔“

(صحیح مسلم: ۴۵۲)

۲۔ نماز ظہر اور عصر میں قرأت سری ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری: ۷۷۷)

## نماز جمعہ:

یہ نماز اپنے مستقل احکام رکھتی ہے۔ ہم اس کے احکام کو مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ جمعہ کے دن کے احکام۔

۲۔ جمعہ پڑھنے والے کے احکام۔

۳۔ خطبہ جمعہ کے احکام۔

۴۔ نماز جمعہ کے احکام۔

اب ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل درج ذیل ہے:

## جمعہ کے دن کے احکام

- ۱۔ جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں ﴿الم تنزیل﴾ اور دوسری میں ﴿ہل اتی علی الإنسان﴾ پڑھنا مسنون ہے۔ (صحیح البخاری: ۸۹۱، صحیح مسلم: ۸۷۹)
  - ۲۔ جمعہ کے دن غسل کرنا چاہئے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: (جمعہ پڑھنے والے کے احکام)
  - ۳۔ جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کرنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی جمعہ کے دن اس کی تلاوت کرے گا تو آئندہ جمعہ تک اس کے لیے ایک خاص نور کی روشنی رہے گی۔ (مستدرک حاکم: ۳۶۸/۲، صححہ الالبانی فی صحیح الجامع الصغیر: ح ۶۴۷۰)
  - ۴۔ جمعہ کے دن اگر عید آجائے تو نماز جمعہ میں رخصت ہے۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے نماز عید پڑھائی، پھر نماز جمعہ پڑھنے کی رخصت دے دی اور فرمایا: ”جو جمعہ کی نماز پڑھنا چاہے پڑھ لے۔“
- (أبو داؤد: ۱۰۷۰، صحیح ابن خزیمہ: ۱۴۶۴، إسناده حسن)
- ایک دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”یقیناً تمہارے اس دن میں دو عیدیں اکٹھی ہو گئی ہیں پس جو چاہے جمعہ نہ پڑھے، اسے (نماز عیدین ہی) نماز جمعہ سے کر جائے گی لیکن ہم تو جمعہ ادا کریں گے۔“
- (أبو داؤد: ۱۰۷۳، ابن ماجہ: ۱۳۱۱، صححہ الالبانی)
- معلوم ہوا کہ خطیب جمعہ پڑھائے گا مقتدیوں کو اختیار ہے کوئی پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو نہیں پڑھنا چاہتا نہ پڑھے۔ واللہ اعلم!
- ۵۔ صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا منع ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا دن روزہ

کے لیے اور جمعہ کی رات (جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات) کو عبادت کے لیے خاص کرنے سے منع فرمایا۔ (صحیح مسلم: ۱۱۴۴/۲۶۸۴)

۶۔ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔“

(سنن ابی داؤد: ۱۰۴۷/۱۰۴۷، امام حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔)

۷۔ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جمعہ کے دن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”اس میں ایک ایسی گھڑی ہے، جو مسلمان بندہ اس گھڑی میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتے ہیں۔ اور پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔“

(صحیح البخاری: ۹۳۵، صحیح مسلم: ۸۵۲)

### جمعہ پڑھنے والے کے احکام:

کتنے مسلمان لوگ بڑی محبت سے نماز جمعہ کو ادا کرنے کے لیے مساجد میں جاتے ہیں۔ مگر وہ جمعہ پڑھنے والے کے احکام سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو ان احکامات کے مطابق اپنی نماز جمعہ کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۔ نماز جمعہ کی طرف جانے سے پہلے نہائے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سے کوئی شخص نماز جمعہ کے لیے آئے تو وہ غسل کرے۔“ (صحیح البخاری: ۸۷۷)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ

کے دن ہر بالغ کے لیے غسل ضروری ہے۔“ (صحیح البخاری: ۸۷۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن

غسل کروا کر چہ تم جنبی بھی نہ ہوے ہو۔“ (صحیح البخاری: ۸۸۳)

۲۔ خوشبو اور تیل استعمال کرے۔ (صحیح البخاری: ۸۸۳، ۸۸۴)

۳۔ جمعہ کیلئے عمدہ سے عمدہ کپڑے پہنے جو اس کو مل سکیں۔ (صحیح البخاری: ۸۸۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اگر گنجائش ہو تو جمعہ کے لیے روزانہ استعمال ہونے والے کپڑوں کے علاوہ

کپڑے بناؤ۔“

(سنن ابن ماجہ: ۱۰۹۵، امام ابن خزیمہ (۱۷۶۵) نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

۴۔ جمعہ کے دن مسواک کرے۔ (صحیح البخاری: ۸۸۷)

۵۔ جمعہ کے دن مسجد کی طرف جلدی جانا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے جمعہ کے دن غسل جنابت (کی طرح)

غسل کیا پھر پہلی گھڑی میں (مسجد کی طرف) گیا گویا اس نے اللہ کی راہ میں اونٹ کا

نذرانہ دیا اور جو شخص دوسری گھڑی میں گیا گویا اللہ کا تقب حاصل کرنے کے لیے ا

س نے گائے کا صدقہ کیا اور جو تیسری گھڑی میں گیا گویا اس نے سینگوں والے

میڈھے کا صدقہ کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا گویا اس نے مرغی کا صدقہ کیا، اور جو

پانچویں گھڑی میں گیا گویا اس نے انڈے کا صدقہ کیا۔“

(صحیح البخاری: ۹۲۹، صحیح مسلم: ۸۵۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر آنے

والے کا نام بالترتیب لکھتے جاتے ہیں.... پھر جب امام آجاتا ہے تو وہ اپنے

رجسٹر بند کر کے خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔“ (صحیح البخاری: ۹۲۹)

۶۔ جمعہ کے دن ناخن اتارنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال مونڈھنا اور مونچھیں

کاٹنی چاکھ پیدلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایک حدیث میں آتا ہے: ”ویتطهر من استطاع من الطهر۔“

(صحیح البخاری: ۸۸۳)

اس کے تحت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

”اس میں مونچھوں اور ناخنوں کو کاٹنا اور زیر ناف بالوں کو موٹنا آتا ہے۔“

(فتح الباری: ۴۷۲/۱)

یاد رہے بغلوں کے بال اکھڑنا بھی صفائی میں سے ہے۔

۷۔ جمعہ کے لیے پیدل چل کر جانا۔

(مسند احمد: ۱۰/۴ امام ابن خزیمہ (۱۲۹/۲) اور امام ابن حبان (الاحسان: ۱۹۴/۴) نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

۸۔ مسجد میں دو رکعت پڑھ کر بیٹھنا اگرچہ خطیب خطبہ دے رہا ہو۔

(صحیح مسلم: ۸۷۵)

۹۔ امام کے منبر پر بیٹھنے سے پہلے نوافل کی حد مقرر نہیں ہے۔ (صحیح مسلم: ۸۵۷)

۱۰۔ لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگنا چاہیے۔

(سنن ابی داؤد: ۱۱۱۸ امام ابن خزیمہ (۱۸۱۶) امام حاکم (۲۸۸/۱) اور امام ابن حبان (۵۷۲) نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جانا چاہیے۔

۱۱۔ خطیب کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (صحیح ابی داؤد: ۱۱۰۸ وحسنہ الالبانی)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے امام کے قریب بیٹھنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا جو

آدمی ہمیشہ دور بیٹھتا ہے، اس کو جنت میں بھی لیٹ داخل کیا جائے گا۔

۱۲۔ خطبہ جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ (صحیح ابی داؤد: ۱۰۷۹ وحسنہ الالبانی)

۱۳۔ دو آدمیوں کے گھسنا نہیں چاہیے۔ (صحیح البخاری: ۹۱۰)

۱۴۔ دو آدمیوں کے گھسنا نہیں چاہیے۔ (صحیح البخاری: ۹۱۰)

مورکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۵۔ جب خطبہ شروع ہو جائے تو پھر بالکل خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

(صحیح البخاری: ۹۳۴)

۱۶۔ خطبہ کان لگا کر توجہ سے سننا چاہیے۔ (صحیح البخاری: ۹۲۹)

۱۷۔ خطیب کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ سنا جائے۔ (صحیح البخاری: ۹۲۱)

”مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۲۱۷“ میں ہے کہ:

”جب نبی ﷺ خطبہ دیتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے چہروں کو آپ کی طرف متوجہ کر لیتے۔“

تفصیل کے لیے دیکھئے ہمارا رسالہ: ”چہرے کے احکام۔“

۱۸۔ دوران خطبہ جب اوگھ آجائے تو اس کو اپنی جگہ تبدیل کر لینی چاہیے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اذا نعت احدکم يوم الجمعة في مجلسه فليتحول من مجلسه ذلك“

”جب تم میں سے کسی کو جمعہ کے دن اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے اوگھ آجائے تو اسے چاہیے کہ اپنی اس جگہ سے پھر جائے۔“ (یعنی وہاں سے اٹھ کر کسی دوسری جگہ بیٹھ جائے)

(سنن ابی داؤد: ۱۱۹۔ مسند احمد: ۲۲۱۲ اس کو امام ترمذی (۵۲۶) نے حسن صحیح اور ابن خزیمہ (۱۶۰۳: ۱۸۱۹) نے صحیح کہا ہے۔)

۱۹۔ دوران خطبہ کسی دوسرے آدمی سے گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ (صحیح البخاری: ۹۳۴)

۲۰۔ دوران خطبہ نعرے لگانا بدعت ہے۔ جس پر ہیز کرنا انتہائی ضروری ہے۔

۲۱۔ نماز میں امام کے سچ اسم ربک الاعلیٰ پڑھنے کے جواب میں مقتدیوں کا اونچی آواز میں

”سبحان ربی الاعلیٰ“ کہنا صریحاً ثابت نہیں ہے لیکن اکیلا امام خود پڑھ سکتا ہے۔

۲۲۔ نماز جمعہ میں امام کے ”ثم ان علينا حسابهم“ پر ”اللهم حاسبنا حسابا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یسیراً“ سے جواب دینا ثابت نہیں ہے۔

۲۳۔ دورانِ خطبہ جھولی اٹھا کر مسجد کی ضروریات کے لیے چندہ اکٹھا کرنا غلط ہے کیونکہ دورانِ خطبہ ایسا کرنا آدابِ جمعہ کے خلاف ہے۔

۲۴۔ دورانِ خطبہ لوگوں کا گردنیں پھلانگتے ہوئے خطیب کو چندہ جمع کرانے کے لیے آگے آنا غلط ہے اگر کسی نے چندہ جمع کرنا ہی ہے تو نماز جمعہ کے مکمل ہونے کے بعد کرے۔

۲۵۔ اگر خطیب دورانِ خطبہ کوئی آیت سجدہ تلاوت والی پڑھتا ہے اگر وہ خود سجدہ کرتا ہے تو مقتدیوں کو بھی چاہیے کہ وہ سجدہ کریں، اگر خود وہ سجدہ نہیں کرتا تو مقتدیوں کو بھی سجدہ تلاوت نہیں کرنا چاہیے۔ (صحیح البخاری)

۲۶۔ اگر دورانِ خطبہ رسول ﷺ کا نام آئے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ سر اُردود (ﷺ) پڑھیں۔ (فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۲۲۷/۸)

۲۷۔ دورانِ خطبہ خطیب کے قرآن پڑھنے پر سبحان اللہ کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ ذکر کا وقت نہیں ہے یہ تو غور سے سننے کا وقت ہے۔

۲۸۔ دورانِ خطبہ اگر کسی کو چھینک آجائے تو خود وہ ”الحمد لله“ کہے اور کوئی دوسرا اس پر ”یرحمک اللہ“ نہ کہے کیونکہ یہ خاموشی اختیار کرنے کے منافی ہے۔

(فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۲۴۲/۸)

۲۹۔ خطبہ جمعہ کو ٹیپ ریکارڈ کرنا صحیح ہے کیونکہ آدمی ٹیپ ریکارڈر کو لگا کر خطیب کی متوجہ ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ اللجنة الدائمة: ۲۵۰/۸)

۳۰۔ اگر کوئی کسی وجہ سے نماز جمعہ سے رہ جائے تو ظہر کی نماز پڑھے گا۔

(مصنف عبدالرزاق: ۵۴۷۱، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۸۱۲، ح: ۵۳۳۴)

۳۱۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”جو آدمی جمعہ پالے اس کے لیے دو رکعت ہیں اور جو اس دن جمعہ سے رہ جائے اسے چاہیے کہ چار رکعت (نماز ظہر

مکرم دلائل سے ہوین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
(مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۳۹/۲)



نیز اس پر اجماع بھی ہے۔ (کتاب الاجماع رقم: ۵۷)

۳۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”اگر نماز جمعہ کی ایک مکمل رکعت مل

گئی تو وہ (نماز جمعہ کی) دو ہی رکعت ادا کرے گا۔“ (سنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۰۵/۳)

۳۳۔ نماز جمعہ کی چار رکعت سنتیں پڑھنا چاہیے۔ (اگر مسجد میں پڑھنی ہیں) (صحیح

مسلم: ۸۸۱) اور گھر میں آکر پڑھنا چاہے تو دو رکعت ہی کافی ہیں۔ (صحیح

البخاری: ۹۳۷) لیکن چار رکعت پڑھنا افضل ہے خواہ گھر میں وہ یا مسجد میں۔

۳۴۔ بعض لوگوں کا نماز جمعہ پڑھنے کے بعد ظہر احتیاطی پڑھنا بدعت اور گمراہی ہے۔

۳۵۔ مریض، عورت نابالغ لڑکے اور غلام کے علاوہ ہر مسلمان پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔

(سنن ابی داؤد: ۱۰۶۷ صحیح)

**نوٹ:** مسافر پر بھی جمعہ پڑھنا فرض نہیں ہے، کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں۔

خطبہ جمعہ کے احکام:

۱۔ جمعہ کے دو خطبے ہیں ان کے درمیان میں بیٹھنا چاہیے۔

۲۔ خطبہ میں قرآن پڑھنا چاہیے۔

۳۔ خطبہ میں لوگوں کو نصیحت کرنی چاہیے۔ (صحیح مسلم: ۸۶۶)

۴۔ (عام نمازوں کی نسبت) جمعہ کی نماز کو طویل کرنا اور (عام خطبوں کی نسبت) جمعہ

کا خطبہ مختصر ہونا چاہیے یہ دانائی کی علامت ہے۔ (صحیح مسلم: ۹۶۹)

حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”نسبی طول و قصر مراد ہے مگر نماز کا طول خطبہ کی بنسبت نہیں نہ ہی قصر خطبہ نماز کی

بنسبت ہے۔ بلکہ طول نماز بنسبت دوسری نماز کے اور قصر خطبہ بنسبت دیگر خطبوں کے مراد

ہے۔ اور اس طول نماز اور قصر خطبہ میں معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور آپ کا خطبہ ہے

جس کی نماز و خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز و خطبہ کے ساتھ طول و قصر میں ملتے ہیں وہ (ان

طول صلاة الرجل وقصر خطبته مئنة من فقهه) آدمی کی لمبی نماز اور مختصر خطبہ دانائی کی علامت ہے، کا مصداق ہے۔“ (صحیح مسلم: ۹۶۹) (احکام و مسائل: ۲)

۵۔ خطبہ میں سورہ ق کی تلاوت کرنی چاہیے۔ (صحیح مسلم: ۸۷۲، ۸۷۳)

۶۔ خطبہ بولی جانے والی ہر متداول زبان میں جائز ہے۔ بعض لوگوں کا عربی زبان کی شرط لگانا سراسر اہمال ہے۔ کیونکہ خطبہ کا مقصد تذکیر ہے اور تب ہی حاصل ہوگا جب خطبہ سننے والے لوگوں کی اپنی مادری زبان میں ہوگا ورنہ خطیب کا ان کی زبان کے علاوہ میں خطبہ دینا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے جس کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

### نماز جمعہ کے احکام:

۱۔ نماز جمعہ فرض ہے۔ (صحیح البخاری: ۸۷۶ نیز دیکھیں: فتح الباری: ۲/۳۵۴) مریض، مسافر، عورت نابالغ لڑکے اور غلام کے علاوہ ہر مسلمان پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ (سنن ابی داؤد: ۱۰۶۷ صحیح)

نیز اس پر اجماع ہے کہ عورت اور بچے پر جمعہ پڑھنا فرض نہیں ہے۔

(کتاب الاجماع: رقم ۵۲-۵۳)

اگر یہ پڑھنا چاہیں تو پڑھ بھی سکتے ہیں۔ (الاوسط لابن لمنذر: ۱۰۱/۴ صحیح)

۲۔ نماز جمعہ کی فرض دو رکعتیں ہیں۔ (سنن النسائی: ۵۵۱، سنن ابن ماجہ: ۱۱۲۳، صحیح)

۳۔ کس کسی نے نماز جمعہ کی ایک رکعت (جماعت کے ساتھ) پالی تو وہ دوسری رکعت بھی اس کے ساتھ ملا لے تو اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔

(سنن النسائی: ۵۵۱، سنن ابن ماجہ: ۱۱۲۳، صحیح)

## سلام کے احکام

(دن اور رات دونوں کو شامل ہیں۔) کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے

اجازت لینا اور سلام کہنا چاہیے۔ (النور: ۲۷)

جب اپنے گھروں میں داخل ہونا ہو تو اپنے نفسوں پر سلام کہنا چاہیے۔ (النور: ۶۱)

سلام کو عام کرنا چاہیے۔ (بخاری: ۶۲۳۵، مسلم: ۲۰۶۶)

آپس میں محبت کرنے کا ذریعہ سلام کہنا ہے۔ (مسلم: ۵۴)

سلام کہنا جنت میں جانے کے اسباب میں سے ہے۔ (ترمذی: ۲۴۸۵، صحیح)

جو سلام نہیں کرتا سب سے بڑا بخیل ہے۔

(الاوسط للطبرانی: ۵۷۲۱، صحیح، الصحیحہ: ۶۰۱)

سلام مسلمان کا حق ہے۔ (مسلم: ۵۶۵۱)

سلام کہنا واجب ہے۔ (النور: ۶۱)

جماعت میں سے ایک کا سلام کہنا یا ایک کا جواب دینا کافی ہے۔

(أبو داود: ۵۲۱، صحیح، الصحیحہ: ۱۱۴۸)

سلام کہنے میں علیک السلام نہیں کہنا چاہیے۔

(أبو داود: ۵۲۰۹، صحیح، الصحیحہ: ۱۴۰۳)

بار بار آنے جانے اور بار بار ملاقات ہو جانے کی صورت میں بھی سلام کہنا ضروری

ہے۔ (بخاری: ۵۸۹۷، نیز دیکھیں: (أبو داود: ۵۲۰))

ہر شخص کو سلام کہنا چاہیے خواہ اسے بندہ پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔

(بخاری: ۱۲، مسلم: ۳۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہ ہیں جو سلام میں پہل کرتے ہیں۔

(ابو داؤد: ۵۱۹۷، ترمذی: ۲۶۹۴، صحیح)

جب کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اس کے سلام کہے اگر ان کے درمیان کوئی درخت

یا دیوار حائل یا پتھر ہو جائے، پھر اسے ملے تو سلام کہے۔ (ابو داؤد: ۵۶۰۰، صحیح)

جب کوئی مجلس میں پہنچے تو سلام کہے اور جب اٹھ کر جانے لگے تب سلام کہے۔

(ابو داؤد: ۵۲۰۸، ترمذی: ۲۷۰۶، حسن)

بچوں کے پاس سے گزرتے وقت انھیں سلام کہنا مسنون ہے۔

(بخاری: ۶۲۴۷، مسلم: ۲۱۶۸)

عورت مردوں کو سلام کہہ سکتی ہے۔ (مسلم: ۳۳۶)

اور عورت مردوں کو کہہ سکتے ہیں۔ (ابو داؤد: ۵۲۰۴، ترمذی: ۲۶۹۷، حسن)

یہود و نصاریٰ کو سلام میں پہل کرنی حرام ہے۔ (مسلم: ۲۱۶۷)

اگر ایسی مجلس ہے کہ وہاں مسلمان، مشرک بت پرست اور یہود ملے جلتے ہیں تو

انھیں سلام کہہ دینا درست ہے۔ (بخاری: ۶۲۵۴، مسلم: ۱۷۹۸)

سلام ان الفاظ سے کہنا چاہیے: السلام علیکم۔ (بخاری: ۶۲۲۷، مسلم: ۲۸۴۱)

السلام علیکم کہنے سے دس نیکیاں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے سے بیس نیکیاں اور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

(ابو داؤد: ۵۱۹۵، ترمذی: ۲۶۸۹، حسن)

یا سلام علیکم کہے۔ (انعام: ۵۴)

اکیلے کو سلام علیک کہنا۔ (مریم: ۴۷)

یا اگر کچھ لوگ سو رہے ہیں اور کچھ جاگ رہیں تو اس طرح سلام کہنا چاہیے کہ

جاگنے والے سن لیں اور سونے والے بیدار نہ ہوں۔ (مسلم: ۲۰۵۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سوار پیادہ چلنے والے کو سلام کہے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ

کو سلام کہیں اور چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔ (بخاری: ۶۲۳۱، مسلم: ۲۱۶۰)  
کسی پر داخل ہونے سے پہلے السلام علیکم کہہ کر اجازت لینی چاہیے۔

(أبو داود: ۵۱۷۷، صحیح، الصحیحۃ: ۸۱۸)

کسی کو سلام بھیجنا جائز ہے۔ (بخاری: ۴۳۲۳، مسلم: ۳۵۰۷)

مسجد میں سلام کہنا مسنون ہے۔ (أبو داود: ۹۲۷، ترمذی: ۳۶۸)

نمازی کو بھی سلام کہنا چاہیے، عورتوں سے مصافحہ کرنا حرام ہے۔

(نسائی: ۴۱۸۶، صحیح)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کے سر میں لوہے کی سوئی ماری

جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی غیر محرم عورت کو چھوئے۔

(المعجم الكبير للطبرانی: ۲۱۱/۲۰-۲۱۲، صححہ البانی (الصحیحۃ: ۲۲۶، وقال اخونا ابو

یحی النور فوری: قلنا کما قال) کافر کو والسلام علی من اتبع الهدی کہنا درست ہے۔ (بخاری: ۷)

## جواب دینے کے احکام:

اگر کوئی کسی کا سلام پہنچائے تو جواب اس طرح دینا چاہیے، وعلیہ السلام

ورحمة الله وبرکاته. (بخاری: ۳۲۱۷، مسلم: ۲۴۴۷)

مجلس میں آکر کرتین بیچ سلام کرنا مستحب ہے۔ (بخاری: ۹۵)

سلام کا جواب بہتر دینا چاہیے یا پھر سلام کے برابر جواب دے۔ (النساء: ۸۶)

سلام کے جواب میں السلام علیکم ورحمة اللہ کہنا۔ (بخاری: ۶۲۲۷، مسلم: ۲۸۴۱)

اہل کتاب (یہود و نصاری) کے سلام کے جواب میں صرف وعلیکم کہنا چاہیے۔

(بخاری: ۶۲۵۸، مسلم: ۲۱۶۳)

سلام کا جواب علیک سے دینا۔ (صحیح الادب المفرد: ۷۸۷)

جواب میں سلام کا جواب کوئی نہ دے تو فرشتے جواب دیتے ہیں۔

(مسند بزار: ۱۹۹۹، صحیح، الصحیحۃ: ۱۸۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

غائبانہ سلام کے جواب میں کہا جائے: بوعلیہ السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

(بخاری: ۳۲۱۷، مسلم: ۲۴۴۷)

نمازی کو سلام کہا جائے تو وہ ہاتھ کے اشارے سے جواب دے گا۔ کافر کے سلام کا

جواب صرف وعلیکم کے الفاظ سے دینا چاہئے۔ (بخاری: ۶۲۵۸، مسلم: ۲۱۶۳)

## بالوں کے احکام

ہمارے پیارے دین اسلام کا موضوع انسان ہے۔ مکمل اسلام انسان کی اصلاح کے لیے ہے مگر افسوس! جس مسلمان نے پوری دنیا کو اسلامی تعلیمات کے ذریعے امن کا گوارہ بنانا تھا وہ مسلمان اپنی اصلاح نہ کر سکا۔ انسان کی اصلاح اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ اپنے جسم کے تمام اعضاء کو اسلامی احکامات کے تابع نہ کر لے اور ایسا کرنا اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ (انسانی اعضاء کے احکام و مسائل) سے واقف نہ ہو جائے۔

انہی بہت سے مسائل میں سے ایک مسئلہ ”انسانی بالوں“ کا ہے۔ انسان کے مختلف اعضاء پر اُگے ہوئے بالوں کی مختلف قسمیں ہیں ہم نے اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر عضو کے بالوں کے احکام جو درج ذیل ہیں، الگ الگ بیان کیے ہیں۔ ہم نے اس موضوع پر ایک مفصل کتاب بھی لکھی ہے جو (بالوں کا معاملہ) کے نام سے مطبوع ہے اور وہ دارالسلام سے مل سکتی ہے)

- ۱۔ سر کے بالوں کے احکام ۲۔ ابروؤں (ابرواں) کے بالوں کے احکام
- ۳۔ رخساروں کے بالوں کے احکام ۴۔ داڑھی کے احکام
- ۵۔ مونچھوں کے احکام ۶۔ بغلوں کے بالوں کے احکام
- ۷۔ زیر ناف بالوں کے احکام
- ۸۔ (کانوں کے اندرونی) سینہ، کمر، بازوؤں، ٹانگوں، رانوں، ہاتھوں اور پاؤں پر اُگے ہوئے بالوں کے احکام

۹۔ ناک میں اُگے ہوئے بالوں کے احکام ۱۰۔ کنبی کے بالوں کے احکام

سر کے بالوں کے احکام:

یہ چار قسموں پر مشتمل ہیں:

- ۱۔ مسلمان مرد کے بالوں کے احکام ۲۔ نو مسلم (New Muslim) کے بال
- ۳۔ بچوں کے بال ۴۔ مسلمان عورت کے بال

مسلمان مرد کے بالوں کے احکام:

مسلمان مرد کے بال پاک ہیں خواہ وہ زندہ ہو یا مرا ہوا، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

- ۱۔ جب محمد بن سیرین نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے بال ہیں، جو ہمیں سیدنا انس یا سیدنا انس کے گھر والوں کی طرف سے پہنچے ہیں، تو عبیدہ نے یہ (سن کر) فرمایا کہ: ”لأن تكون عندي شعرة منه أحب إلي من الدنيا وما فيها“ میرے پاس اگر نبی ﷺ کا ایک بال (بھی) ہوتا تو یہ مجھے دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب تھا۔ (صحیح البخاری: ۱۷۰)

- ۲۔ سیدنا انس سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے بالوں کو منڈوا یا تو سیدنا ابو طلحہ ﷺ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے آپ کے بالوں کو لیا تھا۔

(صحیح البخاری: ۱۷۱)

- ۳۔ ان دونوں احادیث پر امام بخاری نے یہ باب باندھا ہے: ”باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان“ باب: اس پانی کے بارے میں جس میں انسان کے بالوں کو دھویا جاتا ہے۔ (کتاب الوضوء، باب ۳۳)

حافظ ابن حجر ترجمۃ الباب کی توجیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”أن الشعر طاهر وإلا لما حفظوه ولا تمنى عبدة أن يكون عنده

شعرة واحدة من غير أن يكون طاهر أو الوعاء الذي يشتمل مفت به أن لا يفر من مکتبه



”یعنی بال پاک ہیں وگرنہ وہ (صحابہ کرام) ان کی حفاظت نہ کرتے اور عبیدہ (تابعی) تمنا بھی نہ کرتے کہ ان کے پاس نبی ﷺ کا ایک بال ہوتا، جب بال پاک ہیں تو جس پانی میں بالوں کو دھویا گیا ہے وہ بھی پاک ہے۔“ (فتح الباری ۱/۳۶۳)

حافظ ابن حجر مزید فرماتے ہیں:

”جمہور علماء بھی بالوں کو پاک سمجھتے ہیں اور یہی ہمارے نزدیک صحیح ہے۔“

(فتح الباری ۱/۳۶۴)

اُم المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی ﷺ کے کچھ بال تھے، جسے انہوں نے ایک چھوٹے پیالے میں رکھا ہوا تھا۔ یہ بال مہندی کی وجہ سے سرخ تھے۔ جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ اپنا پانی کا برتن سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتا۔ (آپ اس برتن کے پانی میں وہ بال ڈبو دیتیں)

[صحیح البخاری: ۵۸۹۶، فتح الباری ۱۰/۳۵۳]

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے بالوں سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔

۲۔ انسانی بالوں کی خرید و فروخت ناجائز ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ اور ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو عزت دی (بنی اسرائیل: ۷۰) کے خلاف ہے۔

انسانی بالوں کی خرید و فروخت میں انسان کی تکریم نہیں رہتی بلکہ تذلیل ہے۔

۳۔ بالوں کی تکریم کرنا ضروری ہے۔

(دیکھئے سنن ابی داؤد: ۴۱۶۳ و سندہ حسن، اسے ابن حجر نے فتح الباری: ۱۰/۳۶۸ میں حسن کہا ہے)

بالوں کی تکریم میں درج ذیل چیزیں آتی ہیں:

۱۔ پہلے دائیں طرف سے کنگھی کرنا اور یہ بہت زیادہ مستحب ہے۔

## کنگھی کرنے کے آداب:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ التیمن فی تنعله وترجله“  
 ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو تاپہنے میں اور کنگھی کرنے میں دائیں طرف کو پسند فرماتے۔“

(صحیح بخاری: ۵۹۲۶)

۲۔ ایک دن چھوڑ کر کنگھی کی جائے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع

فرمایا ہے۔ (النسائی ۱۳۲/۸ ح ۵۰۶۱ وسندہ صحیح)

**فائدہ:** حائضہ عورت اپنے خاوند کو کنگھی کر سکتی ہے۔ امام بخاری نے باب قائم کیا ہے

”باب ترجیل الحائض زوجھا“ (صحیح البخاری کتاب اللباس قبل ح: ۵۹۲۵)

۳۔ بالوں میں مانگ نکالنی چاہئے اور یہ مستحب ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان

کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں کو چھوڑا کرتے تھے اور مشرکین اپنے

بالوں میں مانگ نکالتے تھے، جبکہ اہل کتاب اپنے بالوں کو چھوڑا کرتے تھے۔ جس

کام میں آپ کو کوئی حکم نہیں دیا جاتا تھا تو آپ اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند

کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد مانگ نکالی۔“

(صحیح البخاری: ۳۵۵۸، صحیح مسلم: ۲۳۳۶)

## مانگ تالو سے نکالنی چاہئے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ”جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بالوں

میں مانگ نکالتی ”صدعت الفرق من یافوخہ وأرسل ناصیتہ بین عینیہ“ تالو

سے (بالوں کے دو حصے کر کے) مانگ چیرتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کے بال دونوں

آنکھوں کے درمیان چھوڑتی۔ (أبو داود: ۴۱۸۹، وسندہ حسن)

**تنبیہ:** محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ کیونکہ اس

سے کفار سے مشابہت ہو جاتی ہے اور نبی نے فرمایا ہے:

”من تشبه بقوم فهو منهم“

”جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں ہوگا۔“

(أبو داؤد: ۴۰۳۱ و سندہ حسن، والطحاوی فی مشکل الآثار ۱/۸۸)

### بالوں میں تیل لگانا:

رسول اللہ ﷺ جب اپنے بالوں میں تیل لگاتے تو پھر آپ کے جو چند سفید بال تھے نظر نہیں آتے تھے اور جب تیل نہ لگاتے تو یہ بال نظر آتے تھے۔

(صحیح مسلم: ۲۳۴۴)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کبھی تیل لگانا چاہئے اور کبھی نہیں لگانا چاہئے۔

اگر ضرورت ہو تو دن میں دو دفعہ بھی بالوں میں تیل لگایا جاسکتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بعض اوقات دن میں دو دفعہ تیل لگاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۹۲ ح ۲۵۵۴۹ و سندہ صحیح)

### بالوں میں خوشبو لگانا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

”كنت أطيّب رسول الله ﷺ بأطيب ما يجد...“

”میں رسول اللہ ﷺ (کے بالوں) میں سب سے اچھی خوشبو لگاتی جو آپ کو

دستیاب ہوتی۔“ (صحیح البخاری: ۵۹۲۳)

اس حدیث پر امام بخاری نے یہ باب باندھا ہے کہ ”باب الطيب في الرأس

واللحية“ یعنی: ”سر اور داڑھی میں خوشبو لگانے کا باب“

فائدہ: اگر کوئی شخص کسی کو خوشبو دے تو اسے واپس نہیں کرنی چاہئے بلکہ خوشبو لے لینی

چاہئے۔ (صحیح البخاری: ۵۹۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بالوں کی چوٹی بنا کر یا انھیں گوندھ کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور ان کا سر پیچھے سے گوندھا ہوا تھا۔ آپ کھڑے ہوئے اور اس کو کھول دیا۔ جب عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کر لی تو آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: آپ کو میرے سر کے (بالوں کے) بارے میں کیا ہے؟ تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (بالوں کو گوندھنے والے آدمی کے بارے میں) فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا:

إنما مثل هذا مثل الذي يصلي وهو مكتوف .

یہ تو اس آدمی کی طرح لگ رہا ہے جسے باندھا گیا ہو۔“ (صحیح مسلم: ۴۹۲)

**فائدہ:** اس روایت کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض علماء نے ”کف الثوب“ (کپڑا لپیٹنے) سے ممانعت والی حدیث (البخاری: ۸۰۹، ۸۱۰ و مسلم: ۴۹۰) سے یہ استدلال کیا ہے کہ آستینیں چڑھا کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے کیونکہ اس سے ”کف الثوب“ لازم آتا ہے۔

بال درج ذیل طریقوں سے رکھنا جائز ہیں:

۱۔ نصف کانوں تک۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”کان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلى نصف

أذنيه“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک تھے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۳۸)

۲۔ کندھوں سے اوپر اور کانوں کی نو سے نیچے تک۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن میں سے غسل

کر لیا کرتے تھے۔ ”وكان له شعر فوق الجمة ودون الوفرة“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کندھوں کے اوپر اور کانوں کی لو سے نیچے تھے۔ (أبو داود: ۴۱۸۷، وسندہ حسن)

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: ”حسن صحیح غریب“

(۱۷۵۵)

۳۔ کانوں کی لو کے برابر۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد درمیانہ تھا، دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ ”عظیم الجمۃ إلى شحمة أذنيه“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بہت لمبے تھے جو کانوں کی لو تک پڑتے تھے۔

(صحیح البخاری: ۳۵۵۱، صحیح مسلم: ۲۳۳۷ واللفظ له)

۶۔ بالوں کو کسی چیز سے چپکانا (بھی) صحیح ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: ”رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملبداً“ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو لیس دار چیز یا گوند سے چپکا ہوا دیکھا۔

(صحیح البخاری: ۵۹۱۴)

اور یہ حج کا موقع تھا۔ (صحیح البخاری: ۵۹۱۵)

درج ذیل صورتوں میں سر کے تمام بال منڈوانا جائز ہے۔

۱۔ جب کوئی کافر مسلمان ہو (تفصیل بعد میں آئے گی ان شاء اللہ)

۲۔ جب بچہ پیدا ہو تو پیدائش کے ساتویں دن (تفصیل بعد میں آئے گی ان شاء اللہ)

۳۔ بطور ضرورت۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جعفر کی

ولاد کو (ان کے شہید ہونے کے بعد) تین دن مہلت دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس

مخریف لائے اور فرمایا کہ آج کے بعد میرے بھائی (جعفر رضی اللہ عنہ) پر مت رونا۔ پھر فرمایا کہ

میرے بھتیجوں کو میرے پاس لے کر آؤ چنانچہ ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے

اور اس وقت ہم چُوڑوں کی طرح (بہت کم سن) تھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”بال مونڈنے والے کو بلا کر میرے پاس لاؤ“ (جب وہ آگیا تو) آپ ﷺ نے اسے (ہمارے بال) مونڈنے کا حکم دیا اور اسی نے ہمارے سروں کو مونڈا۔“

(ابوداؤد: ۴۱۹۲ وسندہ صحیح وصححه النووي في رياض الصالحين: ۱۶۴۲ علی شرط البخاري ومسلم، النسائي: ۵۲۲۹)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کا آدھا سر مونڈا ہوا تھا اور آدھا نہیں مونڈا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اِحلقوه کله أو اترکوه کله .

”اس کے سر کے سارے بالوں کو مونڈ دو یا سارے بال چھوڑ دو۔“

(ابوداؤد: ۴۱۹۵ وسندہ صحیح)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سر کے تمام بالوں کو بطور ضرورت مونڈنا صحیح ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینے میں قربانی کی اور اپنا سر مونڈا یعنی مونڈوایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/ ۲۳۷ - ۱۳۸۸۸ وسندہ صحیح، طبعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

بہتر یہی ہے کہ حج اور عمرے کے علاوہ عام دنوں میں سر نہ منڈایا جائے لیکن اگر

کوئی بیماری یا عذر ہو تو ہر وقت سر منڈوانا جائز ہے۔ جو کام بچوں کے لئے جائز ہے وہ کام

بڑوں کے لئے بھی جائز ہے اِلا یہ کہ کوئی صریح و خاص دلیل مردوں کو اس سے خارج کر

دے۔ خوارج کے ساتھ خشوع نماز، قراءت قرآن اور سر منڈانے میں مشابہت کا یہ

مطلب غلط ہے کہ یہ افعال ناجائز ہیں۔

۴۔ حج اور عمرہ کے موقع پر۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ لَا مَحْلَقِينَ رءُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَسُكْمٌ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ﴿[الفتح: ۲۷]

”تم لوگ مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے ان شاء اللہ اس حال میں کہ تم سر منڈائے اور بال ترشوائے ہو گے کسی کا خوف نہ ہوگا۔“

حدیث میں ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

”حلق رسول اللہ ﷺ فی حجته“

”رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع پر اپنے سر کے بال منڈوائے۔“

(صحیح البخاری: ۱۷۲۶)

تفصیل کے لیے دیکھئے: صحیح البخاری (۱۷۲۶-۱۷۳۰)

جانور ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوایا جائے تو بھی صحیح ہے۔

(صحیح البخاری: ۱۷۲۱)

عمرہ کے بعد سر کے بال منڈوانا صحیح ہے۔ (صحیح البخاری: ۱۷۳۱)

حج یا عمرہ میں بالوں کو کٹوانا بھی صحیح ہے۔ (صحیح البخاری: ۱۷۲۷، ۱۷۳۱)

**فائدہ (۱):** مذکورہ صورتوں میں بالوں کا مونڈنا تو ثابت ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام مونڈنے سے منع بھی نہیں فرمایا جس کام میں خاموشی ہو اس کا کرنا جائز ہے چنانچہ سر کے تمام بالوں کو مونڈنا جائز ہے مگر افضل و سنت یہی ہے کہ بال (وفرہ، جمہ، لمہ) رکھے جائیں کیونکہ احرام کھولنے کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں کی یہی کیفیت بیان ہوئی ہے۔

(دیکھئے: احکام و مسائل شیخ نور پوری ۱/۵۳۱)

**فائدہ (۲):** سر کے بال قینچی سے کٹوانا بھی جائز ہے۔

قرآن میں ہے کہ:

﴿لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ لَا مُحَلِّقِينَ رُءُ

وَسُكْمٍ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ﴾ [الفتح: ۲۷]

تم لوگ مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے ان شاء اللہ اس حال میں کہ تم سر محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

منڈوائے اور بال ترشوائے ہوئے ہو گے کسی کا خوف نہیں ہوگا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” اے اللہ رحمت کر سرمنڈوانے والوں پر، صحابہ نے عرض کیا: اور بال

ترشوانے والوں پر اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ

رحمت کر سرمنڈوانے والوں پر، صحابہ نے عرض کیا اور بال ترشوانے والوں پر،

آپ ﷺ نے فرمایا: اور بال ترشوانے والوں پر۔“ (صحیح بخاری: ۱۷۲۷)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی ایک

جماعت نے سرمنڈوایا اور بعض صحابہ نے بال ترشوائے۔ (صحیح بخاری: ۱۷۲۹)

فاتحہ (۳): کاٹے ہوئے بالوں کو دفن کرنا ضروری نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر نے صحیح بخاری

کی (۵۹۳۸) حدیث سے یہ استدلال کیا ہے۔ (فتح الباری ۱/۶۱۱)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ وہ بالوں (اور ناخنوں) کو (زمین میں) دفن

کر دیتے تھے۔

(کتاب الترجل للخلال: ۱۴۶ و سندہ حسن، عبداللہ بن عمر العمري حسن الحديث عن نافع و

ضعيف الحديث عن غيره، و محمد بن علي هو حمدان بن علي بن عبدالله بن جعفر: ثقة)

امام احمد بھی انھیں دفن کرنے کے قائل تھے۔ (الترجل: ۱۴۶ و سندہ صحیح)

قاسم بن محمد بن ابی بکر اپنے بال منیٰ میں دفن کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۷/۸۱ ح ۲۵۶۵۴ و سندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ بالوں کو دفن کرنا جائز یا بہتر ہے اور اگر نہ کئے جائیں تو بھی جائز ہے۔

اعتراض کا جواب:

بعض کہتے ہیں کہ سرمنڈانا منع ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے سرمنڈانا خارجیوں کی

علامت ہے۔ حالانکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو خارجی ہے وہ سرمنڈاتا ہے یہ مقصود نہیں کہ جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



سرمنڈاتا ہے وہ خارجی ہے۔ (دیکھئے احکام ومسائل للشیخ نورپوری ۱/۵۳۱)  
**فائدہ (۴):** دائیں طرف سے پہلے بالوں کو کٹوائیں۔

تفصیلی بحث کے لیے دیکھیں: فتح الباری (۱/۳۶۴)

سفید بالوں کے احکام: اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

- ۱۔ سفید بالوں کو اکھیڑنا
- ۲۔ سفید بالوں کو رنگ کرنا
- ۱۔ سفید بالوں کو اکھیڑنا حرام ہے۔

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لاتنتفوا الشیب فإنہ نور المسلم“۔ إلخ سفید بالوں کو نہ اکھیڑو کیونکہ بڑھاپا (بالوں کا سفید ہونا) مسلمان کے لیے نور ہے جو شخص حالت اسلام میں بڑھاپے کی طرف قدم بڑھاتا ہے (جب کسی مسلمان کا ایک بال سفید ہوتا ہے) تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔“ (أبو داود: ۴۲۰۲ وسندہ حسن، ابن عجلان صرح بالسماع) امام ترمذی (۲۸۲۱) نے اس حدیث کو حسن کہا ہے

۲۔ سفید بالوں کو رنگنا۔

بالوں کو رنگنا خضاب کہلاتا ہے اور اس کی درج ذیل صورتیں اور قسمیں ہیں:

۱۔ رسول اللہ ﷺ نے سفید بالوں کو رنگنے کا حکم دیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غیر والشیب

ولا تشبہوا بالیہود“ بڑھاپے (بالوں کی سفیدی) کو (خضاب کے ذریعے) بدل ڈالو اور (خضاب نہ لگانے میں) یہودیوں کی مشابہت نہ کرو۔

(الترمذی: ۱۷۵۲ وقال: ”حسن صحیح وسندہ حسن)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہودی اور نصرانی

(عیسائی) خضاب نہیں لگاتے، لہذا تم ان کے خلاف کرو (تم خضاب لگاؤ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ (موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ) (۲۱۰۳)

۲۔ مہندی کا خضاب (رنگ) لگانا یا مہندی میں کوئی چیز ملا کر سفید بالوں کو رنگین کرنا بھی جائز ہے۔

۳۔ زرد خضاب لگانا بھی ٹھیک ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دباغت دیئے ہوئے اور بغیر بال کے چڑے کا جوتا پہنتے تھے اور اپنی ریش (داڑھی) مبارک پر آپ درس (ایک گھاس جو یمن کے علاقے میں ہوتی تھی) اور زعفران کے ذریعے زرد رنگ لگاتے تھے۔“

(ابو داؤد: ۴۲۱۰ و سندہ حسن، النسائی: ۵۲۴۶)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ سرخ اور زرد خضاب لگایا ہے اور بعض دفعہ نہیں بھی لگایا۔ نیز دیکھئے: فتح الباری (۳۵۴/۱۰)

شیخ نور پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو رنگنے کا بھی ذکر ہے اور نہ رنگنے کا بھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا رنگنے سے تعلق امر مندب پر محمول ہے البتہ کل کے کل بال سفید ہو جائیں کوئی ایک بال بھی سیاہ نہ رہے تو پھر رنگنے کی مزید تاکید ہے۔“

(احکام و مسائل شیخ نور پوری ۵۳۱/۱)

۳۔ سفید بالوں میں سیاہ خضاب (رنگ) لگانا درج ذیل دلائل کی روشنی میں حرام ہے:

۱۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”غیروا هذا بشيء، واجتنبوا السواد“ اس کا رنگ بدلو اور کالے رنگ سے بچو۔ (صحیح مسلم: ۵۰۰۹/۲۱۰۲)

۲۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایسی تو میں آخر زمانہ میں آئیں گی جو کبوتر کے پوٹوں کی طرح کالے رنگ کا خضاب کریں گی محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائیں گی۔“ (أبو داود: ۴۲۱۲ و سندہ صحیح، النسائی: ۵۰۷۸)  
 [اس کا راوی عبد الکریم الجزری (مشہور ثقہ) ہے۔ دیکھئے شرح السنہ للبغوی ۹۲/۱۲ ح ۳۱۸۰]  
 درج ذیل علماء نے بھی کالے خضاب کو دلائل کی روشنی میں حرام قرار دیا ہے:

۱۔ امام نووی (شرح مسلم: ۱۹۹/۲)

۲۔ حافظ ابن حجر (فتح الباری: ۵۷۶/۶)

۳۔ ابوالحسن سندھی (حاشیہ ابن ماجہ: ۱۶۹/۴)

۴۔ عبدالرحمن مبارکپوری (تحفة الاحوذی: ۵۷/۳)

تفصیل کے لیے دیکھیں (سیاہ خضاب کی شرعی حیثیت از امام بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ):

### مصنوعی بال (وگ) لگانا حرام ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لعن الله الواصلة والمستوصلة.

”اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو بال جوڑنے اور جڑوانے والی پر۔“ (صحیح البخاری

: ۵۹۳۳)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلے میں بہت سی احادیث لائے ہیں تفصیل کے لیے دیکھیں۔

(صحیح البخاری: ۵۹۳۲-۵۹۳۸ اور ۵۹۴۰-۵۹۴۳)

### وضو میں سر کا مسح کرنا:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مسنون وضو کا طریقہ خود عمل کر کے دکھلایا۔ اس میں

آپ نے سر کا مسح اس طرح کیا کہ ”دونوں ہاتھ سر کے اگلے حصہ سے شروع کر کے

گدی تک پیچھے لے گئے پھر پیچھے سے آگے اسی جگہ لے آئے جہاں سے مسح شروع

کیا تھا۔“ (صحیح البخاری: ۱۸۵، صحیح مسلم: ۲۳۵)

۲۔ مکمل سر کا مسح کرنا چاہئے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَأَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ﴾ [المائدة: ۶]

”اور تم مسح کرو اپنے سروں کا۔“

حمران مولیٰ عثمان (رضی اللہ عنہ) نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، حمران بیان فرماتے ہیں کہ: ”تم مسح برأسه“ پھر آپ ﷺ نے اپنے سر کا مسح کیا۔ (صحیح البخاری: ۱۵۹)

اور سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی یہی گزرا ہے۔

امام بخاری نے باب قائم کیا ہے: ”باب مسح الرأس كله“ مکمل سر کا مسح کرنا۔

(صحیح بخاری قبل ج: ۱۸۵)

۳۔ سر کا مسح ایک ہی دفعہ کرنا چاہئے۔ (صحیح بخاری: ۱۸۶، صحیح مسلم: ۲۳۵)

صحیح بخاری: ۱۹۲ میں سر پر ایک مرتبہ مسح کرنے کا ذکر ہے اور اس حدیث

پر باب باندھا ہے۔ ”باب مسح الرأس مرة“ سر پر ایک مرتبہ مسح کرنا ہے۔

امام ابن قیم لکھتے ہیں کہ:

”والصحيح أنه لم يكرر مسح رأسه“ صحیح بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تکرار

مسح الرأس نہیں کیا۔

(ابن القیم) مزید لکھتے ہیں کہ:

”تكرار مسح کے بارے میں جو احادیث آتی ہیں اگر کوئی صحیح ہے تو وہ صریح نہیں

ہے اور اگر صریح ہے تو وہ صحیح نہیں ہے۔“ (زاد المعاد: ۱/۹۳)

تفصیلی بحث کے لیے دیکھیں: عون المعبود (۱/۹۳ ط دار احیاء التراث) اور تحفة

الاحوذی (۱/۴۴-۴۶)

”صحیح مسلم (۱/۱۲۳) میں بھی سر پر ایک مرتبہ مسح کرنے کا ذکر

ہے۔ امام ابو داؤد نے بھی سر پر ایک دفعہ مسح کرنے کو ترجیح دی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(قبل ج: ۳۴)

- ۴۔ بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ صرف چوتھائی سر کا مسح فرض ہے، یہ بالکل غلط بات ہے۔
- ۵۔ پگڑی پر مسح کرنا صحیح ہے۔

جعفر بن عمر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے عمامہ مبارک پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (صحیح البخاری: ۲۰۵)

۶۔ پیشانی اور پگڑی دونوں پر بھی مسح کرنا صحیح ہے۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، آپ نے اپنی پیشانی، اپنی پگڑی اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ (صحیح مسلم: ۲۷۳)

۷۔ سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہئے۔

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ”مسح برأسه بماء غیر فضل یدہ“ آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کا مسح تازہ پانی لے کر کیا۔

(صحیح مسلم: ۱۲۳/۱ درسی ح: ۲۳۶)

۸۔ سر کے مسح کے لیے نیا پانی نہ لینا اور صرف ہاتھوں پر موجود تری سے مسح کرنا بھی صحیح ہے۔

مشہور تابعی عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ (وضو کے دوران میں) ہاتھوں پر بچے ہوئے پانی سے مسح کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ۲۱/۱ ح ۲۱۲ وسندہ صحیح)

**تنبیہ:** بہتر یہی ہے کہ سر اور کانوں کے مسح کے لئے تازہ پانی لیا جائے۔

۹۔ غسل جنابت سے وضو میں سر کا مسح کرنے کے بجائے پانی سر پر ڈالنا چاہئے۔

۱۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل کا ارادہ فرمایا: ”ثم أفاض علی رأسه الماء“ پھر آپ ﷺ نے اپنے سر پر پانی ڈالا۔

(صحیح البخاری: ۲۷۴)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے غسل جنابت کے متعلق سوال کیا: ”حتى إذا بلغ رأسه لم يمسح وأفرغ عليه الماء“

جب آپ وضو کرتے ہوئے سر تک پہنچے تو آپ نے سر کا مسح نہیں کیا بلکہ سر پر پانی ڈالا۔

(سنن النسائي: ۴۲۲ و سندہ صحیح غریب)

اس حدیث پر امام نسائی نے یہ باب باندھا ہے ”باب ترك مسح الرأس في

الوضوء من الجنابة“ جنابت کے وضو میں سر کے مسح کو ترک کرنا۔

(النسائي: ۲۰۵/۱ قبل ح- ۴۲۲)

۲۔ سر پر تین بار پانی ڈالنا چاہئے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ”وغسل رأسه ثلاثاً“

آپ ﷺ نے اپنے سر کو تین بار دھویا۔ (صحیح البخاری: ۲۶۵)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”میں اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں۔“ (صحیح البخاری: ۲۵۴)

امام بخاری نے یہ باب باندھا ہے کہ ”جس آدمی نے اپنے سر پر تین مرتبہ پانی

ڈالا“ اس کے تحت اور بھی احادیث لائے ہیں۔

۳۔ سر پر پہلے دائیں طرف پانی ڈالیں پھر بائیں طرف۔ (صحیح البخاری: ۲۵۸)

غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح کرنا بھی صحیح ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

”بے شک نبی ﷺ جب غسل جنابت کرتے پہلے آپ اپنے ہاتھوں کو دھوتے“

”ثم توضع كما يتوضأ للصلاة“ پھر آپ وضو کرتے جس طرح نماز کے لیے وضو

کرتے۔ (صحیح البخاری: ۲۴۸)

جب ہم نماز کا وضو کرتے ہیں تو اس میں سر کا مسح کرتے ہیں۔

نو مسلم (New Muslim) کے بال:

**تنبیہ:** سنن أبي داود ( ۳۵۶ ) مستدرک الحاکم ( ۵۷۰ / ۳ ح ۶۴۲۸ ) اور المعجم الكبير للطبراني ( ۱۹ / ۱۴ ح ۲۰ ) کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر مسلمان ہونے کے بعد سر کے بال منڈوائے گا۔ یہ ساری روایات ضعیف و مردود ہیں اور انھیں حسن قرار دینا غلط ہے۔

### بچوں کے بالوں کے احکام:

۱۔ جب بچہ سات دن کا ہو جائے تو ساتویں دن بچے کے سر کے بال منڈانے چاہئیں۔ (متقی ابن الجارود: ۹۱۰ و سندہ حسن، روایۃ الحسن عن سمرۃ کتاب والإحتجاج بالکتاب صحیح والحمد لله)

۲۔ جو بال ساتویں دن اتارے جائیں تو ان کے برابر وزن کر کے چاندی صدقہ کی جائے۔ (السنن الكبرى للبيهقي ۱۹ / ۳۰۴ و سندہ حسن)

۳۔ بالوں کو تھوڑا سا چھوڑ کر باقی منڈوا دینا منع ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ”نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن القزع“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا۔ (صحیح البخاری: ۵۹۲۰، صحیح مسلم: ۲۱۲۰)

قزع کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ سر کے بال سارے نہ مونڈنا بلکہ جگہ جگہ سے پھنے ہوئے بادلوں کے طرح ٹکڑیوں میں مونڈنا۔

۲۔ درمیان سے سر کے بال مونڈنا اور اطراف میں بال چھوڑ دینا۔

۳۔ اطراف مونڈنا اور درمیان سے سر کے بال چھوڑ دینا۔

۴۔ آگے سے بال مونڈنا اور پیچھے سے چھوڑ دینا۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی کمال محبت محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

وشفقت ہے۔ انسانی جسم میں بھی عدل کا خیال رکھا کہ سر کا بعض حصہ مونڈ کر اور بعض حصہ ترک کر کے سر کے ساتھ بے انصافی نہ کی جائے۔ بالوں سے کچھ حصہ سر کا ننگا کر دیا جائے اور کچھ حصہ ڈھانک دیا جائے یہ ظلم کی ایک قسم ہے۔“ (تحفة المودود بأحكام المولود ص ۶۹)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر کا کچھ حصہ منڈا ہوا تھا اور بعض چھوڑا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے سے روکا اور فرمایا:

احلقوه كله أو اتركوه كله .

”تم اس کا سارا سر مونڈو یا سارا سر چھوڑو۔“ (ابو داؤد: ۴۱۹۵ و سندہ صحیح)

اس حکم میں جوان اور بڑے مرد بھی شامل ہیں اور صرف بچوں کی تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

مسلمان عورت کے سر کے بال:

عورت اپنے سر کے بال نہیں کٹوا سکتی کیونکہ اس سے مردوں کی مشابہت لازم آتی ہے، لہذا منع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لعن الله المشتبهين من الرجال بالنساء والمشتبهات من النساء بالرجال . (صحیح البخاری: ۵۸۸۵)

”اللہ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں اور

(اللہ لعنت کرے) ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں۔“

آج کی جدت پسند عورت ہر کام میں اپنے آپ سے مردوں کو حقیر سمجھتی ہے۔ اللہ

نے عورت کو جو مقام دیا ہے وہ اس سے زیادہ کی عزت و احترام کے مستحق ہے۔ اسی لیے وہ ذلیل



بنتی جا رہی ہے۔ یاد رہے عورت کی عزت اور مقام اسی میں ہے کہ وہ مردوں کی مشابہت بالکل اختیار نہ کرے۔

وہ عورت اللہ کی لعنت کی مستحق ہے، جو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے کے لیے سر کے بالوں کو کٹواتی ہے۔

حج اور عمرہ کے موقع پر جب عورت احرام کھولے تو سر کے بالوں کو (آخر سے تقریباً ایک انچ تک) کتروانا چاہئے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

ليس على النساء الحلق إنما على النساء التقصير.

” (حج یا عمرہ سے احرام کھولنے کے بعد) عورتوں پر سر منڈوانا نہیں بلکہ بال کتروانا ہے۔“

(أبو داود: ۱۹۸۵، الدارمی: ۱۹۱۱ و سندہ حسن، وحسنہ ابن حجر فی التلخیص الحبیبر ۲/۲۶۱)

عورت کا اپنے سر کے بال منڈوانا حرام ہے:

دلیل کے لئے دیکھئے فقرہ سابقہ: ۲

عورت مجبوری (شدید بیماری) کی حالت میں اپنے سر کے بال منڈوا بھی سکتی ہے۔

فوت شدہ عورت کے بالوں کو تین حصوں میں گوند کر پیچھے ڈال دینا چاہئے۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی وفات پا گئی ہم نے (غسل دینے کے بعد) اس کے بال تین حصوں میں گوند کر پیچھے ڈال دیئے۔

(صحیح البخاری: ۱۲۶۳)

جنبی عورت کا غسل جنابت میں اپنے سر کے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں بلکہ اسی

طرح اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالے۔ (صحیح مسلم: ۳۳۰)

اگر عورت نے حیض (ماہواری کا خون) یا نفاس (وہ خون جو بچے کی پیدائش کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بعد چالیس دن تک جاری رہتا ہے) کے ختم ہونے پر غسل کرنا ہے تو پھر سر کے بالوں کا کھولنا ضروری ہے۔ (صحیح البخاری: ۳۱۷)

**فانہ:** نفاس اور حیض کا ایک ہی حکم ہے۔ (دیکھیں صحیح البخاری: ۲۹۸)  
حیض (یا نفاس) سے نہاتے وقت بالوں میں کنگھی کرنی چاہئے۔

(صحیح البخاری: ۳۱۶)

نماز پڑھتے وقت بالغ عورت اپنے سر کے بالوں کو چادر سے ڈھانپ کر نماز پڑھے ورنہ نماز نہیں ہوتی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لا يقبل الله صلاة حائض إلا بخمار.

”جس عورت کو حیض آتا ہے (جو بالغ ہے) اللہ تعالیٰ اس کی نماز دوپٹہ کے

بغیر قبول نہیں کرتا۔“

(أبو داود: ۶۴۱، الترمذی: ۳۷۷، ابن ماجہ ۶۵۵ المعجم لابن الأعرابي ۳۲۵/۲، ۳۲۶ ح

۱۹۹۶ وهو حدیث صحیح)

**تنبیہ:** اگر سر پر اتنا باریک کپڑا ہے جس سے سر کے بال نظر آرہے ہیں تو اس میں بھی نماز صحیح نہیں ہوگی کیونکہ عورت کو سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

عورت کے لیے حرام ہے کہ وہ اپنے بال غیر محرموں کے سامنے کھلے چھوڑے:

کیونکہ غیر محرم سے عورت کا پردہ کرنا فرض ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ

عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ

اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۱۵۹﴾ الاحزاب: ۱۵۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اے نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادروں کے پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔ اس طرح زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انھیں ستایا نہ جائے اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

امام ابن سیرین نے ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کی تفسیر کے متعلق عبیدہ السلمانی سے سوال کیا تو انھوں نے اپنا چہرہ اور سر ڈھانپ لیا اور اپنی بائیں آنکھ ظاہر کی۔ (تفسیر ابن جریر ۳۳/۲۲ و سندہ صحیح، من طریق ابن عون عن محمد بن سیرین بہ) یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ اگر انگریز کافر عورت کی طرح پردہ کو مسلمان عورت نے بھی دور کر دیا تو کل قیامت کے دن انھی کافر عورتوں کی صف میں کھڑی ہوگی۔

درج ذیل مسئلوں میں عورت کے سر کے بالوں کے احکام مرد کی طرح ہیں مثلاً:

- ۱۔ بال پاک ہیں، ۲۔ بالوں کی خرید و فروخت کرنا ناجائز ہے، ۳۔ بالوں کو کنگھی کرنا، ۴۔ کنگھی دائیں سے شروع کرنا، ۵۔ مانگ تالو سے نکالنا، ۶۔ بالوں میں تیل لگانا، ۷۔ بالوں کو گوند کر یا چوٹی بنا کر نماز نہ پڑھنا، ۸۔ بالوں کو کسی چیز سے چپکانا، ۹۔ سفید بالوں کو اکھیڑنا حرام ہے، ۱۰۔ سفید بالوں کو کالے رنگ کے علاوہ مہندی یا زرد رنگ یا کسی اور رنگ سے رنگنا، ۱۱۔ مصنوعی بال (وگ) لگانا حرام ہے، ۱۲۔ وضو میں سر کا مسح کرنا، ۱۳۔ غسل جنابت کے وضو میں سر کا مسح کرنے کے بجائے تین چلو ڈالنا، یا مسح کرنا۔

مذکورہ تمام احکام کی تفصیل (مسلمان مرد کے بالوں کے احکام) میں گزر چکی ہے۔

## ابروؤں کے بالوں کے احکام

(یہ احکام عورت کے ساتھ خاص ہیں)

ابروؤں کے بال اتارنا یا باریک کرنا حرام ہیں:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”گودنے والی، خوبصورتی کے لئے ابروؤں کے بال اتارنے والی (یا باریک کرنے والی) اور دانتوں کو جدا کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو، جو اللہ کی خلقت کو بدلتی ہیں، یہ حدیث بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی اس کی کنیت ام یعقوب تھی، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی: مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ تم نے ایسی ایسی عورت پر لعنت کی ہے؟ انھوں نے کہا: بے شک میں تو ضرور اس پر لعنت کروں گا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور اللہ کی کتاب میں اُس پر لعنت آئی ہے۔ وہ عورت کہنے لگی: میں نے تو سارا قرآن جو دو تختیوں کے درمیان ہے پڑھا ہے، اس میں تو کہیں ان عورتوں پر لعنت نہیں آئی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو قرآن کو (غور و فکر اور سمجھ کر) پڑھتی تو ضرور یہ مسئلہ پالیتی کیا قرآن میں تو نے یہ نہیں پڑھا کہ پیغمبر جس بات کا تم کو حکم دے اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہو؟ اس نے کہا: جی ہاں یہ آیت تو قرآن میں ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں سے منع کیا ہے۔ وہ عورت کہنے لگی: تمہاری محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ بیوی بھی تو یہ کرتی ہے، انھوں نے کہا: جادیکھ جب وہ ٹی وہاں کوئی بات نہ

پائی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا اگر میری بیوی ایسے کام کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی۔“ (صحیح البخاری: ۴۸۸۶)

اللہ تعالیٰ ہماری مسلمان ماؤں اور بہنوں کو اس لعنت کے مستحق عمل سے محفوظ فرمائے۔  
**فائدہ (۱):** چہرے کے بالوں کو نوچنا خوبصورتی کے لیے حرام ہے۔

یہ عورتوں کے ساتھ خاص ہے۔ دلیل (ابروؤں کے بالوں کے احکام میں گزر چکی ہے)  
**فائدہ (۲):** عورت کا اپنے چہرے کے غیر عادی بالوں (داڑھی یا مونچھیں) کو زائل کرنا درست ہے۔

حافظ ابن حجر نے امام نووی کا قول نقل کیا ہے کہ:

”چہرے سے بال نوچنے سے داڑھی، مونچھیں یا بچہ داڑھی مستثنیٰ ہیں عورت کا انھیں زائل کرنا حرام نہیں بلکہ مستحب ہے۔“  
 پھر حافظ ابن حجر نے کہا کہ:

”اس قول کو مفید کہا جائے گا کہ وہ عورت اپنے خاوند سے اجازت لے کہ میں اپنی داڑھی یا مونچھیں یا بچہ داڑھی زائل کر لوں یا اسے اس کا علم ہونا چاہئے ورنہ خاوند کو دھوکا رہتا ہے۔“ (فتح الباری: ۱۰/۴۶۲)  
 شیخ محمد بن الصالح العثیمین لکھتے ہیں:

”ایسے بال جو جسم کے ان حصوں میں اُگ آئیں جہاں عادتاً بال نہیں اُگتے مثلاً عورت کی مونچھیں اُگ آئیں یا رخساروں پر آجائیں تو ایسے بالوں کے اتارنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ خلافِ عادت اور چہرے کے لیے بدنمائی کا باعث ہیں۔“ (فتاویٰ برائے خواتین: ص ۳۴۲، ۳۴۳)

رخساروں کے بالوں کے احکام:

(یہ مردوں کے ساتھ خاص ہیں)

للحکمۃ (دلاڑھی) کہ ان ترمیمات معتمدہ میں موصوفات ”دو نوں شہدات“ اور ”دو نوں شہدات“ کے بال

(القاموس الوحيد ص ۱۴۶۲)

بچہ داڑھی بھی داڑھی میں شامل ہے:

”عنفقہ“ (نچلے ہونٹ اور تھوڑی کے درمیان کے بال) بھی داڑھی میں شامل ہے جو اسے خارج سمجھتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ جو بال نیچے کے چاڑے پر ہیں ان کے داڑھی میں داخل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

(فتاویٰ اہل حدیث ۲۷۳/۱ بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ۵۷/۱)

**فائدہ:** گھنڈی اور گردن کے بال داڑھی میں شامل نہیں، ان کو لینا جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ: ۷۸۲/۱)

## داڑھی کے احکام

داڑھی رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية .  
 ”دس خصائیس فطرت میں سے ہیں جن میں سے مونچھیں تراشنا اور داڑھی  
 بڑھانا بھی ہے۔“ (صحیح مسلم: ۲۶۱)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

خالقوا المشركين وفروا اللحي واعفوا الشوارب .

”مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو پست کرو۔“

(صحیح البخاری: ۵۸۹۲، صحیح مسلم: ۲۵۹)

”صحیح بخاری: ۵۸۹۳“ میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ:

انھکوا الشوارب واعفوا اللحي .

”داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو اچھی طرح کاٹو۔“

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) اہل

کتاب داڑھیوں کو کاٹتے ہیں اور مونچھوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم

مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

(مسند أحمد: ۲۶۴/۵ و سندہ حسن، حسنہ ابن حجر فتح الباری ۱۰/۳۵۴)

معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔

حافظ عبدالحق خان نے مزید فرمایا کہ: **مستحب و مستفاد میں خصوصیات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ**

”کچھ لوگوں نے یہ مسئلہ بنایا ہے کہ داڑھی رکھنا سنت ہے، فرض نہیں۔ عام لوگوں کا یہ ذہن ہے اس کو سنت سمجھتے ہیں، یہ نظر یہ بھی غلط ہے، داڑھی رکھنا بڑھانا سنت نہیں بلکہ فرض ہے، واجب ہے اور داڑھی کٹنا فرض اور واجب کی خلاف ورزی ہے، نافرمانی ہے، حرام ہے اور گناہ ہے۔“

(مقالات نور پوری: ص ۲۷۸)

مٹھی سے زائد داڑھی کا ٹنبا بالکل غلط ہے:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ ان کا اپنا عمل ہے اور ان کا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا۔ صحابی کا اپنا قول اور اپنا عمل دلیل نہیں بنتا صحابی رضی اللہ عنہما اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و عمل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویب تقریر بیان کریں تو وہ دلیل ہے صحابی کا اپنا عمل اور قول دلیل نہیں جب یہ دلیل نہیں تو اس سے گنجائش کیسے ملی؟

اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿اَتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ [الاعراف: ۳]

”جو کچھ رب تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کی اتباع کرو اور اس

کے علاوہ اولیاء کی اتباع نہ کرو تم بہت ہی تھوڑی نصیحت حاصل کرتے ہو۔“

نصیحت حاصل کرو ﴿مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ﴾ یہ حجت ہے یہ دلیل ہے قرآن مجید ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حدیث ہو یہ دلیل ہیں موقوفات اور بزرگوں کے اقوال یہ دین میں دلیل نہیں بنتے۔“ (مقالات نور پوری: ص ۲۶۴، ۲۶۷)

تفصیلی بحث مفصل کتاب میں دیکھیں۔

سفید داڑھی کو رنگنا بھی چاہیے:

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ اپنے سر کے بالوں کو مہندی لگائی ہوئی تھی۔ (مسند احمد ۱۶۳/۴ ح ۱۷۴۹۸ و سندہ صحیح)



## موچھوں کے احکام

موچھوں کو ترشوانا چاہئے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”عشر من الفطرة قص الشارب ...“

دس خصلتیں فطرت میں سے ہیں (جن میں) موچھیں تراشنا بھی ہیں۔

(صحیح مسلم: ۲۶۱)

موچھوں کو ترشوانے میں چالیس دن سے تاخیر نہ کرے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”وقت لنا في قص الشارب وتقليم الأظفار ونتف الإبط وحلق

العانة أن لا نترك أكثر من أربعين ليلة“

ہمارے لیے وقت مقرر کیا گیا کہ ہم موچھوں کو ترشوانا، ناخنوں کو اتارنا، بغلوں کے

بال نوچنا اور زیر ناف بال مونڈھنے کو چالیس دنوں سے زیادہ تاخیر نہ کریں۔

(صحیح مسلم: ۱۲۹/۱ - ۲۵۸)

ساری موچھوں (یا بعض موچھوں) کو قینچی سے کاٹنا صحیح احادیث سے ثابت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من لم يأخذ من شاربه فليس منا .

”جو شخص موچھوں میں سے نہ لے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

(المنن الكبرى للنسائی: ۹۲۹۳ وسندہ صحیح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما موچھیں اتنی کاٹتے کہ ان کی (سفید) جلد نظر آتی تھی۔

(صحیح البخاری قبل ح ۵۸۸۸ تعلقاً، رواہ الأثرم کما فی تعلق التعلق ۷۲/۵ و سندہ حسن، الطحاوی فی معانی الآثار ۲۳۱/۴ و سندہ صحیح)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بعض اوقات اپنی موچھوں کو تاؤ دیتے تھے۔

(دیکھئے: کتاب العلل و معرفة الرجال للامام احمد ۱/۲۶۱ ح ۱۵۰۷ و سندہ صحیح)

امام مالک کی بھی باریک سروں والی لمبی موچھیں تھیں۔

(حوالہ مذکورہ: ۱۵۰۷ و سندہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی لمبی موچھوں کو مسواک سے کاٹا (یا

کٹوایا) تھا۔ (دیکھئے: سنن أبي داود: ۱۸۸ و سندہ صحیح)

امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے (ایک دفعہ) اپنی موچھوں کو اُسترے سے منڈوایا تھا۔

(دیکھئے: التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة (ص ۱۶۰ ح ۳۱۱ و سندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ موچھیں کاٹنا اور منڈانا دونوں طرح جائز ہیں تاہم بہتر یہی ہے کہ

موچھیں اُسترے کے بجائے قینچی سے کاٹی جائیں۔

فائدہ: موچھوں کو کٹوانا افضل ہے اور منڈوانا بھی جائز ہے تفصیل کے لیے دیکھیں۔

(زاد المعاد: ۱/۱۷۸-۱۸۲)

## بغلوں کے بالوں کے احکام

بغلوں کے بالوں کو نوچنا بھی فطرت سے ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۶۱۱)  
جو شخص بغلوں کے بال اکھاڑنے پر قادر نہ ہو تو وہ انہیں مونڈ سکتا ہے۔  
ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ [التغابن: ۱۶]

”اللہ سے ڈرو جتنی طاقت رکھتے ہو۔“

(نیز دیکھئے: کتاب الترجل: ص ۱۵۰، والمجموع: ۱/۲۸۸)

بغلوں کے بالوں کو نوچنے میں چالیس دن سے تاخیر نہ کرے۔

(صحیح مسلم: ۱۲۹/۱-۲۵۸)

### زیر ناف بالوں کے احکام:

زیر ناف بالوں کو مونڈنا فطرت سے ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۶)

زیر ناف بالوں کو مونڈھنے میں چالیس دن سے تاخیر نہ کرے۔

(صحیح مسلم: ۱۲۹/۱-۲۵۸)

**فائدہ:** فوت شدہ کے زیر ناف بالوں کو مونڈھنا بھی درست ہے اور نہ مونڈھنا بھی دونوں طرح کے آثارِ سلف صالحین سے مروی ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۱۰۹۴۵، ۱۰۹۵۴، ۱۰۹۴۷، الأوسط: ۳۲۹، ۳۲۸/۵ مسائل أحمد

لأبي داود: ص ۱۴۱)

لیکن بہتر یہی ہے کہ یہ بال نہ مونڈے جائیں۔

کانوں کے اندرونی (سینہ، کمر، بازوؤں، پشت، ٹانگوں، رانوں، ہاتھوں اور پاؤں پر اُگے ہوئے بالوں کے احکام

جسم پر اُگے ہوئے بالوں کی بعض اقسام کے احکام قرآن و حدیث نے بیان کر دیئے ہیں اور بعض کے نہیں بیان کئے یعنی ان سے خاموشی اختیار کی ہے جس چیز سے شریعت نے خاموشی اختیار کی ہو (اور دوسرے قرائن سے اس کی نفی بھی نہ ہو رہی ہو تو) اس کا کرنا جائز ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ سینہ، کمر اور بازوؤں کے بال کاٹنا اور مونڈنا جائز ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

ناک میں اُگے ہوئے بالوں کو اکھیڑنا:

اس کے متعلق بھی شریعت خاموش ہے ان کا اکھیڑنا بھی جائز ہے۔

**نوٹ:** اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو فضول نہیں بنایا، ناک میں اُگے ہوئے بالوں اور اس سے پہلی قسم کے بالوں کے اگانے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمتیں ہیں جو شاید ہم پر (علم نہ ہونے کی وجہ سے) مخفی ہیں، لہذا ان کو اپنی حالت میں چھوڑنا ہی بہتر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

کپڑی کے بالوں کے احکام:

۱۔ نبی ﷺ کی کپڑی کے چند بال سفید تھے۔

(صحیح البخاری: ۳۵۵۰ و صحیح مسلم: ۲۳۱)

۲۔ جس روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے وضو میں کپڑیوں کا مسح کیا تھا۔

(سنن أبي داود: ۱۲۹ و سنن الترمذی: ۳۴)

اس کی سند عبد اللہ بن محمد بن عقیل (ضعیف) کی وجہ سے ضعیف ہے۔

## صف بندی کے مسائل

انتہائی اختصار کے ساتھ صف بندی کے مسائل پیش خدمت ہیں:

صفوں میں مل کر کھڑا ہونا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص صف ملائے گا اللہ بھی اسے (اپنی رحمت سے)

ملائے گا۔“

[ابو داؤد: ۶۶۶ و سننہ حسن، اسے امام ابن خزیمہ (۱۵۴۹) حاکم (۲۱۳۱) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے]

صفوں کو برابر کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سووا صفو فکم“ تم اپنی صفوں کو برابر کرو۔

[صحیح بخاری: ۷۲۳، صحیح مسلم: ۴۳۳]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو (اس

طرح) برابر کرتے گویا تیروں کو برابر کرتے ہوں۔ [صحیح مسلم: ۴۳۶]

صفوں کو سیدھا کرنا چاہئے:

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف

رُخ کر کے فرمایا:

”لوگو! اپنی صفوں کو سیدھا کرو، لوگو اپنی صفیں درست کرو، لوگو اپنی صفیں برابر

کرو۔ سنو اگر تم نے صفیں سیدھی نہ کیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف

ڈال دے گا۔“

پھر تو یہ حالت ہو گئی کہ ہر شخص اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ٹخنا، گھٹنے سے گھٹنا اور

کندھے سے کندھا چپکا دیتا تھا۔ [صحیح بخاری: ۷۱۸]

صف کو ملاتے وقت ٹخنے سے ٹخنا، گھٹنے سے گھٹنا، کندھے سے کندھا ملا ہوا ہو:

”ابو داؤد: ۶۶۲ و ہو حدیث صحیح“ سینے سے سینہ اور کندھے سے کندھا

(ساتھ والے مقتدی کے) برابر ہونا چاہئے۔

[ابو داؤد: ۶۶۴ و سندہ صحیح، اسے ابن خزیمہ (۱۵۵۱) اور ابن حبان (۳۸۶) نے صحیح کہا ہے]

گردنیں بھی ایک دوسرے کے برابر ہونی چاہئیں۔

(ابو داؤد: ۶۶۷ و سندہ صحیح، اسے ابن خزیمہ (۱۵۴۵) اور ابن حبان (۳۸۷) نے صحیح کہا ہے)

اور دوسرے (ساتھی) کے قدم سے قدم ملانا چاہئے۔ (صحیح بخاری: ۷۲۵)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”صفوں کو قائم کرو موٹدھوں کو برابر کرو اور خالی جگہوں (جو صفوں کے درمیان

رہ جائیں) کو بند کرو، اپنے بھائیوں (نمازیوں) کے لئے نرم ہو جاؤ اور

شیطان کے لیے صفوں میں جگہ نہ چھوڑو، جو شخص صف ملائے گا اللہ تعالیٰ بھی

اس کو (اپنی رحمت سے) ملائے گا۔ اور جو شخص صف کو کاٹے گا تو اللہ تعالیٰ بھی

اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹے گا۔“

[ابو داؤد: ۶۶۶ و سندہ حسن، اس حدیث کو ابن خزیمہ (۱۵۴۹) حاکم (۲۱۳۱) اور ذہبی نے

صحیح کہا ہے]

صف میں مل کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑا ہونا چاہئے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رصوا صفوفکم“

سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اپنی صفوں کو ملاؤ۔

(ابو داؤد: ۶۶۷ و سندہ صحیح، اس حدیث کو ابن خزیمہ (۱۵۴۵) اور ابن حبان (۳۸۷) نے صحیح

کہا ہے حکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

**تنبیہ ۱:** اگر صفوں میں خلا ہو تو وہاں شیطان سیاہ بکری کے بچے کی شکل اختیار کر کے داخل ہو جاتا ہے۔

[أبو داؤد: ۶۶۷ و سندہ صحیح، اس حدیث کو ابن خزیمہ (۱۰۴۵) اور ابن حبان (۳۸۷) نے صحیح کہا ہے]

**تنبیہ ۲:** بعض لوگ صفوں میں ایک دوسرے سے ہٹ کر اس طرح کھڑے ہوتے ہیں کہ ہر دو آدمیوں کے درمیان کم از کم چار انچ یا اس سے زیادہ جگہ خالی ہوتی ہے۔ اس طریقے سے نہ تو نمازیوں کے کندھے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور نہ قدم بلکہ ایک بکھری ہوئی، ٹوٹی پھوٹی صف کا نظارہ ہوتا ہے، گویا زبانِ حال سے یہ گواہی دے رہے ہیں کہ جیسے وہ ایک دوسرے سے دُور کھڑے ہیں، اسی طرح اُن کے دل بھی ایک دوسرے سے بہت دُور ہیں۔

صفوں کے درمیان ایک دوسرے سے ہٹ کر کھڑے ہونے کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث میں قطعاً نہیں ہے۔

صف کی دائیں جانب کھڑا ہونا زیادہ پسندیدہ عمل ہے:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب کھڑا ہونا پسند کرتے تھے۔“ (صحیح مسلم: ۷۰۹)

صحیح ابن خزیمہ میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ: ”لأنه كان يبدأ بالسلام عن يمينه“

(ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف کھڑا ہونا اس لیے زیادہ پسند کرتے تھے)

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پہلے دائیں طرف کہتے تھے۔ (ح: ۱۵۶۴)

صفوں کی ترتیب:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”پہلی صف کو پورا کرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پھر اس کو جو پہلی کے نزدیک ہے۔“

[أبو داود: ۶۷۱ وهو حدیث صحیح، اسے ابن خزیمہ (۱۰۴۶) اور ابن حبان (۳۹۰) نے صحیح کہا ہے]

پہلی صف سے ہمیشہ پیچھے رہنے پر وعید:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہمیشہ لوگ (پہلی صف سے) پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بھی

ان کو (اپنی رحمت میں) پیچھے ڈال دے گا۔“ (صحیح مسلم: ۴۳۸)

پہلی صف میں نماز پڑھنے کی فضیلت:

سیدنا یراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔“

(ابن ماجہ: ۹۹۷ و سندہ صحیح)

سیدنا عمر باض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صف کے لئے تین دفعہ مغفرت کی دعا کرتے تھے اور

دوسری صف کے لیے ایک دفعہ۔“

(سنن النسائی: ۸۱۸ و احمد ۱۲۸/۴، اس حدیث کو ابن خزیمہ (۱۰۵۸) ابن حبان (الاحسان ۳/۳۹۶)

اور حاکم (۲۱۷/۱) نے صحیح کہا ہے۔)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اگر لوگوں کو اذان اور پہلی صف کے ثواب کا پتا چل جائے پھر ان کے

لیے قرعہ اندازی کے بغیر کوئی چارہ نہ رہے تو وہ ضرور قرعہ اندازی کریں۔“

(صحیح بخاری: ۶۱۵ صحیح مسلم: ۴۳۷)

عورتوں اور مردوں کی سب سے بہترین صف:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



”مردوں کی پہلی صف سب سے افضل ہے اور آخری صف بدتر ہے اور عورتوں کی آخری صف سب سے افضل ہے اور پہلی بدتر ہے۔“ (صحیح مسلم: ۴۴۰)

پہلی صف میں نقص نہیں ہونا چاہئے آخری صف میں نقص رہ جائے مکمل نہ ہو تو خیر ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”پہلی صف کو مکمل کرو اگر آخری صف میں نقص رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔“

(صحیح ابن خزیمہ ۶: ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، سنن أبی داود: ۶۷۱ و هو حدیث صحیح)

### صف بندی کے مراتب:

۱۔ پہلی صف میں امام کے قریب بالغ اور عقلمند لوگ کھڑے ہونے چاہئیں۔

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میرے قریب (صف میں) وہ لوگ رہیں جو بالغ اور عقل مند ہیں پھر جو اُن

کے قریب ہیں پھر جو اُن کے قریب ہیں۔“ (صحیح مسلم: ۴۳۲)

۲۔ کم عمر لڑکے پچھلی صف میں کھڑے ہوں۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے، پہلے مردوں نے صف

باندھی پھر لڑکوں نے اس کے بعد آپ (ﷺ) نے نماز پڑھائی پھر آپ

(ﷺ) نے فرمایا: یہ میری امت کی نماز ہے۔“

(أبو داود: ۶۷۷ و سندہ حسن، و حسنہ ابن الملحق فی تحفة المحتاج: ۵۴۸)

۳۔ عورت اگر باجماعت نماز پڑھے تو سب سے آخری صف میں کھڑی ہوگی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ

”میں نے اور ایک بچے نے اکٹھے رسول اللہ ﷺ کی پیچھے صف بنائی اور ایک

بڑھیا اکیلی ہی صف میں ہمارے پیچھے کھڑی ہوگئی۔“

(صحیح بخاری: ۴۲۷، ۳۸۰، صحیح مسلم: ۶۵۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

**فائدہ (۱):** اگر ایک بچہ ہے تو مردوں کے ساتھ کھڑا ہو سکتا ہے۔

**فائدہ (۲):** اگر عورت صف میں اکیلی ہی کھڑی ہو تو اس کی نماز درست ہے۔

صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے:

سیدنا وابصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صف

کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ (ﷺ) نے اس کو نماز لوٹانے کا حکم دیا۔

(أبو داؤد: ۶۸۲، وسندہ صحیح، اس حدیث کو امام ترمذی (۲۳۰) نے ”حسن“ اور ابن حبان (۵۷۵/۵-۵۷۶) نے صحیح کہا ہے)

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا صلوة للذي خلف الصف .

”جو آدمی صف کے پیچھے (اکیلے) نماز پڑھتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔“

(سنن ابن ماجہ: ۱۰۰۳، وسندہ صحیح و صححہ ابن خزیمہ: ۱۵۶۹، وابن حبان، الموارد: ۴۰۲، ۴۰۱)

**تنبیہ:** اگلی صف سے کھینچنے والی تمام روایات ضعیف ہیں۔ (لیکن ایک امام اور ایک

مقتدی پر قیاس کرتے ہوئے اگلی صف سے آدمی کھینچ لینا جائز ہے۔) واللہ اعلم!

جب صرف دو نمازی ہوں:

ایک امام اور ایک مقتدی مرد ہو تو مقتدی کو امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا

چاہئے۔ امام بائیں طرف ہوگا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ (سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا

کے ہاں رات بسر کی۔ رات کے وقت رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے

ساتھ بائیں جانب کھڑا ہو گیا آپ (ﷺ) نے میرا سر پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا

کر دیا۔“ (صحیح بخاری: ۶۹۹)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کی بائیں طرف کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے ان کو ہاتھ سے پکڑ کر گھمایا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ (صحیح مسلم: ۳۰۱۰)

امام الامامہ ابن خزمیہ نے کہا:

والمأموم من الرجال إن كان واحداً فسنته أن يقوم عن يمين إمامه.  
 ”اگر مقتدی مرد اکیلا ہو تو سنت یہ ہے کہ وہ امام (کے ساتھ اُس) کی دائیں  
 طرف (نماز پڑھنے کے لیے) کھڑا ہو۔“ (صحیح ابن خزمیہ ۳/۳۱۰ ح ۱۵۷۰)

**فائدہ:** ان دونوں احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر ایک آدمی نماز ادا کر رہا ہو تو بعد  
 میں آنے والا اگر اس کے ساتھ نماز میں مل جائے تو جماعت ہو سکتی ہے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا کہ:

إذا لم ينو الإمام أن يؤم ثم جاء قوم فأمهم .

”جب امام نے امامت کرانے کی نیت نہ کی ہو پھر کوئی قوم آجائے تو وہ ان کی

امامت کر دے۔“ (ح ۱۹۹)

جب دو مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے نماز  
 پڑھ رہے تھے، پھر میں (جابر رضی اللہ عنہ) آیا یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب  
 کھڑا ہو گیا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ پھر جبار بن  
 صحر رضی اللہ عنہ آئے، انھوں نے وضو کیا، پھر آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے  
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر بن عبد اللہ اور جبار بن صحر رضی اللہ عنہما دونوں کو پکڑ کر پیچھے دھکیل دیا حتیٰ  
 کہ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔“ (دیکھئے: صحیح مسلم: ۳۰۱۰)

اس حدیث پر امام ”ابن خزمیہ: ۱۵۳۵“ نے یہ باب باندھا ہے:

”باب قیام الإثنين خلف الإمام“ دو آدمیوں کا امام کے پیچھے کھڑے

ہونے کا بیان۔

فائدہ (۱): مذکورہ حدیث میں امام کا مقتدی کو پیچھے کرنے کا ذکر ہے۔

فائدہ (۲): اگر امام اور ایک مقتدی دونوں اکٹھے نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی تیسرا بھی جماعت میں شامل ہو گیا تو امام خود اگلی صف میں بھی جا سکتا ہے۔

(دیکھئے: صحیح ابن خیمہ: ۱۵۳۶ و سندہ صحیح، سعید بن ابی ہلال حدیث بہ قبل اختلاطہ)

فائدہ (۳): اگر امام کے علاوہ ایک مرد ہو اور ایک عورت تو مرد امام کی دائیں طرف کھڑا

ہو اور عورت پیچھے کھڑی ہو۔ (صحیح مسلم: ۶۶۰/۲۶۹ و ترقیم دارالسلام: ۱۵۰۲)

عورت اگر عورتوں کی امامت کرائے تو وہ صف میں کھڑی ہوگی:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرض نماز پڑھائی اور آپ عورتوں کے درمیان (صف میں)

کھڑی ہوئیں۔ (سنن دارقطنی ۱/۴۰۴ ح ۱۴۲۹، و سندہ حسن)

دوستونوں کے درمیان صف نہیں بنانی چاہئے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں (ستونوں کے درمیان صفیں بنانے سے)

بچتے تھے۔“

(أبو داود: ۶۷۳ و سندہ صحیح، ترمذی (۲۲۹) نے اس کو حسن کہا ہے) حاکم: ۲۱۸۱۱ اور

ذہبی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

صفیں ایک دوسرے کے قریب ہونی چاہئیں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”.....صفوں کے درمیان تم قربت کرو۔“

(أبو داود: ۶۶۷ و سندہ صحیح، النسائی: ۸۱۶، اس حدیث کو ابن خزیمہ (۱۵۴۹) ابن حبان

(الموارد: ۳۸۷) نے صحیح کہا ہے)

امام کی ذمہ داریاں:

۱۔ امام کی اولاد سے کھڑا نماز پڑھنا اور شرف سے اہل بیت کے ساتھ ہونا۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو برابر کرتے تھے جب ہم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے۔ جب صفیں برابر ہو جاتیں تو (پھر) آپ (ﷺ) تکبیر کہتے۔ (أبو داود: ۶۶۵ و سندہ صحیح)

امام کو چاہئے کہ خود بھی صفوں کو سیدھا کرے اور خوب مبالغہ کے ساتھ کرے۔

امام کو صفوں میں پھرنا چاہئے اور مقتدیوں کے کندھوں اور سینوں پر ہاتھ رکھے اور ان سے کہے کہ سیدھے ہو جاؤ، آگے پیچھے نہ رہو۔

## چہرے کے احکام

چہرے کے احکام درج ذیل ہیں:

مرد کے چہرے کے احکام:

- جن موقعوں پر چہرے کو قبلہ رخ کرنا ضروری یا مسنون ہے وہ درج ذیل ہیں:
- ۱۔ اذان دیتے وقت قبلہ رخ کھڑا ہونا ضروری ہے۔ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے سامنے مؤذن نے قبلہ رخ ہو کر اذان دی تھی۔ (مسند السراج: ۶۱ و سندہ صحیح) اس مسئلہ پر اجماع ہے۔ امام ابن المنذر فرماتے ہیں:

أجمع أهل العلم على أن من السنة أن تستقبل القبلة بالأذان.

”اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اذان میں قبلہ رخ ہونا سنت ہے۔“ (الأوسط ۲۸/۳)

نیز فرماتے ہیں کہ:

وأجمعوا على أن من السنة أن تستقبل القبلة بالأذان.

. اور اس پر اجماع ہے کہ اذان دیتے وقت قبلہ رخ ہونا چاہئے۔

(الاجماع ص ۷، فقرہ: ۳۹)

نیز دیکھیے: موسوعة الاجماع في الفقه الإسلامي (۹۳/۱)

- ۲۔ نماز پڑھتے وقت قبلہ رخ ہونا فرض ہے۔ مسلمان ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ نماز قبلہ رخ ہو کر پڑھے، جس نے اس کا انکار کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
 ”من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم...“

”جس نے ہماری جیسی نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ (بیت اللہ) کی طرف (نماز پڑھتے وقت) رخ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ (مسلم) ہے۔“

(صحیح البخاری: ۳۹۱)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ [البقرة: ۱۴۴]

”اور تم جہاں بھی ہو (نماز میں) اپنا رخ اسی (قبلے کی) طرف پھیر دو۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إذا امت إلى الصلوة فأسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فكبر .  
 ”جب تم نماز (کے ارادے) کے لئے کھڑے ہو تو پورا وضو کرو پھر قبلے کا رخ کرو اور تکبیر (اللہ اکبر) کہو۔“

(صحیح بخاری: ۶۲۵۱ و صحیح مسلم: ۳۹۷/۴۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ:

”قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنے پر اجماع ہے۔“ (فتح الباری ۱/۶۶۳)

**فائدہ:** قبلہ سے کیا مراد ہے، بیت اللہ یا تمام مسجد حرام؟

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے کہ:

”باب ذکر الدلیل علی أن القبلة إنما هي الكعبة لاجمیع المسجد الحرام وأن الله عزوجل إنما أرادہ بقوله: ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (البقرة: ۱۴۴) لأن الكعبة في المسجد الحرام وإنما أمر النبي ﷺ والمسلمين أن يصلوا إلى الكعبة إذ القبلة إنما هي الكعبة لا المسجد كله، إذ إسم المسجد يقع على كل موضع يسجد فيه“

اس دلیل کو ذکر کرنے کا باب کہ قبلہ (سے مراد) کعبہ ہے نہ کہ تمام مسجد حرام اور محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے قول ﴿ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴾ سے یہ کعبہ مراد لیا ہے کیونکہ کعبہ مسجد حرام میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمانوں کو کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبلہ کعبہ ہی ہے نہ کہ تمام مسجد اور مسجد کا اطلاق ہر اس جگہ پر ہوتا ہے جس پر سجدہ کیا جاتا ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ ۲۲۴/۱ قبل ح ۴۳۲)

اس باب کے تحت امام صاحب نے کافی دلائل نقل کئے ہیں، تفصیل کے لئے اس کی طرف رجوع کریں۔

فرض نماز سواری سے نیچے اتر کر قبلہ رخ ہو کر پڑھنا فرض ہے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر (نقلی نماز) پڑھتے، اس کا رخ مشرق (غیر قبلہ) کی طرف ہوتا جب آپ (ﷺ) فرض نماز پڑھنا چاہتے تو سواری سے اترتے اور قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتے۔ (صحیح بخاری: ۱۰۹۹)

**فائدہ:** اگر غلطی سے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لی جائے تو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ امام بخاری نے اس کی طرف باب باندھ کر اشارہ کیا ہے:

”باب ماجاء في القبلة، ومن لم ير الإعادة على من سها، فصلی إلى غير القبلة“ باب ان احادیث کے بارے میں جو قبلہ کے متعلق وارد ہوئی ہیں اور اس شخص کے بارے میں جو بھول کر اگر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لے تو اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (صحیح بخاری قبل ح ۴۰۲)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ:

”اکثر اہل علم (محدثین) کا یہی موقف ہے کہ جب بادل یا کوئی اور عارضہ ہو اور آدمی نے نماز غیر قبلہ کی طرف پڑھ لی ہو پھر اسے معلوم ہو جائے کہ اس نے تو نماز غیر قبلہ کی طرف پڑھی ہے اس کی نماز ہو گئی ہے (دہرانے کی ضرورت نہیں) سفیان ثوری، ابن محکم لائیل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



المبارک، احمد اور اسحاق (بن راہویہ) اسی کے قائل ہیں۔“ (سنن الترمذی تحت ح ۳۴۵)  
قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا مستحب ہے:

محدثین کرام نے قبلہ رخ ہو کر دعا کرنے کے ابواب قائم کئے ہیں اور قبلہ رخ ہونے کو دعا کے آداب میں شمار کیا ہے۔ مثلاً:

امام بخاری ”باب الدعاء مستقبل القبلة“ (صحیح بخاری قبل ح ۶۳۴۳)  
**فائدہ:** رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل موقعوں پر قبلہ رخ ہو کر دعا کی ہے:

نماز استسقاء سے پہلے:

”استقبل القبلة يدعو ثم حول رداءه ثم صلى لنا ركعتين...“  
 ”رسول اللہ ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر دعا کی پھر آپ نے اپنی چادر کو پلٹا پھر ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔“ (صحیح بخاری: ۱۰۲۵)

**فائدہ:** اگر امام منبر پر خطبہ دے رہا ہے اور اس نے بارش کے لئے دعا مانگنی ہو تو بھر استقبال قبلہ کے بغیر ہی دعا مانگنی چاہئے۔ (صحیح البخاری: ۱۰۱۸)

جرمہ اولیٰ کو کنکریاں مارنے سے فارغ ہو کر چند قدم آگے جا کر قبلہ رخ ہونا:

رسول اللہ ﷺ جب جرمہ اولیٰ کو کنکریاں مارنے سے فارغ ہوتے تو چند قدم آگے جا کر آپ قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور دعا کے لئے اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے۔

(صحیح بخاری: ۱۷۵۳)

رسول اللہ ﷺ نے قریش کے ایک گروہ کے خلاف قبلہ رخ ہو کر دعا کی۔

(صحیح بخاری: ۳۹۶۰ و صحیح مسلم ۱۱۰/۱۷۹۴)

قبلہ رخ ہو کر تلبیہ کہنا:

دیکھئے: صحیح بخاری (۱۵۵۳)

امام بخاری نے اسی مہربان متنوع اور مفید موضوعات پر اہستہ اہستہ مفت آن لائن القیلة

قبلہ رخ ہو کر تلبیہ کہنا۔ واللہ أعلم بالصواب!

قبر میں میت کے صرف چہرے کو نہیں بلکہ مکمل جسم کو قبلہ رخ (دائیں پہلو پر لیٹنے کی طرح) کرنا چاہئے۔

(جیسا کہ مسلمانوں کا متواتر عمل ہے)۔ (دیکھیے: المحلی ۱۷۳/۵، مسئلہ: ۶۱۵)

ان سے شیخ البانی نے نقل کیا ہے۔ (احکام الجنائز ص ۱۵۱)

جن موقعوں پر چہرے کو قبلہ رخ کرنا ضروری نہیں:

نفل نماز اگر سواری پر پڑھنی ہے تو اس کے لئے قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز سواری پر پڑھا کرتے تھے اور سواری قبلہ رخ نہیں ہوتی تھی۔ (صحیح بخاری: ۱۰۹۴)

انس بن سیرین نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو سواری پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور سواری کا منہ قبلہ کی دائیں طرف تھا، انھوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے تجھے قبلہ کے علاوہ (کسی اور طرف منہ کر کے) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے تو انھوں نے (انس رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی نہ کرتا۔ (صحیح البخاری: ۱۱۰۰)

حالتِ اضطراب، مثلاً لیٹ کر نماز پڑھنے میں یا صلاة الخوف میں قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة: ۲۸۶]

”اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔“

محکم دلائل سے مزین و متنوع و دلچسپ موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ کے

وقت اپنا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر رکھا تھا۔

(مناقب احمد ص ۴۰۶ و سندہ صحیح بحوالہ ماہنامہ الحدیث: ۲۶ ص ۱۸)

حافظ ابن حزم فرماتے ہیں کہ (میت کو) قبلہ رخ کرنا اچھا ہے اگر نہ کیا جائے تو

کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ:

﴿فَأَيْنَمَا تُولُوْا فَتَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾

اور کوئی نص (صحیح حدیث) میت کو قبلہ رخ کرنے کے متعلق نہیں آئی۔ امام شععی

نے کہا کہ کرو یا نہ کرو آپ کی مرضی ہے۔ (المحلی ۱/۵، ۱۷۳۰، ۱۷۴، مسئلہ: ۶۱۶)

جن موقعوں پر قبلہ رخ ہونا منع ہے:

قبلہ رخ ہو کر قضائے حاجت کرنا منع ہے۔

سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إذا أتى أحدكم الغائط فلا يستقبل القبلة .

”جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے آئے تو وہ قبلہ کی طرف منہ نہ

کرے۔“ (صحیح بخاری: ۱۴۴)

قبلہ رخ پیشاب کی ممانعت کے لئے دیکھئے: صحیح مسلم (۵۹/۲۶۴)

## چہرے کو دھونے کے احکام

چہرے کو دھونے کے احکام درج ذیل ہیں:

وضو میں چہرے کا دھونا فرض ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ  
وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ [المائدة: ٦]

”اے ایمان والو! جب نماز ادا کرنے کے لئے اٹھو تو پہلے اپنے چہرے اور  
کہنیوں تک ہاتھوں کو دھولو۔“

امام نسائی نے ”سنن النسائی: ۱/۱۵۸“ میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی

حدیث پر باب قائم کیا ہے: ”باب غسل الوجه“ چہرے کو دھونے کا بیان۔

وضو میں چہرے کو ایک مرتبہ دھونا بھی مسنون ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”توضاً للنبي ﷺ مرة مرة“

”رسول اللہ ﷺ نے وضو میں ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔“

(صحیح بخاری: ۱۵۷)

دو مرتبہ دھونا بھی جائز ہے:

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

”أن النبي ﷺ توضاً مرتين مرتين“ (صحیح بخاری: ۱۵۸)

”میرے لئے دو مرتبہ وضو کرنے کا حکم ہے اور منقود ہر وضو ایک مرتبہ دھونا ہے۔“

اعضائے وضو کو تین مرتبہ دھونا مسنون ہے:

حمران مولیٰ عثمان نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا اس میں یہ بھی ہے کہ: ”ثم غسل وجهه ثلاثاً“ پھر آپ (ﷺ) نے اپنے چہرے (مبارک) کو تین مرتبہ دھویا۔ (صحیح بخاری: ۱۵۹، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس حدیث کو مرفوع بیان کرتے ہیں) تین دفعہ سے زیادہ مرتبہ چہرے (وضو کے اعضاء) کو نہیں دھونا چاہئے:

عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے لمبی روایت جس میں ایک اعرابی رسول اللہ (ﷺ) کے پاس آکر وضو کے بارے میں سوال کرتا ہے آپ (ﷺ) نے اسے وضو کے اعضاء کا تین تین بار دھونا سکھایا اور فرمایا کہ اس طرح (کامل) وضو ہے، پھر جو شخص اس (تین تین بار دھونے) پر زیادہ کرے پس تحقیق اس نے (سنت کو چھوڑنے کی وجہ سے) برا کیا اور (رسول اللہ (ﷺ) کی سنت کی مخالفت کر کے اپنے آپ پر) ظلم کیا۔

(ابو داؤد: ۱۳۵، وسندہ حسن)

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ (ﷺ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا:

”عتقرب اس امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو وضو میں زیادتی کریں گے اور دعا میں بھی۔“ (ابو داؤد: ۹۶، وسندہ صحیح)

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وبین النبی (ﷺ) أن فرض الوضوء مرة مرة، وتوضاً أيضاً مرتین، وثلاثاً، ولم یزد علی ثلاث و کره أهل العلم الإسراف فیہ، وأن یجاوزوا فعل النبی (ﷺ).

”رسول اللہ (ﷺ) نے بیان فرما دیا کہ وضو (کے اعضاء کو دھونا) ایک ایک بار

فرض سے اور آپ (ﷺ) نے اس (تین مرتبہ) پر زیادتی نہیں کی اور علماء محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(حدیثین) نے اس میں زیادتی کرنے کو مکروہ (حرام) سمجھا ہے اور اس کو بھی کہ  
رسول اللہ ﷺ کے فعل سے تجاوز کیا جائے۔“ (صحیح بخاری قبل ح ۱۳۵)  
حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ

فبين الشارع أن المرة الواحدة للإيجاب وما زاد عليها للإستحباب .  
”شارع ﷺ نے بیان کیا ہے کہ (وضو کے اعضاء کو) ایک مرتبہ (دھونا) واجب  
(فرض) ہے اور اس سے زائد (دو دو یا تین تین) مرتبہ (دھونا) مستحب ہے۔“

(فتح الباری ۱/۳۱۰)

چہرے کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ دھونا چاہئے:

دیکھئے: صحیح بخاری (۱۴۰) امام بخاری نے اس پر باب باندھا ہے کہ  
”باب غسل الوجه باليدین من غرفة واحدة“ چہرے کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ  
ایک چلو سے دھونا۔

وضو میں چہرہ دھونے کی وجہ سے چہرے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إذا توضأ العبد المسلم أو المؤمن فغسل وجهه خرج من وجهه  
كل خطيئة نظر إليها بعينه مع الماء أو مع آخر قطر الماء...

”جب مسلمان یا مومن وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو پانی یا پانی  
کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جو  
اس نے اپنی آنکھوں سے کئے ہیں۔“ (صحیح مسلم: ۱/۱۲۵)

وضو میں چہرے کو دھونے کی وجہ سے چہرہ قیامت کے دن روشن ہوگا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ہمکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
ہیں کسی یوتیوب چینل پر مہتمم اور علمائے کرام سے گفتگو کے لئے مندرجہ ذیل ای میل سے رابطہ کریں۔

”یقیناً میری امت کو قیامت کے دن بلایا جائے گا (اور) وہ وضو کے آثار کی وجہ سے سفید پیشانی اور سفید اعضاء والی ہوگی۔“

(صحیح البخاری: ۱۳۶ و اللفظ له، صحیح مسلم: ۲۴۶)

سو کر اٹھتے وقت چہرے کو دھونا:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَى حَاجَتَهُ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ..  
”رسول اللہ ﷺ رات کو (نیند سے) بیدار ہوئے آپ (ﷺ) نے قضائے حاجت کی پھر چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر آپ (ﷺ) سو گئے۔“

(صحیح مسلم: ۳۰۴ دارالسلام: ۶۹۸)

تیمم میں چہرے کا مسح کرنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ﴾

”ہاں اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت سے آئے یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو پھر تمہیں پانی نہ مل رہا ہو تو پاک مٹی سے کام لو۔ پھر اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کر لو۔“ (المائدة: ۶)

چہرے پر مسح کا ذکر درج ذیل احادیث میں ہے:

سیدنا ابو جہیم بن الحارث بن الصمة الانصاری رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث۔  
(صحیح بخاری: ۳۳۷)

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث۔ (صحیح بخاری: ۳۳۸)

**فائدہ:** پہلے ہاتھوں کا پھر چہرے کا مسح کرنا چاہئے۔ (صحیح البخاری: ۳۴۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## اذان میں چہرے کے احکام:

۱۔ مؤذن قبلہ رخ ہو کر اذان کہے۔ (دیکھئے مرد کے چہرے کے احکام: ۱)

۲۔ مؤذن حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں اور بائیں طرف چہرہ کو موڑے۔ (دیکھئے: صحیح بخاری: ۶۳۴ و صحیح مسلم: ۵۰۳/۲۴۹)

## نماز میں چہرے کے احکام:

قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے۔

(دیکھئے مرد کے چہرے کے احکام: ۲)

نماز پڑھتے وقت چہرے کے سامنے سترہ کا اہتمام کرنا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

“أن رسول الله ﷺ كان إذا خرج يوم العيد أمر بالحربة فتوضع بين يديه فصلّى إليها..“

”جب رسول اللہ ﷺ نماز عید کے لئے نکلتے آپ نیزہ کا حکم دیتے۔ نیزہ

آپ (ﷺ) کے سامنے قبلہ کی طرف گاڑا جاتا آپ (ﷺ) اس کی

طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔“ (صحیح بخاری: ۴۹۴)

نیز دیکھئے: صحیح بخاری (۴۹۵) و صحیح ابن خزیمہ (۸۴۰)

**تنبیہ:** سترہ رکھنا واجب نہیں بلکہ سنت اور مستحب ہے۔<sup>①</sup>

(دیکھئے: مسند البزار بحوالہ شرح صحیح بخاری لابن بطال ۲/ ۱۷۵ و سندہ حسن۔/ زع)

امام سلام پھیرتے وقت پہلے دائیں طرف چہرہ کر کے سلام کہے پھر بائیں طرف:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دائیں طرف

سلام پھیرتے (تو کہتے) السلام علیکم ورحمة اللہ اور بائیں طرف سلام پھیرتے (تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

① ”سترہ کے احکام“ کے لیے دیکھئے: ”شرعی احکام کا انسائیکلو پیڈیا“ کی دوسری جلد۔



کہتے) السلام علیکم ورحمة اللہ -

(أبو داود: ۹۹۶ ترمذی: ۲۹۵ وصححه وهو حدیث صحیح) مزید دیکھیں: صحیح مسلم (۵۸۲)

**فائدہ:** نماز جنازہ میں صرف دائیں طرف سلام پھیرنا چاہئے۔

(ماہنامہ الحدیث: ۱۷ ص ۳۷ ومصنف ابن ابی شیبہ ۳۰۷/۳ ح ۱۱۴۹۱ وسندہ صحیح)

**امام کا نماز سے سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف چہرہ کرنا:**

سیدنا سرہ بن جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا صلی

صلوة أقبل علينا بوجهه“ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا لیتے تو ہماری طرف رخ کرتے۔

(صحیح بخاری: ۸۴۵)

**فائدہ (۱):** امام کو عام طور پر بائیں طرف سے پھرنا چاہئے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”لقد رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم كثيراً ینصرف عن یساره“

”البتہ تحقیق میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر بائیں طرف پھرتے ہوئے دیکھا۔“

(صحیح بخاری: ۸۵۲ وصحیح مسلم: ۷۰۷)

**فائدہ (۲):** امام عام طور پر دائیں طرف سے بھی پھر سکتا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

”أما أنا فأكثر ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمنه“

”میں نے تو دیکھا ہے کہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کے بعد دائیں طرف

سے پھرتے تھے۔“ (صحیح مسلم: ۷۰۸)

معلوم ہوا کہ امام دونوں طرف (دائیں اور بائیں) سے پھر سکتا ہے۔

**تنبیہ:** بعض الناس سلام پھیرنے کے بعد شمال کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں

جس کا کوئی ثبوت کتاب و سنت میں نہیں ہے۔

امام کو کتنی دیر نماز سے سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف اپنا چہرہ کرنا چاہئے؟

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ فِي مَكَانٍ يَسِيرًا .  
 ”جب رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تو تھوڑی دیر اپنی جگہ پر بیٹھتے۔“

(صحیح بخاری: ۵۴۹)

تھوڑی دیر کی مدت کتنی تھی؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو صرف اتنی دیر (قبلہ رخ) بیٹھتے جتنی دیر میں یہ دعا ”اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام“ پڑھ لی جاتی ہے۔ (صحیح مسلم: ۵۹۲)

پھر آپ مقتدیوں کی طرف پھر جاتے۔

نماز میں چہرہ کو ڈھانپنا منع ہے:

سالم بن عبد اللہ بن عمر جب کسی کو دیکھتے تھے کہ وہ نماز میں اپنا چہرہ ڈھانپنے ہوئے ہے تو وہ زور سے کپڑا کھینچ دیتے تھے، یہاں تک کہ اس کا چہرہ کھل جاتا۔

(موطأ امام مالک ۱۷/۱ ح ۳۰ و سندہ صحیح)

خطبہ جمعہ اور چہرے کے احکام:

خطبہ جمعہ سنتے ہوئے لوگوں کا اپنا چہرہ خطیب کی طرف اور خطیب کا خطبہ جمعہ دیتے وقت سامعین کی طرف اپنے چہرے کو متوجہ کرنا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن ممبر کی طرف چہرہ کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ ۱۱۸/۲ ح ۵۲۲۳ و سندہ صحیح)

اس طرح کے آثار دوسرے اسلاف مثلاً قاضی شریح، امام شعبی، نصر بن انس اور محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ابراہیم خلی سے بھی ثابت ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱۸/۲ و اسانیدھا صحیحہ)

نیز دیکھئے: صحیح بخاری (قبل ح ۹۲۱)

**تنبیہ:** [خطیب کا منبر پر چڑھتے وقت سامعین کو سلام کہنا کسی صحیح یا حسن حدیث سے ثابت نہیں ہے لہذا سلام کے بغیر خطبہ دینا بھی صحیح ہے اور عام احادیثِ مجلس کو مد نظر رکھتے ہوئے خطیب کا لوگوں کو سلام کہنا بھی جائز ہے۔ زع]

## حج یا عمرہ اور چہرے کے احکام

تلبیہ قبلہ رخ ہو کر کہنا: (دیکھئے صحیح بخاری: ۱۵۵۳)

صفا اور مروہ پر چڑھ کر جہاں سے بیت اللہ نظر آئے تو اس کی طرف اپنا چہرہ کر کے یہ دعا کرنی چاہئے۔

لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك، وله الحمد، وهو على

كل شيء قدير، لا إله إلا الله وحده، أنجز وعده، ونصر عبده،

وهزم الأحزاب وحده . (صحیح مسلم: ۱۲۱۸)

جرمہ اولیٰ کو کنکریاں مار کر چند قدم اس سے آگے بڑھ کر قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا۔

(صحیح بخاری: ۱۷۵۳)

### چہرے پر مارنے کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”إذا ضرب أحدكم فليترك الوجه“

”جب تم میں سے کوئی کسی کو مارے تو چہرے پر نہ مارے۔“

(سنن ابی داؤد: ۴۴۹۳ و سندہ حسن لذاتہ وللحدیث شواہد عند احمد ۱۲ / ۴۳۴ ح ۹۶۰۴ وغیرہ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إذا قاتل أحدكم فليجتنب الوجه.

”جب تم میں سے کوئی جھگڑا کرے تو اس کے چہرے (پر مارنے سے) پرہیز کرے۔“

(محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ) صحیح بخاری: ۴۴۹۳ و صحیح مسلم: ۱۲۱۸ و صحیح ابی داؤد: ۹۶۰۴ (ص ۱۲)

جو لوگوں سے (بغیر شرعی عذر کے) مانگتا رہتا ہے، اس کے چہرے پر قیامت کے دن گوشت نہیں ہوگا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما يزال الرجل يسأل الناس حتى يأتي يوم القيامة ليس في وجهه  
مزعة لحم. (بخاری: ۱۴۷۴، مسلم: ۱۰۴۰)

”جو شخص لوگوں سے ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے قیامت کو وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہیں ہوگا۔“

میدانِ جہاد میں چہرے پر غبار:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا يجتمع غبار في سبيل الله ودخان جهنم في وجه رجل أبداً...  
”کسی آدمی کے چہرے پر اللہ کے راستے میں پڑنے والا غبار اور جہنم کی آگ جمع نہیں ہو سکتے۔“ (سنن النسائی ۱۳/۶ ح ۳۱۱۳ و سندہ حسن)

دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا:

ابو نعیم وہب بن کیسان فرماتے ہیں کہ:

”رأيت ابن عمر وابن الزبير يدعوان يديران بالراحتين على الوجه“  
”میں نے ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا آپ دونوں دعا کرتے تھے اور  
اپنی ہتھیلیوں کو منہ پر پھیرتے تھے۔“ (الأدب المفرد: ۶۰۹ و سندہ حسن)

امام معمر بھی دعا میں چہرے پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ۱۲۳/۳ - ۵۰۰۱ و سندہ حسن)

**فائدہ:** دعائے قنوت یا دعائے وتر میں دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر نہیں پھیرنا چاہئے۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام بیہقی نے کہا:

نماز میں یہ عمل نہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے نہ کسی اثر سے اور نہ قیاس سے لہذا

بہتر یہی ہے کہ نماز میں یہ نہ کیا جائے۔ (السنن الکبریٰ: ۲/۲۱۲)

## عورت کے چہرے کے احکام

بعض احکام میں عورت اور مرد کا چہرہ مشترک ہے:

مثلاً نماز قبلہ رخ ہو کر پڑھنا، قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا، قبلہ رخ ہو کر تلبیہ کہنا، قبر میں میت کے پورے جسم کو قبلہ رخ کرنا، قبلہ رخ ہو کر پیشاب کرنا منع ہے، چہرے کو دھونے کے احکام، تیمم میں چہرے کے احکام، نماز پڑھتے وقت سترہ کا اہتمام کرنا، حج یا عمرہ میں چہرہ کے احکام، لڑائی اور چہرے کے احکام، جو لوگوں سے سوال کرتا ہے اس کے چہرے پر قیامت کے دن گوشت نہیں ہوگا، جس کے چہرے پر اللہ کی راہ میں غبار پڑا وہ چہرہ کبھی جہنم میں نہیں جائے گا۔

دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا۔

ان احکام کی تفصیل گزر چکی ہے لیکن بعض وہ احکام ہیں جو صرف عورت کے ساتھ

خاص ہیں وہ درج ذیل ہیں:

عورت کا اپنے چہرے کو غیر محرم مردوں سے چھپانا ضروری ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ

عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بَيْنِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذِينَ وَكَانَ

اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ [الأحزاب: ۵۹]

”اے نبی اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کے پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں اس طرح زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انھیں ستایا نہ جائے اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کی تفسیر میں عبیدہ السلمانی نے وضاحت کی ہے کہ عورت اپنے چہرے کو چھپائے گی جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

امہات المؤمنین کا پردہ کا اہتمام کرنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ایک واقعہ میں بیان کرتی ہیں کہ:

”جب صفوان رضی اللہ عنہ ادھر آئے تو انھوں نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ پردے کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے مجھے پہچان کر اس نے انا لله وانا اليه راجعون پڑھا تو اس کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانک لیا۔“

(صحیح بخاری: ۴۱۴۱، صحیح مسلم: ۲۷۷۰)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

”کنا نغطي وجوهنا من الرجال“

”ہم اپنے چہروں کو مردوں سے چھپاتی تھیں۔“

(صحیح ابن خزیمہ ۲۰۳/۴ ح ۲۶۹۰ وسندہ صحیح واللفظ له، موطأ امام مالک ۱/۸ ۳۲۸ ح ۷۳۴ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے ”حاجی کے شب وروز“ ص ۸۳)

اس سے معلوم ہوا کہ حج میں شرعی ضرورت کے وقت عورتوں کے لئے اپنا چہرہ ڈھانپنا جائز ہے۔

امام محمد بن سیرین نے اللہ کے فرمان ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کے متعلق عبیدہ السلیمانی سے سوال کیا تو انھوں نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور اپنی بائیں آنکھ ظاہر کی (صدمہ لاند بائیں آنکھ متیکھے وکھنکے مظلوم ظاہر کرنا اور سولہ چہرہ ڈھانپنا لایا۔) کتبہ

(تفسیر ابن جریر ۳۳/۲۲ وسندہ صحیح)



حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”حقیقتاً جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو سر سمیت عورت کے پورے بدن کو ڈھانپ دے۔“ (مجموع الفتاویٰ ۲۲ / ۱۱۰)

عمر رسیدہ عورت کے لئے چہرہ چھپانا ضروری نہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرَجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [النور: ۶۰]

”اور بوڑھی عورتیں جو نکاح کی امید نہ رکھتی ہوں وہ اگر اپنی چادریں اتار کر سرنگا کر لیا کریں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ زیب و زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں تاہم اگر وہ (چادر اتارنے سے) پرہیز ہی کریں تو یہی بات ان کے حق میں بہتر ہے اور اللہ سب کچھ سنتا، جانتا ہے۔“

مگنی کرنے سے پہلے اپنی مخطوبہ کا چہرہ دیکھنا جائز ہے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے مگنی کرنا چاہتا ہو اگر اسے دیکھنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے دیکھ لے۔“

(مسند احمد ۳/۳۶۰ و سندہ حسن، سنن ابی داؤد: ۲۰۸۲ و صحیحہ الحاکم علی شرط مسلم ۲/۱۶۵، و وافقہ الذہبی و حسنہ الحافظ ابن حجر فی فتح الباری ۹/۱۸۱ تحت ح ۵۱۲۵)

نماز میں عورت اپنے چہرے کو نہ ڈھانپے:

اگر عورت گھر میں محرم مردوں کے پاس نماز پڑھ رہی ہے تو اپنا چہرہ نہ ڈھانپے لیکن

غیر محرم بھی موجود ہوں تو اپنے چہرے کو ڈھانپ کر نماز پڑھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک:

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا۔

(صحیح بخاری: ۳۵۴۹، صحیح مسلم ۲۳۳۷/۹۳ و دار السلام: ۶۰۶۰)

۲۔ آپ ﷺ کا چہرہ چاند جیسا (خوبصورت اور پر نور) تھا۔ (صحیح بخاری: ۳۵۵۲)

۳۔ جب آپ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ ایسے چمک اٹھتا گویا کہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔

(صحیح بخاری: ۳۵۵۶، صحیح مسلم: ۲۷۶۹، دار السلام: ۷۰۱۶)

۴۔ آپ ﷺ کے چہرے کی (خوبصورت) دھاریاں بھی چمکتی تھیں۔

(صحیح بخاری: ۳۵۵۵، صحیح مسلم: ۱۴۵۹، دار السلام: ۳۶۱۷)

۵۔ نبی ﷺ کا چہرہ سولج اور چاند کی طرح (خوبصورت، ہلکا سا) گول تھا۔

(صحیح مسلم: ۲۳۴۴/۱۰۹، دار السلام: ۶۰۸۴)

۶۔ آپ ﷺ گورے رنگ، پر ملاحت چہرے، موزوں ڈیل ڈول اور میانہ قد وقامت

والے تھے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۴۰)

۷۔ رسول اللہ ﷺ کا رنگ نہ تو چونے کی طرح خالص سفید تھا اور نہ گندمی کہ سانولا نظر

آئے بلکہ آپ کا رنگ گورا چمک دار تھا۔

(صحیح بخاری: ۳۵۴۷، صحیح مسلم: ۲۳۴۷)

۸۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی

نہیں دیکھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سورج کی روشنی آپ کے رخ انور سے جھلک

رہی ہے۔

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۲۷۶ دوسرا نسخہ: ۶۳۰۹ و سندہ صحیح علی شرط مسلم)

۹۔ آپ ﷺ کی آنکھیں سرگیں، دل پسند مسکراہٹ اور خوشنما گولائی والا چہرہ تھا۔ آپ

کی داڑھی نے آپ کے سینے کو پر کر رکھا تھا۔ (شمائل الترمذی: ۴۱۲ و سندہ صحیح)

۱۰۔ آپ کے چچا ابوطالب فرماتے تھے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
وایضیٰ یستسقی الغمام بوجہ

## ثمال الیتامی عصمة للأرامل

”وہ گورے مکھڑے والا جس کے روئے زیبا کے ذریعے سے ابرِ رحمت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ وہ یتیموں کا سہارا، بیواؤں اور مسکینوں کا سرپرست ہے۔“

(صحیح بخاری: ۱۰۰۸، آئینہ جمال نبوت مطبوعہ دار السلام ص ۳۴ - ۳۲)

۱۱۔ آپ کی آنکھیں (خوبصورت) لمبی اور سرخی مائل (ڈوروں والی) تھیں۔

(صحیح مسلم: ۲۳۳۹ دار السلام: ۶۰۷۰)

۱۲: اہل ایمان کے نزدیک سب چہروں سے محبوب رسول اللہ ﷺ کا چہرہ ہے۔

(صحیح البخاری: ۴۳۷۲)

## پانی کے احکام

انتہائی اختصار کے ساتھ کتاب و سنت کی روشنی میں پانی کے احکام پیش خدمت ہیں:  
 ۱۔ وہ پانی جو عام ہے، پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے اس کی کئی قسمیں ہیں:  
بارش کا پانی:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”اور آسمان سے تم پر بارش برسادی تاکہ تمہیں پاک کر دے۔“ (الانفال: ۱۱)

نیز فرمایا: ”اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل کیا۔“ (الفرقان: ۴۸)

رسول اللہ ﷺ بارش کو دیکھ کر دعا فرماتے: ”اے اللہ! فائدہ دینے والی بارش برسا۔“

(صحیح البخاری: ۱۰۳۲)

## برف کا پانی:

رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کے جنازے پر دعا فرمائی:

”اے اللہ... اور اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔“

(صحیح مسلم: ۹۶۳ و ترقیم دارالسلام: ۲۲۳۲)

## اولوں کا پانی:

دلیل برف کے پانی میں گزر چکی ہے۔

## سمندروں (اور دریاؤں) کا پانی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
 رسول اللہ ﷺ نے سمندر اور دریا کے پانی کے متعلق فرمایا:

”سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار (مچھلی) حلال ہے۔“

(موطأ امام مالک: ۱۲، ابو داؤد: ۸۳ و سندہ صحیح)

امام ابن خزیمہ نے مذکورہ حدیث پر باب باندھا ہے کہ ”سمندر کے پانی سے وضو اور غسل کرنا صحیح ہے کیونکہ اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔“ (ح: ۱۱۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”دو طرح کے سمندر ایک جیسے نہیں ہو سکتے جن میں ایک کا پانی میٹھا پیاس بجانے والا اور پینے میں خوشگوار اور دوسرا کھاری ہو، سخت کڑوا۔“ (فاطر: ۱۲)

### نہروں کا پانی:

ایک لمبی حدیث جس کا ایک حصہ یہ ہے کہ:

”اور اگر اس (گھوڑے) کا گزر کسی نہر سے ہو، اس نے وہاں سے پانی پیا، گو اس کے مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ تھا تب بھی نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔“

(صحیح البخاری: ۲۳۷۱)

امام بخاری نے اس پر باب قائم کیا ہے کہ:

”نہروں سے انسانوں اور چوپایوں کا پانی پینا درست ہے۔“

### کنویں کا پانی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”پھر جب وہ (موسیٰ) مدین کے کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں۔“ (القصص: ۲۳)

ایک شخص نے کنویں سے پانی پیا پھر پیاسے کتے کو بھی پلایا۔

(صحیح البخاری: ۲۳۶۳، صحیح مسلم: ۲۲۴۴)

## آبِ زمزم:

”رسول اللہ ﷺ نے آبِ زمزم کا ڈول منگلوایا، اس سے پیا اور وضو کیا۔“

(زوائد مسند احمد ۱/۷۶ ح ۵۶۴ و سندہ حسن)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے آبِ زمزم کھڑے ہو کر پیا۔“ (صحیح البخاری: ۵۶۱۷)

اسی پانی سے رسول اللہ ﷺ کا معراج والی رات سیدہ مبارک چاک کر کے دھویا گیا۔

(صحیح البخاری: ۳۴۹)

اللہ تعالیٰ نے اس پانی میں بڑی برکات رکھی ہیں۔ دیکھئے: زاد المعاد (۴/۴۹۳-۴۹۴)

## چشموں کا پانی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا کہ اپنی لاشی

پتھر پر مارو چنانچہ اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور (قوم موسیٰ کے بارہ

قبیلوں میں سے) ہر قبیلے نے اپنا اپنا گھاٹ جان لیا۔“ (البقرہ: ۶۰)

نیز فرمایا: ”بے شک کچھ پتھر ایسے ہیں کہ ضرور پھوٹی ہیں ان سے نہریں اور

یقیناً ان میں سے (کچھ ایسے ہیں کہ) جب وہ پھٹتے ہیں تو نکل پڑتا ہے ان

سے پانی (چشمے کی صورت میں)۔“ (البقرہ: ۷۴)

## سیلاب کا پانی:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم پانی کو بنجر زمین کی طرف بہلاتے ہیں جس

سے ہم کھیتی پیدا کرتے ہیں تو اسی سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور وہ

## وہ مستعمل پانی جو پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے

وضو کے بعد برتن کا بچا ہوا پانی پینا:

”سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئی اس نے کہا: یا رسول اللہ! میرا بھانجا بیماری کی وجہ سے بے چین ہے آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی پھر آپ نے وضو کیا میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا۔“ (صحیح البخاری: ۱۹۰)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف لائے آپ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا پھر لوگ آپ کے وضو کا باقی ماندہ پانی پینے لگے اور بدن پر ملنے لگے۔ (صحیح البخاری: ۱۸۷)

اس برتن کا پانی جس سے پہلے کوئی نہایا ہو: رسول اللہ ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے غسل کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا۔ (صحیح مسلم: ۳۲۳)

ازواج مطہرات میں سے کسی نے ٹپ (کے پانی) سے غسل کیا پھر آپ ﷺ نے (بچے ہوئے پانی سے) وضو کرنا چاہا تو انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں تو جھنسی تھی؟ آپ نے فرمایا: پانی جنبی (ناپاک) نہیں ہوتا۔

(ابو داؤد: ۶۸، ابن ماجہ: ۳۷۰، امام ترمذی [۶۵] نے حسن اور ابن حبان (۱۲۶۵) نے صحیح کہا۔)

میاں بیوی کا جنبی ہونے کی حالت میں اکٹھے ایک برتن سے پانی لے کر غسل کرنا صحیح ہے:

(صحیح مسلم: ۳۲۱)

تو جنابت کے علاوہ بالاولیٰ صحیح ہوا  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وہ پانی جس میں پاک چیز ملا دی گئی ہو:

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو نہلا رہی تھیں تو آپ نے فرمایا کہ ”اس کو تین، پانچ یا سات بار یا اس سے (بھی) زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار (پانی میں) کچھ کافور بھی ملا لو۔“

(صحیح البخاری: ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، صحیح مسلم: ۹۳۹)

مشرکوں کے برتنوں میں موجود پانی سے وضو اور غسل کرنا صحیح ہے:

(صحیح بخاری: ۳۴۴ و صحیح مسلم: ۶۸۲، صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۳، وسندہ صحیح)

لہذا ان کے برتنوں میں پانی پینا اور انہیں استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

واضح رہے کہ یہ صرف عذر کی صورت میں ایک رخصت ہے وگرنہ حتی الوسع کوشش کرنی چاہئے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے برتنوں کو استعمال نہ کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ سے اہل کتاب کے برتنوں کو استعمال کرنے کی بابت پوچھا گیا تو

آپ نے فرمایا:

فلا تأکلوا فیہا وإن لم تجدوا فاغسلوها ثم کلوا فیہا.

”تم ان (کے برتنوں) میں نہ کھاؤ، اور اگر تم (ان برتنوں کے علاوہ کوئی اور

برتن) نہ پاؤ تو اسے دھو کر پھر اس میں کھا سکتے ہو۔“

(صحیح بخاری: ۵۴۸۸، صحیح مسلم: ۱۹۳۰)

حلال جانور <sup>①</sup> کے چمڑے میں جب پانی ہو اور وہ چمڑا رنگ کیا گیا ہو تو اس میں

موجود پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے چاہے اسے ذبح کیا گیا ہو یا بغیر ذبح کے

مردار ہو جائے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے ایک مشکیزے (کے پانی) سے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا

① ہم حکم ”جلال اور لے کر ایک منہ بوع ولی مکتوبہ لکھو گئے علیہ، چہرہ شریف اور کھانا لکھو گئے“ مکتوبہ میں



تو آپ سے کہا گیا کہ چمڑا تو مردار کا ہے آپ نے فرمایا: ”اس کو رنگنا (دباغت کرنا) چمڑے کی نجاست کو زائل کر دیتا ہے۔“ (صحیح ابن خزیمہ : ۱۱۴، وسندہ صحیح)

**فائدہ:** پاک گرم پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔

وہ پانی (یا سیال) جس میں مکھی گر جائے تو وہ پانی (یا سیال) پاک ہے:

اور مکھی کو غوطہ دے کر باہر نکال کر پھینک دینا چاہئے۔ (صحیح البخاری : ۳۳۲۰)

”تمام حشرات الارض کیڑوں کوڑوں کا یہی حکم ہے جن میں بننے والا خون نہیں ہے خواہ وہ پانی میں مر بھی جائیں تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔“

(دیکھئے: کتاب الطہور للامام ابی عیبد القاسم بن سلام تحت ح ۱۹۰، نیز اس پر اجماع بھی ہے)

وہ پانی جو خود پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہیں ہے:

**نبیذ:** یہ پانی اور کھجوروں سے بنائی جاتی ہے۔ پانی بھی پاک ہے کھجوریں بھی پاک ہیں مگر جب ان دونوں کو اکٹھا کیا جائے تو وہ نبیذ بن جاتی ہے۔ جو خود تو پاک ہے اسے پیا جاسکتا ہے مگر وہ پاک کرنے والی نہیں ہے کیونکہ پانی اب اپنی اصل حالت میں باقی نہیں رہا۔

امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ: ”نبیذ کے ساتھ وضو جائز نہیں ہے“

(صحیح البخاری قبل ح ۲۴۲)

امام عطاء دودھ اور نبیذ سے وضو کرنے کو ناپسند سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ: ”ان سے وضو کرنے کی بنسبت تیمم مجھے زیادہ پسند ہے۔“ (ابو داؤد: ۸۶ وہو صحیح)

ابوخلدہ نے کہا کہ میں نے ابو العالیہ (تابعی) سے پوچھا کہ: ”ایک آدمی جنبی ہو گیا اس کے پاس پانی نہیں مگر نبیذ ہے، کیا وہ نبیذ سے غسل کرے؟ تو انھوں نے فرمایا: نہیں۔“

(ابو داؤد: ۸۷ وسندہ صحیح)

قرآن مجید میں پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کرنے کا ذکر ہے نہ کہ نبیذ سے وضو کرنے کا۔

**تنبیہ:** نشہ دینے والی نبیذ ”کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ“ کی رو سے حرام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## وہ پانی جو ناپاک ہے

وہ پانی جو نجاست کی وجہ سے رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل کر چکا ہو۔

کتے کا جوٹھا پانی:

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اگر کتا کسی کے برتن میں پانی (وغیرہ) پی لے تو برتن کو سات بار دھو ڈالے

اور پہلی بار مٹی سے مانجھے۔“ (صحیح مسلم: ۲۷۹)

بعض روایتوں میں آخری بار مٹی سے مانجھنے کا ذکر آیا ہے لہذا دونوں طرح صحیح ہے۔

جس برتن (میں کتے نے منہ مارا ہے اس) میں اگر پانی (وغیرہ) ہو تو اسے بہا دینا چاہئے۔

(صحیح مسلم: ۲۷۹، صحیح ابن خزیمہ: ۷۵ و نیویب)

اسی طرح وہ جانور جو نجس العین ہو اس کا جھوٹا بھی ناپاک ہے مثلاً خنزیر۔

(صحیح ابن خزیمہ قبل ح ۱۰۲)

**تنبیہ:** اگر ناپاک پانی کپڑوں، جگہ یا بدن کو لگ جائے تو کپڑے، جگہ اور بدن ناپاک

ہو جاتے ہیں ان کو پانی سے دھویا جائے پھر نماز پڑھی جائے۔

پانی سے استنجا کرنا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لئے باہر جاتے تو میں اور ایک بچہ

پانی کا ڈول اٹھاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی سے استنجا کرتے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(صحیح البخاری: ۱۵۰، ۱۵۲، صحیح مسلم: ۲۷۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا (استنجا کرنے کے لئے) گئے، ایک برتن میں پانی لایا گیا، آپ نے استنجا کیا پھر ایک اور برتن میں پانی لایا گیا آپ نے (اس سے) وضو کیا۔ (ابو داؤد : ۴۵ و سندہ حسن)

معلوم ہوا کہ استنجا کے لئے علیحدہ اور وضو کے لئے علیحدہ برتن استعمال کرنا چاہئے۔

چند اہم فوائد قابل ذکر ہیں:

۱۔ مٹی کے ڈھیلے سے بھی استنجا کرنا صحیح ہے۔ (صحیح البخاری : ۱۵۵)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین (ڈھیلوں) سے استنجا کرنے کا حکم دیا۔

(صحیح مسلم: ۲۶۲، ابو داؤد: ۷ و سندہ صحیح)

(اس سے استدلال کرتے ہوئے) پانی بھی تین مرتبہ استعمال کرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی پاکی حاصل کرنے میں ڈھیلے کے قائم مقام ہے یا پھر جس طرح ڈھیلے طاق استعمال کئے جاتے ہیں تو اسی طرح پانی بھی طاق مرتبہ استعمال کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم

۳۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ: ”اگرچہ ڈھیلوں سے استنجا کرنا جائز ہے تاہم (بعض علماء) سفیان ثوری، ابن المبارک، شافعی، احمد اور اسحاق (بن راہویہ) کے نزدیک پانی سے استنجا کرنا مستحب اور افضل ہے۔“

(ترمذی ۱۱۱۱ ح ۱۹ درسی ط: ایچ ایم سعید کراچی)

نیز فرماتے ہیں کہ:

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے اکثر علماء کا یہی خیال ہے کہ صرف ڈھیلوں سے استنجا کرنا جائز ہے اگرچہ ان کے بعد پانی استعمال نہ کریں بشرطیکہ پیشاب اور پاخانے کا اثر خوب زائل ہو جائے اور یہی قول سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ کا ہے۔“ (ترمذی ۱۰۱/۱ ح ۱۵)

۴۔ استنجا کرنے کے لئے پانی ساتھ لے جانا چاہئے۔ (صحیح البخاری : ۱۵۱)

۵۔ عام نجاستوں کو صرف پانی سے پاک کیا جاتا ہے۔ (دیکھئے: الصحیحہ: ۱/۲۹۹، ۳۰۰)

پیشاب پر پانی بہا دینے سے جگہ پاک ہو جاتی ہے:

ایک اعرابی نے مسجد کے کونے میں پیشاب کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”پانی کا ڈول اس (پیشاب) پر بہا دو۔“ (صحیح البخاری: ۲۱۹)

بچہ اگر پیشاب کر دے:

۱۔ اگر دودھ پیتا بچہ کپڑوں پر پیشاب کر دے تو اس پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں۔

سیدہ ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا اپنا چھوٹا بیٹا جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا، رسول

اللہ ﷺ کے پاس لائیں۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنی گود مبارک میں بٹھالیا تو اس بچے نے

آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوا دیا اور اس پر چھینٹے مارے، اس کو

دھویا نہیں۔ (صحیح البخاری: ۲۲۳، صحیح مسلم: ۲۸۷)

۲۔ اگر بچی کپڑوں پر پیشاب کر دے تو اسے پانی سے دھویا جائے۔

سیدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (سیدنا) حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے رسول

اللہ ﷺ کی گود مبارک میں پیشاب کر دیا۔ میں نے کہا: کوئی اور کپڑا پہن لیں اور تہبند

مجھے دے دیں تاکہ میں دھو ڈالوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا

ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔“

(أبو داود: ۳۷۵، ابن ماجہ: ۵۲۲، حسن)

جب مرد یا عورت ناپاک ہو جائیں تو (غسل کے ذریعے سے) پانی سے ہی

طہارت حاصل کی جاتی ہے اور ہر طرح کی نجاست کو پانی سے ہی دور کیا جاتا ہے۔

**تنبیہ:** پانی کی عدم موجودگی میں یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے اگر پانی استعمال نہ کرنا ہو تو

پھر نجاست یا جنابت کو پاک کرنے کے لئے مٹی سے کام لیا جائے گا۔ (النساء: ۴۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے:

ایسے پانی (جس میں پیشاب کیا گیا ہو) سے نہ وضو کرنا صحیح ہے اور نہ اسے پینا ہی

صحیح ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ : ۹۴)

کھڑے پانی میں جنبی آدمی کا نہانا منع ہے:

البتہ پانی الگ لے کر نہانا صحیح ہے۔

اگر آدمی سو کر اٹھے تو ہاتھوں کو پانی (کے برتن) میں داخل کرنے سے پہلے الگ

پانی لے کر دھو لینا چاہئے کیونکہ اسے پتہ نہیں کہ ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے۔

(صحیح البخاری : ۱۶۲۰، صحیح مسلم : ۲۷۸)

پانی میں خود بخود مچھلی مر جائے تو وہ حلال ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”دریائی اور سمندری پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔“

(موطأ امام مالک : ۱۲، ابو داؤد : ۸۳ و سندہ صحیح)

ہمارے استاد حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی میں خود بخود مرنے والی مچھلی حلال ہے یہی

مسلم سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور جمہور علمائے اسلام کا ہے۔“

(دیکھئے صحیح البخاری ”کتاب الذبائح والصيد باب قول اللہ تعالیٰ: أحل لكم صيد البحر“ (قبل ح

۵۴۹۳) وفتح الباری ج ۹ ص ۶۱۸ وغیرہما)

اس مسلک کے خلاف کوئی دلیل ثابت نہیں ہے۔

(تسهیل الوصول الی تخریج و تعلیق صلوة الرسول ص ۴۲ حاشیہ: ۳، نیز دیکھئے: الصحیحۃ ح ۴۸۰)

وضو کے پانی والے برتن کو ڈھانپنا چاہئے:

اور اگر کسی کے منہ کو باز رہنا چاہئے تو سفر میں وضو کرنا پورا مشکل سنت ہے (صحیح مکتبہ

غسل بھی پانی ہی سے کیا جاتا ہے۔

عیسائیوں کے گھر کے پانی سے وضو کرنا:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نصرانیہ عورت کے گھر سے وضو کیا۔

( صحیح البخاری قبل ح ۱۹۳ تعلیقاً بالحزم تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری ۱۲ / ۱۳۱ ،  
۱۳۲ وفتح الباری ۱ / ۲۹۹ )

**تنبیہ:** اس کی سند منقطع و معلول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ( / ز ع )

۱۔ ستو کھا کر اگر نماز پڑھنی ہو تو پانی سے کلی کرنی چاہئے۔ (صحیح البخاری : ۲۰۹)

۲۔ دودھ پی کر بھی پانی سے کلی کرنی چاہئے۔ (صحیح البخاری : ۲۱۱)

امام ابن خزیمہ نے اس حدیث پر باب باندھا ہے کہ ”دودھ پی کر کلی کرنا مستحب

ہے تاکہ چکنائٹ ختم ہو جائے اور یہ واجب نہیں ہے۔“ (صحیح ابن خزیمہ قبل ح ۴۷)

۳۔ اگر آدمی بے ہوش ہو جائے تو اس پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں۔

(صحیح البخاری : ۱۹۴)

۴۔ روزہ پانی سے افطار کرنا بھی صحیح ہے۔ (صحیح البخاری : ۱۹۵۶)

۵۔ دودھ میں پانی ملا کر پینا جائز ہے۔ (صحیح البخاری : ۵۶۱۲)

۶۔ میٹھا پانی یعنی شربت پینا رسول اللہ ﷺ کا محبوب عمل تھا۔ (صحیح البخاری : ۵۶۱۱)

تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الباری (۱۰ / ۹۲)

۷۔ رات کا پڑا ہوا (باسی) پانی پینا بھی درست ہے۔ (صحیح البخاری : ۵۶۲۱)

۸۔ زائد پانی سے مسافر کو نہیں روکنا چاہئے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

” تین آدمیوں کی طرف اللہ تعالیٰ ( نظر رحمت سے ) نہیں دیکھے گا نہ ان کو

یاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ آدمی جس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

راستے میں پانی اضافی ہے (لیکن) اس نے مسافر کو پانی ( پینے یا استعمال

- کرنے) سے روک دیا۔“ (صحیح البخاری : ۲۳۵۸)
- ۹۔ زائد پانی کو بیچنا ممنوع ہے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کو بیچنے سے منع فرمایا۔“ (صحیح مسلم : ۱۵۶۵)
- ۱۰۔ جس کی زمین پانی کے قریب ہوگی وہ پہلے اپنی زمین کو سیراب کرنے کا پھر دور زمین والے کا حق ہے۔ (صحیح البخاری : ۲۳۶۱)
- ۱۱۔ کھیت والے کو اپنے کھیت میں اتنا پانی روکنے کا حق حاصل ہے کہ پانی منڈیروں تک پہنچ جائے۔ (صحیح البخاری : ۲۳۶۱)
- ۱۲۔ اگر کنواں کھودتے ہوئے منڈیر کے گرنے کی وجہ سے آدمی مر گیا تو اس کی چٹی اور دیت کنوئیں کے مالک پر نہیں بلکہ یہ چٹی معاف ہے۔ (صحیح البخاری : ۲۳۵۵)
- ۱۳۔ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کیا جاسکتا ہے۔ (صحیح البخاری : ۵۷۲۵)
- ۱۴۔ پانی اور بیری کے پتے چڑے کو پاک کر دیتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد : ۱۴۲۶ و سندہ حسن)
- ۱۵۔ گوشت پکاتے وقت پانی زیادہ ڈالنا چاہئے تاکہ سالن ہمسایوں کو بھی دیا جاسکے۔ (صحیح مسلم : بعد ح ۲۶۲۵ و ترقیم دارالسلام : ۶۶۸۹)
- ۱۶۔ یہ اونٹنیوں کا حق ہے کہ اونٹنیوں کا دودھ پانی کے (چشموں، کنوؤں کے) قریب نکالا جائے۔ (صحیح البخاری : ۲۳۷۸)
- تاکہ وہاں پر موجود مساکین وغیرہ کو دودھ دیا جاسکے۔ (فتح الباری ۶۳/۵)

## باقی پانی کے بعض احکام کی فہرست

دم کر کے پانی پر پھونکنا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے پینے والی چیز میں پھونک مارنے سے منع کیا، ایک آدمی نے کہا کہ اگر برتن میں تنکا دیکھوں تو؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو بہا دے۔“

(سنن الترمذی: ۱۸۸۷، وقال: ”حسن صحیح“ وسندہ صحیح، الموطأ ۱۲/۹۲۵ ح ۱۷۸۳)  
حائضہ عورت کا جھوٹا پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۰)

اگر کھیتی آسمانی پانی سے پکی ہے:

اگر کھیتی آسمانی پانی سے پکی ہے تو اس میں عشر ہے اگر نہری یا ٹیوب ویل وغیرہ کے پانی سے سیراب ہوئی ہے تو اس میں نصف عشر ہے۔

سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے نبی ﷺ سے

بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

”جو زمین آسمانی بارش اور چشموں سے سیراب ہوتی ہو یا رطوبت والی ہو اس

میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے (عشر ہے) اور جو زمین پانی کھینچ کر سیراب کی جاتی

ہو اس میں بیسواں حصہ (نصف عشر) ہے۔“ (صحیح البخاری: ۱۴۸۳)

دارالسلام کی مطبوعہ بلوغ المرام میں لکھا ہوا ہے کہ مندرجہ موضوعات پر مندرجہ مفت آن لائن مکتبہ



” اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمین کو مختلف ذرائع و وسائل سے سیراب کرنے کی صورت میں زکوہ (عشر) کی نوعیت بھی مختلف ہے۔ مثلاً جو زمین مشقت طلب ذریعے سے سیراب ہو جیسے اونٹ، بیل یا آدمی پانی نکال کر یا لا کر سیراب کرتے ہوں تو اس زمین کی پیداوار پر نصف عشر (بیسواں) حصہ ہے۔ اسی طرح اگر زمین کنویں کے پانی، ٹیوب ویل کے پانی سے یا پانی خرید کر سیراب کی جاتی ہو جیسے نہر کا پانی، ٹیوب ویل کا پانی خرید کر سیراب کی جاتی ہے تو ایسی صورت میں بھی نصف عشر (بیسواں) حصہ ہے آج کل آبیانہ دے کر زمین سیراب کی جاتی ہے۔ یہ آبیانہ مشقت و محنت کا قائم مقام ہے لہذا موجودہ نظام کے تحت نہری پانی سے سیراب کی جانے والی زمینوں کی پیداوار میں بھی بیسواں حصہ ہے۔“ (بلوغ المرام ۱/ ۴۰۴-۴۰۵ اردو)

نہری پانی سے سیراب ہونے والی فصل پر بھی نصف عشر ہے، یہی حق ہے۔

### پانی پینے کے آداب:

- ۱- پانی پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے۔ (الاوسط للطبرانی ۲/ ۳۵۱)
  - ۲- پانی دائیں ہاتھ سے پیا جائے۔ (صحیح مسلم: ۲۰۲۰)
  - ۳- پانی تین سانسوں میں پیا جائے۔
- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پینے کی چیز (مشروب) تین سانسوں میں پیتے تھے۔ (صحیح البخاری: ۵۶۳۱، صحیح مسلم: ۲۰۲۸)
- یعنی پانی پیتے وقت تین بار سانس لیا جائے اور پھر سانس برتن سے منہ ہٹا کر لینا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔
- (صحیح البخاری: ۵۶۳۰، صحیح مسلم: ۲۶۷)
- ۱- پانی بیٹھ کر پیا جائے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ قتادہ نے کہا کہ ہم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کھڑے ہو کر کھانا کھانے کا کیا حکم ہے؟ انھوں نے کہا: یہ تو سب سے بدتر یا سب سے زیادہ خبیث (عمل) ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۰۲۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”تم میں سے کوئی شخص ہرگز کھڑے ہو کر نہ پیئے اور جو بھول کر پی لے تو اسے چاہئے کہ تے کر دے۔ (صحیح مسلم: ۲۰۲۶)

علامہ نووی نے ان دونوں احادیث پر باب قائم کیا ہے کہ ”کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے۔“

**اہم فائدہ:** یاد رہے کہ عام اور اکثر محدثین کی یہ عادت مبارکہ ہے کہ وہ اپنی کتاب میں ابواب خود قائم کرتے ہیں مگر امام مسلم نے محدثین کے طریقہ سے ہٹ کر اپنی کتاب صحیح مسلم میں خود ابواب بندی نہیں کی بلکہ مختلف علماء نے کی ہے جن میں علامہ نووی بھی ہیں۔ صحیح مسلم مع شرح النووی کا وہ متداول نسخہ جو مدارس دینیہ میں پڑھایا جاتا ہے۔ اس میں ابواب اور عنوان علامہ نووی کے قائم کردہ ہیں اس بات کی صراحت درج ذیل علماء نے کی ہے:

۱۔ علامہ نووی (مقدمہ شرح صحیح مسلم للنووی ۷/۱ ط درسی)

۲۔ ڈاکٹر سحیحی صالح (علوم الحدیث ص ۱۵۵، اردو)

۳۔ محدث العصر شیخنا ارشاد الحق الاثری رضی اللہ عنہ

( ہفت روزہ الاعتصام ج ۵۸ شماره ۳۰ ص ۱۸ )

۴۔ ہمارے استاد محترم حافظ زبیر علی زئی رضی اللہ عنہ (نصر الباری ص ۱۴۱) محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

**تنبیہ:** کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع والی روایات دوسرے دلائل کی رو سے منسوخ ہیں یا کراہت وغیر اولیٰ پر محمول ہیں۔ ( / زع )

بعض صورتوں میں کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے:

۱۔ آب زمزم کھڑے ہو کر پینا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمزم کا پانی پلایا تو آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا حالانکہ آپ (سواری پر) کھڑے تھے۔  
(صحیح البخاری: ۱۶۳۷، صحیح مسلم: ۲۰۲۷ علامہ نووی نے اس پر باب قائم کیا ہے کہ آب زمزم کھڑے ہو کر پینا)

مکہ سے مختلف اور دور دراز علاقوں میں زم زم لے کر جانا بالکل جائز ہے۔

دیکھئے سنن الترمذی (۹۹۳ وسندہ صحیح)

لیکن یہ زم زم دوسرے علاقوں میں لے جا کر کھڑے ہو کر یا قبلہ رخ ہو کر پینا قطعاً ثابت نہیں ہے۔

۲۔ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔

نزال (بن سبرہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ (مسجد کوفہ میں) بڑے چبوترے کے دروازے سے تشریف لائے اور کھڑے ہو کر پانی پیا، پھر فرمایا: ”بعض لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو ناپسند سمجھتے ہیں حالانکہ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح (پانی پیتے ہوئے) دیکھا ہے، جس طرح تم نے مجھے دیکھا کہ میں نے کیا۔“

(صحیح البخاری: ۵۶۱۵)

یہ وضو کا بچا ہوا پانی تھا جس طرح کہ ”صحیح بخاری: ۵۶۱۶“ میں

وضاحت ہے۔

امام بخاری نے عام پانی پینا مراد لیا ہے خواہ وہ زمزم ہو یا عام پانی۔

۳۔ اگر پانی کا برتن لٹکا ہوا ہے تو بھی کھڑے کھڑے پانی پینا جائز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیدہ ام ثابت کبشہ بنت ثابت، ہمشیرہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے کھڑے کھڑے ایک لنگے ہوئے مشکیزے کے منہ سے پانی پیا پس میں اٹھی اور اس کے منہ والے حصے کو میں نے (بطور تبرک رکھنے کے لئے) کاٹ لیا۔

(سنن الترمذی: ۱۸۹۲ وقال: حسن صحیح، وسندہ حسن)

۴۔ بغیر کسی مجبوری کے بعض دفعہ کھڑے کھڑے پانی پینا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے زمانے میں چلتے پھرتے کھا لیتے اور کھڑے کھڑے پانی (بھی) پی لیتے تھے۔

(سنن الترمذی: ۱۸۸۰، صحیح)

عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے اور بیٹھے (دونوں طرح پانی وغیرہ) پیتے ہوئے دیکھا ہے۔  
(سنن الترمذی: ۱۸۸۳ وسندہ حسن)

امام ترمذی نے ان حدیثوں پر باب باندھا ہے کہ:

”کھڑے ہو کر پانی پینے میں رخصت ہے۔“

علامہ نووی نے مذکورہ احادیث پر باب قائم کیا ہے کہ:

”کھڑے کھڑے پانی پینے کا جواز اور بیٹھ کر پینے کے افضل ہونے کا بیان۔“

(ریاض الصالحین ۶۲۵/۱ ط / دارالسلام، اردو)

حافظ ابن حجر نے اس موقف (جن احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا گیا ہے، ان کو کراہت تنزیہی پر محمول کیا جائے گا) کو سب سے اچھا قرار دیا ہے۔

(فتح الباری ۱۰ / ۸۶ - ۸۷)

حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”ابتداء میں (ریاض الصالحین میں وارد شدہ احادیث کی ترتیب پر از ناقل) ذکر

کردہ احادیث سے اگرچہ کھڑے پانی پینے اور کھانے کا جواز ملتا ہے لیکن ان پر عمل صرف محکمہ دلائل کے مرکز متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بوقت ضرورت (یا مجبوری) ہی کیا جاسکتا ہے ورنہ اصل مسئلہ یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو بیٹھ کر ہی کھایا پیا جائے، یہی افضل عمل ہے۔ آج کل دعوتوں میں کھڑے کھڑے کھانے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں اس میں سہولت ہے کہ بیک وقت سارے لوگ فارغ ہو جاتے ہیں لیکن دوسری طرف اس کی قباحتوں کو، جو اس ایک سہولت کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں، نہیں دیکھتے۔ اس میں ایک تو مغرب کی نقالی ہے جو حرام ہے، دوسرے نبی کریم ﷺ نے کھڑے کھڑے ہو کر کھانے پینے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے تیسرے اس میں جو بھگدڑ مچتی ہے وہ کسی باوقار اور شریف قوم کے شایان شان نہیں۔ چوتھے اس میں ڈھور ڈنگروں کے ساتھ مشابہت ہے، گویا اشرف المخلوقات انسانوں کو ڈھور ڈنگروں کی طرح چارہ ڈال کر کھول دیا جاتا ہے، پھر جو طوفان بدتمیزی برپا ہوتا ہے، اس پر جانور بھی شاید شرماتا ہوں۔ پانچویں، انسان نما جانوروں کو باڑے یا اصطلب میں جمع کرنے کے لئے وقت پر آنے والوں کو نہایت اذیت ناک انتظار کی زحمت میں مبتلا رکھا جاتا ہے جس سے ان کا قیمتی وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور انتظار کی شدید مشقت بھی برداشت کرنا پڑتی ہے۔ ششم اس انتظار کی گھڑیوں میں یا تو فلمی ریکارڈنگ سننے پر انسان مجبور ہوتا ہے یا بھانڈ میراثیوں کی جگتیں یا میوزک کی دھنیں سننے پر۔ ہفتم یہ کہ اس طرح کھانا ضائع بھی بہت ہوتا ہے، بہر حال دعوتوں میں کھڑے کھڑے کھانے کا رواج یکسر غلط ہے اور مذکورہ سارے کام بھی شیطانی ہیں۔ اس لئے دعوتوں کا یہ انداز بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ اس کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔“ (ریاض الصالحین ۱/ ۶۲۷، اردو)

پانی پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنی چاہئے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے راضی ہوتا ہے جو کھانا کھانے یا

مشروب (پانی وغیرہ) پینے کے بعد اللہ کی حمد بیان کرتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۷۳۴)

سونے اور چاندی کے برتن میں نہ پیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ (صحیح البخاری: ۵۶۲۳، صحیح مسلم: ۲۰۶۷)

اگر پانی میں تنکا پڑا ہو تو اسے پھونک مار کر نہ گرائیں بلکہ برتن میڑھا کر کے اسے

بہادیں۔ (سنن الترمذی: ۱۸۸۷ و سندہ صحیح)

## پانی پلانے کے آداب:

پانی پلانا بڑا اچھا عمل ہے اور اس میں بہت ثواب ہے۔

ایک آدمی نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا۔

(صحیح البخاری: ۲۳۶۳)

جب جانوروں کو پانی پلانے کی اتنی فضیلت ہے تو پھر اشرف المخلوقات انسانوں کو

پانی پلانے کی کیا فضیلت ہوگی؟

۱۔ پانی پہلے دائیں طرف والے آدمی کو پلایا جائے۔ (صحیح البخاری: ۵۶۱۹)

۲۔ پانی کا برتن دائیں ہاتھ سے دیا جائے اور دائیں ہاتھ سے ہی پکڑا جائے۔

(صحیح مسلم: ۲۰۲۰)

۳۔ پانی پلانے والا سب سے آخر میں پیئے۔ (صحیح مسلم: ۲۸۱)

۴۔ پانی پلانے والے کو یہ دعا دی جائے ”اللهم اطعم من أطعمني واسق من سقاني“

(صحیح مسلم: ۲۰۵۵)

بعض لوگ بعض خاص دنوں میں پانی کی سبیلیں لگاتے ہیں یہ بدعت ہے، اس سے

بچا جائے۔

## زکوٰۃ کے احکام

انتہائی اختصار کے ساتھ کتاب و سنت کی روشنی میں زکوٰۃ کے بعض احکام پیش

خدمت ہیں:

اہمیتِ زکوٰۃ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ [التوبة: ۱۰۳]  
 ”(اے پیغمبر!) آپ ان کے اموال میں سے زکوٰۃ وصول کریں تاکہ آپ انہیں  
 پاک کر دیں۔“

زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے ہے۔ (صحیح بخاری: ۸، صحیح مسلم: ۱۶)

نبی ﷺ نے فرمایا:

”جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا لیکن اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس  
 کا مال زہریلے گنبج سانپ کی شکل اختیار کرے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ  
 نقطے ہوں گے اور وہ اس کے گلے کا ہار ہوگا، وہ اس کے دونوں جبروں کو  
 پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔“

(صحیح بخاری: ۱۴۰۳)

جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام، جانوروں کی زکوٰۃ کے اجماعی مسائل

امام ابن المنذر فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اجماع ہے کہ اونٹ، گائے اور بکریوں میں زکوٰۃ فرض ہے۔ اجماع ہے کہ پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ اجماع ہے کہ چالیس بکریوں سے کم پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ اجماع ہے کہ چالیس سے ایک سو بیس بکریوں تک کی زکوٰۃ ایک بکری ہے اور دو سو بکریوں تک کی زکوٰۃ دو بکریاں۔ اجماع ہے کہ (زکوٰۃ میں) بھینس گائے کے حکم میں ہے۔ اجماع ہے کہ بھینس اور دنبہ زکوٰۃ میں مشترک ہیں (یعنی دونوں کی مشترک تعداد فرض زکوٰۃ کی معینہ تعداد کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہو گئی، یاد رہے کہ بھینس دنبے کا حکم بکریوں کا حکم ہے) اجماع ہے کہ (زکوٰۃ میں) اونٹ کا شمار بکری یا گائے کے ساتھ نہیں ہو گا، نہ گائے کا شمار اونٹ اور بکری کے ساتھ ہوگا، لہذا جب تک تینوں قسمیں الگ الگ اپنی معینہ مقدار و تعداد کو نہ پہنچ جائیں زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔“

( کتاب الاجماع ۳۳/۳۴ مترجم )

### اونٹوں کی زکوٰۃ:

پانچ اونٹوں سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے، اس پر اجماع ہے۔ کما تقدم جب اونٹوں کی تعداد پانچ ہو جائے تو ان پر ایک بکری اور پھر چوبیس اونٹوں تک کی زکوٰۃ بکریوں کی صورت میں ادا کی جائے گی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ پانچ سے نو تک ایک بکری، دس سے چودہ تک دو بکریاں، پندرہ سے انیس تک تین بکریاں، اور بیس سے چوبیس تک چار بکریاں زکوٰۃ میں لی جائیں گی۔

جب اونٹوں کی تعداد پچیس ہو جائے تو ان میں ایک سال کی اونٹی یا دو سال کا اونٹ ہے۔ چھتیس اونٹوں میں دو سال کی اونٹی ہے۔ چھیالیس اونٹوں میں تین سال کی اونٹی ہے۔ اکتھ اونٹوں میں چار سال کی اونٹی ہے۔ چھتر اونٹوں میں دو دو سال کی دو

اونٹنیاں ہیں۔ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



اکانوے سے ایک سو بیس تک تین تین سال کی دو اونٹنیاں ہیں۔ اگر تعداد ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائے تو ہر چالیس پر دو سال کی اونٹنی اور ہر پچاس پر تین سال کی اونٹنی لازم آئے گی۔ (بخاری: ۱۴۵۳، ۱۴۵۴)

### گائے (اور بھینس) کی زکوٰۃ:

تیس گائیوں پر ایک سالہ مادہ گائے یا نر چھڑا زکوٰۃ ہے۔ چالیس گائیوں پر دو سال کا تیل یا گائے واجب ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲۸/۳ - ۹۹۳۳ عن المحکم بن عتیہ وحماد بن ابی سلیمان من قولہما و سندہ صحیح)

جانوروں کی زکوٰۃ کی دو شرطیں ہیں:

- ۱۔ نصاب کو پہنچنے کے بعد ان پر ایک سال گزر جائے۔
- ۲۔ ان کی پرورش کا سارا سال یا سال کے اکثر حصے میں جنگلوں، پہاڑوں یا سبز میدانوں میں چرانے پر ہوئی ہو اگر زیادہ انحصار چرانے پر ہو لیکن کبھی کبھار گھر پر بھی چارا ڈالا جائے تو زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

### بکریوں (بھیڑوں اور دنبوں) کی زکوٰۃ:

چالیس بکریوں سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے [اس پر اجماع بھی ہے۔ کما تقدم!] چالیس سے ایک سو بیس بکریوں تک ایک بکری ہے۔

ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بکریاں ہیں۔ پھر ہر سو پر ایک بکری واجب ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۴۵۴)

درج ذیل صفات والے جانور بطور زکوٰۃ وصول نہیں کئے جائیں گے:

بوڑھا، بھینگا، نر الا یہ کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص (نر لینا) مناسب سمجھے۔

(صحیح بخاری: ۱۵۵۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عیب دار جانور۔ (ابو داؤد: ۱۵۶۸، وهو حسن، ترمذی: ۶۲۱)

اسی طرح بانجھ، پالتو جانور، حاملہ اور سائڈ بھی زکوٰۃ میں وصول نہ کیا جائے۔

(موطأ ۱/۲۷۶، ح ۶۰۴ وهو حسن، السنن الكبرى للبيهقي ۱/۱۰۰، وسنده حسن)

## سونے اور چاندی میں زکوٰۃ:

چند وہ مسائل جن پر اجماع ہے:

امام ابن المنذر فرماتے ہیں کہ:

”اجماع ہے کہ بیس مثقال سونے پر جس کی قیمت دو سو درہم ہے زکوٰۃ فرض ہے۔“

اجماع ہے کہ بیس مثقال سے کم سونے پر جس کی قیمت دو سو درہم سے کم ہو اس پر

زکوٰۃ فرض نہیں۔

اجماع ہے کہ سونا، چاندی کے نامعلوم خزانے دستیاب ہونے پر پانچواں حصہ زکوٰۃ

(ادا کرنا ضروری) ہے، مسئلہ سابق کا لحاظ کرتے ہوئے۔“ (کتاب الاجماع ص ۳۴، ۳۵)

سونے کا نصاب بیس دینار ہے، اس سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں، زکوٰۃ ادا کرنے

کے لئے سال کا گزرنا بھی شرط ہے ورنہ اس پر زکوٰۃ نہیں۔

(موطأ امام مالك ۱/۲۴۶ عن ابن عمر رضي الله عنه من قوله وسنده صحيح)

اس میں اڑھائی فی صد کے حساب سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے، اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

(بخاری: ۱۴۴۷، مسلم: ۹۷۹)

چاندی میں بھی چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ (بخاری: ۱۴۵۴)

موجودہ دور میں سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے (ستاسی گرام) بنتا ہے کیونکہ

بیس دینار ساڑھے سات تولے ہی بنتا ہے۔

مگر بعض علماء کے نزدیک سونے کا نصاب ستر گرام مانا گیا ہے کیونکہ ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نزدیک بیس دینار ستر گرام بنتا ہے۔

موجودہ دور میں چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے (چھ سو بارہ گرام) بنتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک دو سو درہم ساڑھے باون تولے بنتا ہے مگر بعض علماء کے نزدیک چاندی کا نصاب چار سو ساٹھ گرام مانا گیا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک دو سو درہم چار سو ساٹھ گرام بنتا ہے۔

یاد رہے کہ چاندی اور سونے کا نصاب الگ الگ ہے۔

زیورات میں بھی زکوٰۃ ہے۔

(ابو داؤد: ۱۵۶۳، وسندہ حسن، ترمذی: ۶۳۷ من طریق آخر)

یہ زکوٰۃ ہر سال ادا کرنی ہوگی۔

### مال تجارت میں زکوٰۃ:

تجارت کے مال میں زکوٰۃ لازم ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باب قائم کرتے ہیں:

مخت اور تجارت کے مال میں زکوٰۃ ادا کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

”اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو۔“

(البقرہ: ۲۶۷، صحیح بخاری قبل حدیث: ۱۴۴۵)

امام ابن المنذر فرماتے ہیں:

”اجماع ہے کہ مال تجارت میں سال گزر جانے پر زکوٰۃ فرض ہے۔“

(کتاب الاجماع ص ۳۶)

نیز ہر قسم کے مال تجارت میں زکوٰۃ ضروری ہے خواہ فروٹ، سبزیاں، گاڑیاں اور

شوروم وغیرہ ہوں نیز ہر قسم کے جانور جس کی بھی تجارت کی جاتی ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

### مال تجارت سے زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ:

نقد رقم کی گنتی کی جائے پھر ہر قسم کے سامان تجارت کی قیمت کا اندازہ کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دونوں کو ایک جگہ جمع کر لے، اگر کسی سے قرض لینا ہے اور اس سے ملنے کی امید بھی ہے، اسے بھی موجودہ رقم میں جمع کر لے پھر جتنا کسی کو قرض دینا ہے وہ الگ کر لے، اب جو رقم باقی بچی ہے، اس میں سے اڑھائی فی صد کے حساب سے (چالیسواں) حصہ زکوٰۃ ادا کرے۔

[ میمون بن مہران تابعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تمہارا زکوٰۃ کا وقت آئے تو اپنے سارے مال کا حساب کرو، جس قرضے کے ملنے کی امید ہے، اسے بھی شمار کرو اور پھر تم پر جو قرض ہے اسے منہا کر کے نکال دو پھر باقی کی زکوٰۃ ادا کرو۔ کتاب الاموال لابی عبید : ۱۲۱۹، وسندہ حسن ]

ہر وہ چیز جو تجارت کے لئے نہیں بلکہ صرف ذاتی استعمال کے لئے ہے مثلاً گھریا دکان کی عمارت، مشینری، فرنیچر وغیرہ اور جن کی خرید و فروخت نہیں کی جاتی، ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ لیکن اگر یہی چیزیں تجارت کے لئے ہوں تو ان پر زکوٰۃ ہے نیز آلات تجارت پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

ہر قسم کے پھل اور ہر جنس پر زکوٰۃ واجب ہے:

ہر پھل اور کھیتی جو زمین سے پیدا ہوتی ہے اس سے زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”کثائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔“ (الانعام: ۱۴۱)

زرعی پیداوار میں زکوٰۃ ادا کرنے کو عشر کہا جاتا ہے۔

عشر ادا کرنے کا طریقہ:

جو زمین نہروں اور آسمانی بارش کے ذریعے سے سیراب ہوتی ہے اس میں سے دسواں حصہ نکالا جائے گا اور جس زمین کو جانوروں (وغیرہ) کے ذریعے سے سیراب کیا جاتا ہے اس میں سے بیسواں حصہ ہے۔ (صحیح مسلم : ۹۸۱)

ایک حدیث میں ہے کہ:

”وہ زمین جو آسمان یا چشمے سے سیراب ہوتی ہے یا وہ خود نمی کی وجہ سے محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیراب ہو جاتی ہے تو اس کی پیداوار میں سے دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جسے کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہے اس کی پیداوار میں سے بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۴۸۳)

یاد رہے کہ وہ زمینیں جن کو ایسا پانی دیا جاتا ہے جو مشقت سے حاصل ہوتا ہے یا جس پر بل وغیرہ ادا کیا جاتا ہے اس میں سے بھی بیسواں حصہ ہے اور نہری پانی بھی اسی میں سے ہے کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے اس پر سالانہ ٹیکس لاگو ہوتا ہے۔ ایسی فصل کی پیداوار پر بیسواں حصہ زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

لیکن جو زمینیں سیراب ہوتی ہیں قدرتی ذرائع سے مثلاً چشمہ، بارش وغیرہ یا جس پانی کے حاصل کرنے پر مشقت نہ ہوئی ہو یا اس پر بل بھی لاگو نہ آتا ہو تو اس زمین کی پیداوار پر دسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ یہ اکثریت پر محمول ہے یعنی اگر چشموں سے سیراب ہونے والی زمین کو کبھی بکھار ٹیوب ویل وغیرہ کا پانی بھی لگا دیا جائے تو اس میں دسواں حصہ ہی ہے۔

اسی طرح ٹیوب ویل کے ذریعے سے سیراب ہونے والی زمینیں کبھی بکھار چشموں وغیرہ سے سیراب ہو جائیں تو اس پر بیسواں حصہ ہی ہے۔

**تنبیہ:** فصل کٹتے ہی اس کی زکوٰۃ (عشر) نکالی جائے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ [الانعام: ۱۱۴]

”اور کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔“

شہد میں دسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو متعان کے ہلال (نبی اللہ ﷺ)

رسول اللہ ﷺ کے پاس شہد کا دسواں حصہ لے کر آئے۔ الخ

(سنن ابی داؤد: ۱۶۰۰، وسندہ حسن)

اگر جاہلیت کے زمانے کا زمین میں مدفون خزانہ ملے تو اس پر بھی بطور زکوٰۃ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پانچواں حصہ دینا ضروری ہے۔ خواہ اس کے حاصل کرنے پر کوئی مشقت نہ اٹھائی ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اور رکاز (دینے) میں پانچواں حصہ لیا جائے گا۔“

(صحیح بخاری: ۱۴۹۹، صحیح مسلم: ۱۷۱۰)

**تنبیہ:** یاد رہے اس میں سال اور نصاب کی کوئی شرط نہیں ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (قبل ح- ۱۴۹۹)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

”جمہور علماء کا اسی بات پر اتفاق ہے کہ (رکاز میں) سال کا عرصہ گزرنے کی

شرط نہیں لگائی جائے گی بلکہ فی الوقت پانچواں حصہ نکالنا واجب ہے۔“

(فتح الباری ۳/۲۶۵)

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”صدقات صرف

۱۔ فقیروں کے لئے ہیں۔ ۲۔ اور مسکینوں کے لئے۔ ۳۔ اور ان کے وصول کرنے

والوں کے لئے۔ ۴۔ اور ان کے لئے جن کے دلوں میں الفت ڈالنا مقصود ہو۔ ۵۔ اور

گردن چھڑانے (غلام آزاد کرنے) میں۔ ۶۔ قرض داروں کے لئے۔ ۷۔ اور اللہ کی راہ

میں۔ ۸۔ اور راستے پر چلنے والے مسافروں کے لئے فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ

تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔“ (التوبة: ۶۰)

**تنبیہ:** ان آٹھ قسموں میں سے کسی ایک کو صدقہ دیا جاسکتا ہے۔ دلیل وہ حدیث ہے جس

میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”زکوٰۃ ان کے اغنیاء سے وصول کی جائے گی اور ان

کے فقراء میں تقسیم کر دی جائے گی۔ (صحیح بخاری: ۱۳۹۵، صحیح مسلم: ۱۹)

[ قریبی رشتہ داروں کو زکوٰۃ و صدقات دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ اس کے اہل و عیال

میں سے نہ ہوں۔ زع ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(ابن ابی شیبہ ۳/۱۹۲ ح- ۱۰۵۳۶، عن عطاء بن ابی رباح و سندہ صحیح)

واضح رہے کہ قریبی رشتہ داروں کو صدقہ و خیرات دینا دوسرے اجر کا سبب ہے۔

(صحیح بخاری: ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، صحیح مسلم: ۱۰۰۰، ۱۰۰۱)

بنو ہاشم اور بنو مطلب پر زکوٰۃ حرام ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”صدقہ (زکوٰۃ) آلِ محمد کے لئے جائز نہیں، یہ تو

لوگوں کے مال کی میل کچیل ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۰۷۲)

ایک روایت میں ہے: ”یہ محمد ﷺ اور آلِ محمد کیلئے حلال نہیں۔“

(صحیح مسلم: ۱۰۷۲، دارالسلام: ۲۴۸۲)

خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا:

امام ابن المنذر فرماتے ہیں:

”اجماع ہے کہ شوہر بیوی کو مالِ زکوٰۃ نہیں دے سکتا، کیونکہ اس کے اخراجات

شوہر کے ذمہ ہیں، شوہر کی تو انگری و بے نیازی بیوی کی تو انگری و بے نیازی ہے۔“

(کتاب الاجماع رقم: ۱۲۰)

اولاد والدین کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی:

امام ابن المنذر فرماتے ہیں:

”اجماع ہے کہ زکوٰۃ والدین کو نہیں دی جائے گی، نیز اولاد میں سے جن کے

اخراجات کا ذمہ دار باپ ہے انھیں بھی ادا نہیں کرے گا۔“

(کتاب الاجماع: ۱۱۹)

بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے:

رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن عید گاہ تشریف لے گئے پھر (نماز

کے بعد) لوگوں کو وعظ فرمایا اور صدقہ کا حکم دیا۔ پھر آپ نے فرمایا: لوگو! صدقہ کرو۔ پھر

آپ عورتوں کی طرف گئے اور ان سے بھی یہی فرمایا کہ عورتو! صدقہ دو کہ میں نے جہنم میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بکثرت تمھیں دیکھا ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائیں، اجازت ملنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آج آپ نے صدقہ کا حکم دیا تھا، اور میرے پاس بھی کچھ زیور ہے جسے میں صدقہ کرنا چاہتی تھی۔ مگر (میرے شوہر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ خیال ہے کہ وہ اور ان کی اولاد اس صدقہ کے ان (مساکین) سے زیادہ مستحق ہیں جن پر میں صدقہ کروں گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا ہے۔ تیرا شوہر اور اس کی اولاد تیرے صدقے کی زیادہ مستحق ہے۔“ (صحیح بخاری: ۱۴۶۲)

بیوی اس مال سے خاوند کو صدقہ یا زکوٰۃ دے گی جو اس کی اپنی جائیداد اور ملکیت میں ہے۔

### صدقہ فطر کا بیان:

۱: صدقہ فطر کن لوگوں پر فرض ہے؟

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے غلام، آزاد، مرد، عورت، بچے، بوڑھے سب پر صدقہ فطر فرض کیا ہے ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو) کھجوروں سے اور ایک صاع جو سے اور اس کے متعلق حکم دیا ہے کہ یہ فطرانہ نماز (عید) کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔“ (صحیح بخاری: ۱۵۰۳، صحیح مسلم: ۹۸۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر صدقہ فطر فرض ہے اور امام ابن المنذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (کتاب الاجماع: ۱۰۶)

۲: مذکورہ افراد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا فرض ہے۔ امام ابن المنذر فرماتے ہیں:

”اجماع ہے کہ صدقہ فطر آدمی پر واجب ہے اگر اسے اپنی طرف سے اور اپنی مفلوک



الحال اولاد کی طرف سے ادا کرنے کی قدرت ہو۔“ (کتاب الاجماع : ۱۰۷)  
نیز فرماتے ہیں:

”اجماع ہے کہ آدمی پر اپنے مملوکہ موجود غلام کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔“ (کتاب الاجماع : ۱۰۹)

**فائدہ (۱):** ذمی پر اپنے مسلمان غلام کا صدقہ فطر واجب نہیں، ابن المنذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (کتاب الاجماع : ۱۰۹)

**فائدہ (۲):** عورت نکاح سے پہلے اپنا صدقہ فطر خود ادا کرے گی۔

امام ابن المنذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (کتاب الاجماع : ۱۱۰)

**فائدہ (۳):** امام ابن المنذر فرماتے ہیں: ”اجماع ہے کہ جنین (بطن مادر میں موجود بچے) پر صدقہ فطر نہیں۔“ (کتاب الاجماع : ۱۱۱)

صدقہ فطر کی مقدار:

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ صدقہ فطر ایک صاع گھر کے ہر فرد کی طرف سے ادا کرنا چاہئے۔ امام ابن المنذر فرماتے ہیں: ”اجماع ہے کہ (صدقہ فطر میں) جو اور کھجور ایک صاع سے کم جائز نہیں۔“ (کتاب الاجماع : ۱۱۲)

ایک صاع کا وزن تقریباً اڑھائی کلو بنتا ہے۔

صدقہ فطر ادا کرنے کا وقت:

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا چاہئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اسے نماز عید کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔

(صحیح بخاری : ۱۵۰۳)

عید سے ایک یا دو دن پہلے صدقہ فطر ادا کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔

(صحیح بخاری : ۱۵۱۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## صدقہ فطر کن اشیاء سے نکالا جاسکتا ہے؟

کھجور، جو (صحیح بخاری: ۱۵۰۳، صحیح مسلم: ۹۸۴) گندم، کھجور، پیاز، منقہ۔  
(صحیح بخاری: ۱۵۰۶، صحیح مسلم: ۹۸۵)

صدقہ فطر ادا کرنے کے مقاصد یہ ہیں:

”تا کہ روزہ دار (دورانِ روزہ میں کی ہوئی) لغو حرکات سے پاک ہو جائے  
اور مساکین کو کھانے کا سامان مل سکے۔“

(ابو داؤد: ۱۶۰۹، بسندہ حسن، ابن ماجہ: ۱۸۲۷، وصححه الحاکم ۴۲۶، ۴۲۵/۴ ووافقه الذہبی)

معلوم ہوا کہ جو چیز بطور صدقہ فطر ادا کی جائے وہ چیز کھانے کا ذریعہ ہو۔

**تنبیہ:** صدقہ فطر میں جنس کی قیمت ادا کر دینا ثابت نہیں ہے چنانچہ اس سے پرہیز کرنا  
چاہئے کیونکہ نبی ﷺ کے زمانہ میں نقد قیمت بھی ہوا کرتی تھی مگر وہ صدقہ فطر میں  
جنس نکالتے تھے نہ کہ نقد۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:  
”صدقہ فطر روزمرہ کی خوراک سے ادا کرنا چاہئے۔“

(مجموع الفتاویٰ ۳۵/۲۵-۳۶)

خليفة عمر بن عبدالعزيز نے صدقہ فطر میں ہر انسان سے آدھا درہم لینے کا حکم دیا۔

(ابن ابی شیبہ ۱۷۴/۳ ح ۱۰۳۶۸، وسندہ صحیح)

ابو اسحاق السبعی نے کہا: ”میں نے لوگوں کو رمضان میں صدقہ (فطر) میں کھانے

کی قیمت دراہم دیتے ہوئے پایا ہے۔“ (ابن ابی شیبہ: ۱۰۳۷۱، وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ نقدی کی صورت میں بھی صدقہ فطر دیا جاسکتا ہے لیکن بہتر یہی ہے

کہ جنس سے دیا جائے۔ واللہ اعلم! [زع]

## متفرقات

مقروض آدمی پر اس صورت میں زکوٰۃ واجب ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد اس کے پاس اتنا مال موجود ہے جو نصاب کو پہنچتا ہو۔

جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر زکوٰۃ واجب تھی تو وصیت اور وراثت پر عمل کرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کریں کیونکہ یہ بھی قرض کی ہی صورت بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اس وصیت کے بعد جو تم کر گئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد“ (النساء: ۱۱)

یہ قرض اللہ کا حق ہے اور اسے ادا کرنا زیادہ ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ کا قرض ادائیگی میں سب سے زیادہ مستحق ہے۔“

(صحیح بخاری: ۱۹۵۳، صحیح مسلم: ۱۱۴۸)

اگر کسی کو قرض دیا ہے اور اس کے ملنے کی امید ہے تو اپنے پاس موجود رقم کے ساتھ اس کی بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، اگر ایسے شخص کو قرض دیا ہے جس سے ملنے کی امید ہی نہیں تو پھر اس قرض کے ملنے تک قرض شدہ مال کی زکوٰۃ کو مؤخر کر دیا جائے گا، اگر وہ قرض مل گیا تو زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی اگر نہ ملا تو زکوٰۃ نہیں۔ (دیکھئے فتاویٰ اسلامیہ ۲/۸۸)

عورت کا حق مہر اگر نصاب زکوٰۃ کو پہنچتا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ جو مال

حرام ذریعے سے کمایا گیا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ سونا چاندی کے علاوہ دیگر جواہرات میں محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسی طرح، غلام، گھوڑے، گدھوں، خچروں، پالتو عاملہ (بار برداری والے) جانوروں اور آلاتِ تجارت میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔

نوٹ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ”شرعی احکام کا انسائیکلو پیڈیا“ کی پہلی جلد پایہ تکمیل کو پہنچی الحمد للہ دوسری جلد میں مندرجہ ذیل موضوعات پر بحث ہوگی۔ ان شاء اللہ

- ۱۔ جانوروں کے احکام۔
- ۲۔ سترہ کے احکام۔
- ۳۔ طہارت کے احکام۔
- ۴۔ عدت کے احکام۔
- ۵۔ مساجد کے احکام۔
- ۶۔ بیت اللہ کے احکام
- ۷۔ بیماری اور علاج کے احکام۔

دعا:

جو بھائی اور بہن ہماری اس کتاب سے کوئی فائدہ حاصل کرے، وہ خلوص دل سے دعا کر دے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کتاب کو ہمارے میزانِ حسنات میں شامل کر دے اور جملہ معاونین کو جزاء خیر عطا فرمائے اور مجھے یہ مبارک سلسلہ پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور میری ہر طرح کی مشکلات کو دور فرمائے اور میرے دادا محمد یعقوب اور میری دادی عائشہ رضی اللہ عنہما کو جنت الفردوس عطا فرمائے، کیونکہ وہ میرے لیے بہت دعائیں کیا کرتے تھے۔

آپ کا بھائی  
ابن بشیر الحسینی

## مؤلف کی دیگر تالیفات

﴿سلسلة الأحكام الصحيحة﴾ کے تحت اب تک مندرجہ ذیل موضوعات پر لکھا جا چکا ہے۔  
 (۱) اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے۔ (۲) بالوں کا معاملہ۔ (۳)  
 جانوروں کے احکام۔ (۴) عدت کے احکام۔ (۵) لباس کے احکام۔ (۶) سونا چاندی  
 کے شرعی احکام۔ (۷) جوتے کے احکام (۸) جہالت کے احکام (۹) ایمان کے احکام۔  
 (۱۰) مساجد کے احکام۔ (۱۱) بیت اللہ کے احکام۔ (۱۲) انسان کے احکام۔ (۱۳) زمین  
 کے احکام۔ (۱۴) سترہ کے احکام۔ (۱۵) بیماری اور علاج کے احکام۔ (۱۶) کافروں کے  
 احکام وغیرہ۔

﴿سلسلة الأحكام الضعيفة والباطلة﴾ کے تحت اب تک مندرجہ ذیل کتب لکھی جا چکی ہیں۔  
 (۱) غیر ثابت دعائیں۔ (۲) غیر ثابت مسئلے۔

﴿سلسلہ احیاء فکر سلف صالحین﴾ کے تحت یہ کتب لکھی جا چکی ہیں۔

(۱) علماء و محدثین کی نصیحتیں۔ (۲) میں محدث کیسے بنوں؟ (۳) اے متلاشیان علم! (۴) خیر خواہی  
 ﴿عربی کتب﴾ جو اب تک لکھی جا چکی ہیں، درج ذیل ہیں۔

(۱) موسوعة المدلسين (۲) التبيين في شرح أصل السنة واعتقاد الدين (۳)

البرهان في تناقضات ابن حبان (۴) المنتقى من فوائد ابن القيم في صفات الله تعالى

واسمائه الحسنی (۵) اصول المحدثين في فهم المحدث الالبانی (۶) موسوعة

الاحاديث الشاذة (۷) موسوعة القواعد الفقهية.....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿اصول حدیث﴾ پر جو کتب مکمل کر چکا ہوں درج ذیل ہیں۔

- (۱) احناف کے اصول حدیث کا پوٹھ مارٹم (شیخ ارشاد الحق اثری رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے ماخوذ ہے)
- (۲) اصول حدیث اور حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ (حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب وغیرہ سے ماخوذ ہے)
- (۳) اصول المحدثین فی فہم المحدث الالبانی (شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے ماخوذ ہے)
- (۴) تیسیر مصطلح الحدیث پر بھی ہم نے کچھ تعلیقات لکھ رکھی ہیں (۵) مرسل کی تعریف میں ایک غلط فہمی کا ازالہ.....

﴿سلسلہ دینی نصاب﴾ کے تحت اب تک (گھر کا دینی نصاب) مکمل ہوا ہے۔

- ﴿سلسلہ تحقیق و تنقید﴾ (۱) علمی اور تحقیقی بحث، جو ردود کی صورت میں لکھی جا چکی ہیں۔ (۲) حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”النبراس“ (حصہ دوم) کی تحقیق و تخریج۔ (۳) حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”الہدایت کے امتیازی مسائل“ کی تحقیق و تعلق۔ (۴) مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”پیارے رسول کی پیاری دعائیں“ کی تحقیق و تعلق۔



سے علمی و دینی مضامین جماعت کے علمی جراند میں لکھ رہے ہیں، ان کا بیشتر تعلق دینی احکام و مسائل سے ہے۔

یہ احکام و مسائل اس اعتبار سے ممتاز ہیں کہ ان میں:

اولاً: نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے اور اطباء و تفصیل سے گریز کیا گیا ہے۔

ثانیاً: ہر بات باحوالہ ہے، کوئی مسئلہ حوالے کے بغیر نہیں ہے۔

ثالثاً: کسی ضعیف حدیث سے استدلال نہیں کیا گیا ہے، صرف صحیح یا حسن احادیث

کا اہتمام و التزام کیا گیا ہے، اسی لیے ہر حدیث کی تحقیق و تخریج کا التزام

ہے۔

رابعاً: اختلافات کے بیان سے گریز اور مثبت انداز سے صرف راجح اور قوی مسئلہ

بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

خامساً: فاضل مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ان احکام و مسائل پر روشنی ڈالیں

جن پر بہت کم لکھا گیا ہے اور ان کی بابت زیادہ تفصیل دستیاب نہیں، گویا نادر

احکام و مسائل کو ضبطِ تحریر میں لانا ان کے پیش نظر ہے۔

سادساً: اختصار کے ساتھ جامعیت کا بھی اہتمام ہے، یعنی جزئیات تک

پر فاضل مؤلف کی نظر ہے اور وہ ان کو بھی بیان کرتے ہیں، مثال کے طور پر رات کے

احکام کی تعداد ۲۶۵ جانوروں سے متعلقہ احکام کی تعداد ۳۱۵ اور بالوں کے احکام کی

تعداد ۱۳۷ ہے۔ وعلیٰ هذا القیاس

اس اعتبار سے بلاشبہ ”سلسلۃ الاحکام الصحیحہ“ کا یہ انسائیکلو پیڈیا

(دائرة المعارف) اپنی مثال آپ اور ایک بے نظیر علمی کاوش ہے۔

ان شاء اللہ جلد ہی اس کی دیگر جلدیں بھی منظر عام پر آ جائیں گی۔

وبید اللہ التوفیق والتکمیل۔

حَافِظُ مَعْلَمَةِ الدِّينِ يُؤَمِّقُ حَقِيقَةَ



ناشر

إحياء السنة پبلی کیشنز، قصور